﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿---اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿...عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾(بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ

جلد 25 | جمعۃ المبارک 05/اکتوبر 2018ء | 24 محرّم 1440 ہجری قمری ❁ 05/اخاء 1397 ہجری شمسی | شمارہ 40

صدق نیت کا اجر

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’جو شخص صدق نیت سے شہادت کی تمنا کرے اللہ تعالیٰ اُسے شہداء کے زُمرہ میں شامل کرے گا خواہ اس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو۔‘‘

(صحیح مسلم کتاب الإمارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

یہ اللہ کی حکمت کے بھیدوں میں سے ہے کہ اس نے مجھے چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا کیا تا میری پیدائش اس اعتبار سے آدم کی پیدائش کے مشابہ ہو جائے اور یہ حکمتوں والے اور طرح طرح کی صفات والے اللہ کی طرف سے ایک مقدر وعدہ تھا۔

’’پس یہ اللہ کی حکمت کے بھیدوں میں سے ہے کہ اس نے مجھے چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا کیا تا میری پیدائش اس اعتبار سے آدم کی پیدائش کے مشابہ ہو جائے اور یہ حکمتوں والے اور طرح طرح کی صفات والے اللہ کی طرف سے ایک مقدر وعدہ تھا۔ اسی کی طرف اس نے اپنے قول وَاِنَّ یَوۡمًا عِنۡدَ رَبِّکَ کَاَلۡفِ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ (ایک دن خدا کا ایسا ہے جیسا تمہارا ہزار برس۔ (الحج :48)) میں اشارہ فرمایا ہے۔ یقیناً میری پیدائش کا زمانہ چھٹا ہزار ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ پس اہل علم سے پوچھو۔ یہ بات تورات نے بھی بیان کی ہے جسے مسلمان بھی مانتے ہیں۔ جو کچھ ان اعداد و شمار کے برخلاف ہے وہ ہرگز نصوص صریحہ سے ثابت نہ ہے اور اسے اہل علم جانتے ہیں۔ پس ان کے لئے جائز نہیں کہ وہ تورات کی بیان کردہ گنتی کا اور نبیوں کے اقوال کا انکار کریں۔ اور وہ اس کا انکار کر بھی کیسے سکتے ہیں جب کہ قرآن نے اس کی مخالفت نہیں کی بلکہ سورۃ العصر نے اس کی تصدیق کی ہے۔ پس وہ کہاں بھاگیں گے؟ بلکہ ارشاد خداوندی یُدَبِّرُ الۡاَمۡرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الۡاَرۡضِ ثُمَّ یَعۡرُجُ اِلَیۡہِ فِیۡ یَوۡمٍ کَانَ مِقۡدَارُہٗۤ اَلۡفَ سَنَۃٍ مِّمَّا تَعُدُّوۡنَ (وہ فیصلے کو تدبیر کے ساتھ آسمان سے زمین کی طرف اتارتا ہے۔ پھر وہ ایک ایسے دن میں اس کی طرف عروج کرتا ہے جو تمہاری گنتی کے لحاظ سے ایک ہزار سال کے برابر ہوتا ہے۔ (السجدۃ:6)) بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے۔ [حاشیہ۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تصریح فرمائی ہے اور اچھی طرح واضح کیا ہے کہ قرآن کی تبلیغ کے دنوں کے بعد گمراہی کا زمانہ ہے جو ہزار سال ہے اور اس کے بعد خدائے رحمٰن کا مسیح مبعوث ہوگا۔ اس واضح تعیین کے بعد جھگڑا ختم ہو گیا۔ بالخصوص جب اس کے ساتھ اس ہزار سال کا ذکر ملایا جائے جو سابقہ نبیوں کی کتابوں میں آیا ہے۔ غور کر اور پھر غور کر یہاں تک کہ تجھے یقین آ جائے۔ کیا تُو ان کو نہیں دیکھتا جنہوں نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کو مصیبت میں ڈالا اور انہوں نے اپنی جماعت کے ساتھ بہت سے کیڑے مکوڑے ملا لئے اور دنیا کو بدعات سے زیر وزبر کر دیا۔ اور انہوں نے چاہا کہ جھوٹی باتوں سے حق کی بیخ کنی کر دیں اور انہوں نے روشن شریعت کو برباد کرنے کے لئے پانی کا دریا جاری کرنے کی طرح سونے کے پہاڑ خرچ کر دیئے۔ کیا پہلے دشمنوں میں ان کی مثال پائی جاتی ہے؟ یا اسلام پر اس جیسی مصیبت پہلے کبھی نازل ہوئی؟ آدم سے لے کر آخری وقت تک ان کے فتنوں جیسے فتنے تم ہرگز نہیں پاؤ گے۔ منہ] اور اس کے ساتھ (آیت) اِلٰی یَوۡمِ یُبۡعَثُوۡنَ کو ملا کر پڑھو۔ یہ آیت ہم نے سورۃ السجدہ سے لکھی ہے اور یہ سنت ہے کہ یہ سورۃ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں پڑھی جاتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس سورۃ میں فرماتا ہے کہ اس نے فرقان حمید نازل کر کے امرِ شریعت کی تدبیر کی اور کلام مجید کے ذریعہ لوگوں کے لئے اُن کا دین کامل کر دیا۔ پھر اس کے بعد وہ زمانہ آئے گا جس کی گمراہی ایک ہزار برس تک ممتد ہوگی اور اللہ کی کتاب اس کی طرف اُٹھالی جائے گی اور اللہ کا حکم اپنے دونوں پہلوؤں کے اعتبار سے اس کی طرف اُٹھالیا جائے گا۔ یعنی اس میں اللہ کا حق بھی ضائع کیا جائے گا اور بندوں کا حق بھی۔ اور فساد کی آندھیاں اس کی دونوں قسموں پر چلیں گی۔ جھوٹ اور من گھڑت باتیں یعنی دجّالی فتنے پھیل جائیں گے۔ فسق، کفر اور شرک غالب آ جائے گا اور تُو مجرموں کو اپنے رب سے اعراض کرتے ہوئے اور اس کے خلاف پشت پناہی کرتے ہوئے دیکھے گا۔ پھر اس کے بعد ایک اور ہزار آئے گا جس میں رب العالمین کی طرف سے لوگوں کی فریاد رسی کی جائے گی اور آخری زمانہ کے آدم کو بھیجا جائے گا تا دین کی تجدید کرے۔ اسی کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا ہے جو اس آیت کے بعد ہے یعنی ارشاد الٰہی وَبَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ۔ (اور اس نے انسان کی پیدائش کا آغاز گیلی مٹی سے کیا۔ (السجدۃ:8)) یہ انسان ہی مسیح موعود ہے۔ اس کی بعثت ان صدیوں سے جو بہترین صدیاں تھیں، ایک ہزار برس گزرنے کے بعد مقدر کی گئی تھی اور اس پر گروہ انبیاء کا اتفاق ہے۔ عمران بن حصین سے صحیحین میں یہ روایت آئی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امّت کا بہترین حصہ میری صدی ہے۔ پھر وہ لوگ جو اُن کے قریب ہیں پھر وہ جو اُن کے قریب ہیں۔ پھر اُن کے بعد وہ لوگ ہوں گے جو گواہی دیں گے حالانکہ ان سے گواہی طلب نہیں کی گئی ہوگی۔ وہ خیانت کریں گے اور انہیں امین نہ سمجھا جائے گا، نذر مانیں گے مگر پوری نہ کریں گے۔ ان میں فربہی آ جائے گی۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ وہ حلف اٹھائیں گے حالانکہ ان سے حلف کا تقاضا نہ کیا گیا ہوگا۔ پس اس حدیث سے، جو کہ متفق علیہ ہے ظاہر ہے کہ جھوٹ کے غلبہ سے جو کہ دجّالی صفات میں سے ہے، محفوظ زمانہ اور سچائی، نیکی اور پاکدامنی کا زمانہ سیدنا خیر البریہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدی سے تین صدیوں سے آگے نہ جائے گا۔ پھر اس کے بعد ایسا زمانہ آئے گا جیسے چاند کے چھپ جانے پر رات تاریک ہو جاتی ہے۔ اُس میں جھوٹ پھیل جائے گا اور نفسانی خواہشات کی وجہ سے ہلاک ہونے والا ہلاک ہو جائے گا۔ ہر روز جھوٹ اور من گھڑت باتیں زیادہ ہوتی جائیں گی۔ پھر جب جھوٹ حدِّ کمال کو پہنچ جائے گا تو ایک دن یہ دجّال کے ظہور پر منتج ہوگا اور وہ اس ہزار (سال) کے آخری ایّام ہوں گے جیسا کہ جھوٹ اور خود تراشیدہ باتوں کی ترقی کا سلسلہ اس کا متقاضی ہے اور جیسا کہ اللہ ذوالجلال کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مفہوم ہے۔ یہ زمانہ وہی زمانہ ہوگا جس میں اللہ کا امر اور ہدایت اس کی طرف چڑھ جائیں گے اور قرآن بلند آسمانوں پر اٹھا لیا جائے گا۔ رونما ہونے والے واقعات گواہی دے چکے ہیں کہ یہ بگڑا ہوا زمانہ ایک ہزار برس تک یعنی اس زمانہ تک پھیلا ہوا تھا۔ یہاں تک کہ چھوٹا زہریلا سانپ بڑے زہرناک سانپ کی مانند ہو گیا۔‘‘

...............................(خطبہ الہامیہ مع اردو ترجمہ صفحہ 252 تا 257۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

اسلام آباد (پاکستان) کی ہائی کورٹ کا فیصلہ (ایک تجزیہ)

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد)

قسط نمبر 9

اسلم قریشی صاحب کا اغواء، شہادت اور پھر دوبارہ زندہ ہو جانا

قسط 8 سے ہم اُس مرحلہ کا ذکر شروع کر چکے ہیں جب کہ 1984ء میں جماعتِ احمدیہ کے خلاف جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے مہم چلانی شروع کی تھی۔ اسلام آباد ہائی کورٹ کے اس فیصلہ کے صفحہ 76 پر اختصار سے جماعتِ احمدیہ کے خلاف اس تحریک کے شروع ہونے کا ذکر ہے۔ اور یہ بھی ذکر ہے کہ اس تحریک کے آٹھ مطالبات تھے۔

ہم گزشتہ قسط میں ان میں سے ایک اہم مطالبہ یعنی مرتد کے لئے سزائے موت مقرر کرنے کا ذکر کر چکے ہیں۔جنہوں نے فیصلہ پڑھا ہے ان میں سے کئی احباب ان میں سے پانچویں مطالبے کو سمجھ نہیں سکے ہوں گے اور انہوں نے محسوس کیا ہوگا کہ اس عدالتی فیصلہ میں گو کہ بہت سی تفصیلات درج ہیں لیکن اس مطالبے کے متعلق کچھ وضاحت نہیں کی گئی کہ اس سے کیا مراد تھی؟ اس فیصلہ سے اس مطالبہ کی عبارت درج کی جاتی ہے:

"Arrest of Mirza Tahir Ahmad and some of his colleagues in connection with the disappearance of Maulana Aslam Qureshi and immediate recovery of Maulana Qureshi."(page 76)

ترجمہ : ''مرزا طاہر احمد اور ان کے کچھ ساتھیوں کو مولانا اسلم قریشی کے غائب ہونے کے سلسلے میں گرفتار کیا جائے اور مولانا قریشی کو فوراً برآمد کرایا جائے۔''

حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ اہم مطالبہ تھا جس کی وجہ سے یہ تحریک شروع کی گئی تھی اور آخر میں جنرل ضیاء صاحب نے مخالفین جماعت کے مطالبات کے مطابق جماعتِ احمدیہ پر مختلف قسم کی پابندیاں لگانے کے لئے ایک آرڈیننس نافذ کیا تھا۔ اور اسی مطالبہ کی وجہ سے پورے ملک میں ایک سال سے زائد عرصہ ایک ہیجان کی کیفیت رہی تھی اور کیا عام شہری اور کیا صدرِ مملکت سب تشویش کا شکار رہے تھے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس معاملہ کی کچھ تفصیلات پڑھنے والوں کے سامنے رکھی جائیں تا کہ انہیں یہ اندازہ ہو سکے کہ جماعتِ احمدیہ کے خلاف چلنے والی شورشوں کو کس طرح پروان چڑھایا جاتا ہے؟

بلکہ مناسب ہو گا کہ کم از کم پاکستان میں ان واقعات کو قانون نافذ کرنے والے ادارے اور سول سروس اپنے نصاب میں شامل کر لیں تا کہ جو افراد وہاں سے تربیت حاصل کر کے نکلیں انہیں یہ تو علم ہو کہ علماء کا طبقہ جب کوئی ملک گیر مہم چلانے کے لئے نکلتا ہے تو اس کی منصوبہ بندی کس طرح کی جاتی ہے؟ اور اس شورش کو کس طرح پروان چڑھایا جاتا ہے۔ اگر وہ ان واقعات کا مطالعہ کریں گے تو وہ بہتر سمجھ سکیں گے کہ ان سے نمٹنا کس طرح ہے؟

اسلام قریشی صاحب کا پہلا قاتلانہ حملہ

سب سے پہلے تو یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ ''مولانا اسلم قریشی'' کون تھے؟ اور کس طرح پہلی مرتبہ منظر عام پر آئے تھے؟

1971ء میں حضرت مسیح موعودؑ کے پوتے اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے صاحبزادے مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ملک کی مرکزی کابینہ میں صدر کے اقتصادی مشیر تھے۔ 15/ستمبر 1971ء کو جب کہ ملک ایک آتش فشاں کے دہانے پر کھڑا تھا، مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب اسلام آباد کے سیکرٹریٹ میں صبح کے وقت اپنے معمول کے مطابق مرکزی سیکرٹریٹ آئے اور سوا آٹھ بجے آپ لفٹ میں اپنے دفتر جا رہے تھے۔جس وقت لفٹ کا دروازہ بند ہو رہا تھا اس وقت کیپیٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ایک فورمین اسلم قریشی بھی لفٹ میں سوار ہو گیا۔ اور اس وقت کسی نے اس شخص کو سوار ہونے سے نہیں روکا۔ جب لفٹ کا دروازہ بند ہوا تو اس وقت اسلم قریشی نے چاقو نکالا اور صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کے پیٹ پر وار کیا۔ وہ دوسرا وار کرنے لگا تھا کہ لفٹ والے اور دفتر کے ایک اور ملازم نے اسے پکڑ لیا۔ اس پر اسلم قریشی نے صاحبزادہ صاحب پر پھر بھرپور وار کرنے کی کوشش کی اور گالیاں نکالنی شروع کر دیں اور سنگین نتائج کی دھمکیاں دیں۔ لفٹ چلانے والے نے لفٹ کا دروازہ کھول دیا اور صاحبزادہ صاحب کو سہارا دے کر نکالا گیا۔ پہلے اسلام آباد پولی کلینک لے جا کر ابتدائی طبی امداد دی گئی اور پھر سی ایم ایچ لے جایا گیا۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ جب روزنامہ امروز نے یہ خبر شائع کی تو ساتھ اس عنوان کے تحت بھی کچھ سطور لکھیں ''اسلم قریشی کا ماضی بے داغ ہے'' اور اس کے نیچے لکھا کہ جب اس کو جاننے والوں کو اس حملہ کا علم ہوا تو انہیں بہت حیرت ہوئی کیونکہ اس سے قبل اسلم قریشی کسی لڑائی جھگڑے میں ملوث نہیں رہا اور لوگ اس کی سنجیدگی، متانت اور شرافت کے قائل تھے اور وہ کسی فرقہ پرست جماعت کا رکن بھی نہیں ہے۔

گویا قاتلانہ حملہ کرنے کے بعد بھی حملہ آور کے کردار کے بارے میں شک رہ جاتا ہے۔ یہ ایک معمول کی بات ہے کہ جب کوئی کسی احمدی پر اس قسم کا حملہ کرتا ہے تو ایک طبقہ مفسدوں کی حمایت پر کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ جب حضرت مصلح موعودؓ پر قاتلانہ حملہ ہوا تو سیشن عدالت نے سزا سناتے ہوئے مجرم کی کچھ مدح سرائی بھی کی تھی۔ اب اسلم قریشی کے متعلق بھی پریس کا ایک حصہ اس قسم کا رویہ اپنائے ہوئے تھا۔

[امروز 16/ستمبر 1971ء صفحہ 1، مساوات 16/ستمبر 1971ء صفحہ 1، الفضل 17/ستمبر 1971ء صفحہ 1]

گرفتاری اور معافی

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ جب اسلم قریشی صاحب پر اقدامِ قتل کا مقدمہ چلایا گیا تو راجہ ظفر الحق صاحب نے اس کی طرف سے مقدمے کی پیروی کی تھی۔ راجہ ظفر الحق صاحب بعد میں جنرل ضیاء صاحب کی کابینہ میں وزیرِ اطلاعات بھی رہے اور 1992ء موتمر العالمِ اسلامی کے سیکرٹری جنرل بھی ہیں۔ بہر حال اسلم قریشی صاحب کو پندرہ برس کے لئے جیل کی سزا ہوئی۔لیکن ان کا بیان تھا کہ مولوی غلام غوث ہزاروی صاحب نے اُس وقت 1974ء میں بھٹو صاحب سے سفارش کروا کر انہیں رہا کروالیا۔ اور اس کے بعد وہ عمرہ کرنے اور ملازمت کرنے سعودی عرب چلے گئے۔ [حیرت ہے اس ریکارڈ کے آدمی کو سعودی عرب میں ملازمت مل بھی گئی۔] لیکن سعودی عرب میں ان کا دل نہیں لگا اور وہ پاکستان واپس آ گئے۔لیکن اس کے بعد بھی ایک مرتبہ اسلم قریشی صاحب کو جیل جانے کا اتفاق ہوا۔ اور اس کی وجہ ان میں اور ان کے ہمزلف کے درمیان جائیداد پر ہونے والا جھگڑا تھا۔

[روزنامہ حیدر راولپنڈی۔19.7.1988 مکتوبِ سیالکوٹ از احسان چوہدری، چٹان 5 تا 12 ستمبر 1983ء صفحہ 33 تا 35]

اب ایک داڑھی کے اضافہ کے ساتھ وہ ''مولانا'' بن چکے تھے بلکہ جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کی تنظیم ''مجلسِ تحفظِ ختم نبوت'' کے سرکردہ مبلغ بھی بن چکے تھے۔

اب جو حالات ذیل میں درج کئے جائیں گے وہ جماعتِ احمدیہ کی کسی کتاب یا اخبار سے نہیں بلکہ اُن اخبارات سے پیش کئے جائیں گے جو جماعتِ احمدیہ کے خلاف بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ یا ان رسالوں سے پیش کئے جائیں گے جو کہ جماعتِ احمدیہ کی مخالفت کے لئے وقف تھے تا کہ یہ شبہ نہ پیدا ہو سکے کہ حقائق کو توڑ موڑ کر پیش کیا گیا ہے۔

اسلم قریشی صاحب کی گمشدگی

اب ہم اسلم قریشی صاحب کی گمشدگی کا ذکر کرتے ہیں۔ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں بھارت کی سرحد کے بالکل قریب ایک گاؤں معراجکے ہے۔ اس جگہ دولڑ کیوں نے احمدیت قبول کر لی۔ لازمی طور پر اس جگہ مخالفت شروع ہو گئی۔ اس مقام پر جماعتِ احمدیہ کے ایک مخالف محمد یوسف صاحب نے سیالکوٹ میں جماعت کی مخالف تنظیم مجلسِ احرار کے رکن سالار بشیر صاحب سے کہا کہ معراجکے میں انہیں ایک مبلغ کی ضرورت ہے۔ سالار بشیر صاحب نے اسلم قریشی صاحب سے درخواست کی کہ وہ معراجکے میں جمعہ پڑھائیں۔ چنانچہ اسلم قریشی صاحب نے وہاں پر 11 فروری 1983ء کو 'ختمِ نبوت' کے موضوع پر خطبہ دیا۔ اور مقامی لوگوں کے ساتھ طے ہوا کہ وہ اگلی جمعرات کو اس مَوضع میں عورتوں کو وعظ کریں گے اور اس سے اگلے روز جمعہ پڑھائیں گے۔ اسلم قریشی صاحب 17 فروری جمعرات کے روز ایک مدرسہ دار العلوم شہابیہ تک سائیکل پر گئے اور وہاں پر اپنی سائیکل ایک نابینا کے حوالے کی کہ میں واپسی پر لے لوں گا۔ اور معراجکے روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد ان کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ سالار بشیر صاحب جب محمد یوسف صاحب کو ملے تو انہیں بتا دیا کہ اسلم قریشی صاحب معراجکے چلے گئے ہیں۔ محمد یوسف صاحب معراجکے آئے۔ انہیں علم ہو گیا کہ اسلم قریشی صاحب وہاں نہیں پہنچے لیکن اس نے کسی کو اطلاع نہیں دی۔ اور جب گمشدگی پر پولیس نے تفتیش شروع کی محمد یوسف صاحب کو تحویل میں بھی لیا تھا۔

لازمی بات ہے جب ایک شخص اس طرح گم جائے تو پھر پولیس میں رپورٹ درج کرائی جاتی ہے۔ جماعتِ احمدیہ کی مخالف تنظیم مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کو یہ شکوہ تھا کہ ان کی رپورٹ تاخیر سے درج کی گئی۔ دوسرا شکوہ یہ تھا کہ جب ہم نے پولیس سے کہا کہ ایف آئی آر میں شبہ میں قادیانیوں کا نام لکھیں تو پولیس والوں نے کہا کہ کیا ملک کے سارے قادیانیوں کو پکڑ لیں؟ پھر پولیس نے ایف آئی آر میں چند احمدیوں کے نام درج کر دیئے۔

مجلسِ عمل کا قیام

بہر حال 25 فروری 1983ء کو مخالفینِ جماعت نے اسلم قریشی صاحب کی بازیابی کے لئے مجلسِ عمل قائم کر دی۔ 1984ء کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے اسلام آباد ہائی کورٹ کے تفصیلی فیصلہ کے صفحہ 76 پر جس مجلسِ عمل کا ذکر ہے وہ اس طرح اسلم قریشی صاحب کے لاپتہ ہونے پر قائم کی گئی تھی۔ 26 اور 27 فروری کو چنیوٹ میں جماعتِ احمدیہ کے مخالفین مباہلہ کانفرنس منعقد کرتے ہیں اور مولوی منظور چنیوٹی صاحب اس میں اسلم قریشی صاحب کی گمشدگی کی خبر کو خوب اجاگر کرتے ہیں اور منظور چنیوٹی صاحب یہ انکشاف کرتے ہیں کہ اسلم قریشی صاحب کا اغوا مرزا طاہر احمد [امام جماعتِ احمدیہ] کی سازش کا نتیجہ ہے اور حکومت کو خبردار کیا جاتا ہے۔ اور اس گمشدگی کے تقریباً ایک ماہ کے اندر اندر ہی صدرِ مملکت سے بھی اپیلیں شروع ہو جاتی ہیں کہ ایک ممتاز عالمِ دین گم گیا ہے اور ہمیں شبہ ہے کہ قادیانیوں نے دشمنی کی وجہ سے اغواء کر لیا ہے۔

[نوائے وقت 27 فروری 1983ء]

پولیس کے ابتدائی انکشافات

اب ہم یہ تذکرہ کرتے ہیں کہ ان ابتدائی دنوں میں پولیس نے کیا دریافت کیا تھا؟

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ پولیس کو پہلا شک معراجکے کے جماعتِ احمدیہ کے مخالف محمد یوسف صاحب پر ہوا تھا کیونکہ انہوں نے یہ جاننے کے باوجود کہ اسلم قریشی صاحب معراجکے کے لئے روانہ ہوئے تھے اور وہاں پر نہیں پہنچے، کسی کو اطلاع نہیں کی۔ اور اس شک کی بناء پر ان صاحب کو کچھ عرصہ پولیس نے اپنی تحویل میں بھی رکھا تھا۔ 12 مارچ 1983ء کو پولیس نے اب تک اپنی کارگزاری پر سیالکوٹ میں پریس کانفرنس کی۔ اسلم قریشی صاحب کے بارے میں اطلاع دینے پر انعام کا اعلان کیا گیا۔ اور بتایا کہ ان کی بازیابی کے لئے چار ٹیمیں بنا دی گئی ہیں۔ پریس کانفرنس میں یہ حیران کُن انکشاف کیا گیا کہ اسلم قریشی صاحب نے اپنا پاسپورٹ بنایا تھا اور جب وہ 17 فروری کو گھر سے روانہ ہوئے تو پاسپورٹ اور چار ہزار روپیہ لے کر نکلے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ معراجکے جانے کے لئے پاسپورٹ کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اور پولیس نے اعلان کیا کہ اب تک چالیس افراد کو شاملِ تفتیش کیا گیا ہے جن میں بعض علماء بھی شامل ہیں۔ اور یہ بھی تسلی دلائی کہ چند روز میں اسلام قریشی صاحب کا سراغ مل جائے گا۔

[امروز 14 مارچ 1983ء]

اس کے بعد پولیس نے دوسری اہم دریافت یہ کی کہ جب اسلم قریشی صاحب کے گھر کی تلاشی لی تو ان کے گھر سے جماعتِ احمدیہ کے اشد ترین مخالف مولوی منظور چنیوٹی صاحب کا اسلم قریشی صاحب کے نام خط ملا اور یہ خط سات آٹھ ماہ قبل لکھا گیا تھا۔ اس خط میں منظور چنیوٹی صاحب نے انہیں ملک سے باہر بھجوانے کی پیشکش کی تھی۔

[چٹان 21 تا 28 مارچ 1983ء صفحہ 14 تا 16]

اب تک ظاہر ہونے والے واقعاتی ثبوت یہ ظاہر کر رہے تھے کہ اسلم قریشی صاحب کا اپنا ارادہ ملک سے باہر جانے کا تھا اور وہ گھر سے اس کے لئے رقم اور پاسپورٹ لے کر نکلے تھے۔ اور جماعتِ احمدیہ کے اشد ترین مخالف نے، جو کہ اب اسلم قریشی صاحب کے لئے تحریک چلانے میں پیش پیش تھے، انہیں ملک سے باہر بھجوانے کی پیشکش

کی تھی۔ اور پولیس نے کچھ مولویوں کو بھی شاملِ تفتیش کیا تھا۔ اس پس منظر میں جب کمشنر جی ایم پراچہ سے ملنے کے لئے مجلسِ عمل اور مولوی حضرات کا ایک وفد گیا تو کمشنر صاحب نے یہ سوال اُٹھایا کہ ان کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ قادیانیوں نے آخر اسلم قریشی صاحب کو کیوں اغوا کرنا تھا۔ اگر انہوں نے اغوا کرنا تھا تو منظور چنیوٹی صاحب کو کرتے جو کہ انہیں گالیاں دیتے ہیں۔

[ہفت روزہ چٹان 23 تا 30 مئی 1983ء صفحہ 7]

قادیانی اور قادیانی نواز ہونے کے الزامات اور مطالبات شروع

جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے جب تفتیش کا یہ رُخ دیکھا تو انہوں نے اپنی سابقہ طرز پر ہی مہم چلانی شروع کی۔ ایک طرف تو یہ واویلا شروع کیا کہ قادیانی ملک کا امن خراب کرنا چاہتے ہیں بلکہ پاکستان کو ختم کر کے اکھنڈ بھارت بنانا چاہتے ہیں۔ مشرقی پاکستان بھی ان کی سازش کی وجہ سے علیحدہ ہوا تھا۔ 1948ء میں کشمیر میں تنازعہ بھی ان کی وجہ سے ہوا تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ بھی پروپیگنڈا شروع کیا کہ سیالکوٹ کے ایس پی پولیس طلعت محمود صاحب یا تو قادیانی ہیں اور یا قادیانی نواز ہیں۔ اور پھر جلد ہی یہ مطالبہ بھی شروع ہو گیا کہ جو افسران اب تک یہ تحقیقات کر رہے ہیں انہیں تبدیل کیا جائے۔ اور حکومت جائزہ لے لے کہ کہیں پولیس میں 'نقب' تو نہیں لگ چکی۔ اور یہ مطالبہ زور پکڑ رہا تھا کہ امام جماعتِ احمدیہ کو شاملِ تفتیش کر لیا جائے۔

[چٹان 4 تا 11 اپریل 1983ء صفحہ 6، چٹان 18 تا 25 اپریل 1983ء صفحہ 8، چٹان 16 تا 23 مئی 1983ء صفحہ 7، چٹان 11 تا 18 جولائی 1983ء صفحہ 32]

جیسا کہ پہلے 1930ء کی دہائی میں، 1953ء اور 1974ء کے فسادات میں ہو چکا تھا، ایک موضوع پر یعنی اس گمشدگی پر مہم شروع کی گئی تھی اور پھر جلد ہی جماعتِ احمدیہ کے خلاف مطالبات کی طویل فہرست سامنے آ گئی تھی۔ چنانچہ مطالبات یہ تھے۔

1۔ جماعتِ احمدیہ کو خلافِ قانون قرار دیا جائے اور اس کے فنڈز منجمد کئے جائیں۔

2۔ احمدیوں کو کلیدی اسامیوں سے برطرف کیا جائے۔

3۔ احمدیوں کو اس بات سے روکا جائے کہ وہ شعائر اسلام استعمال کر سکیں۔ انہیں اس بات سے روکا جائے کہ وہ اذان دے سکیں، مسجد کی شکل میں اپنی عبادتگاہ بنا سکیں، نماز کی شکل میں عبادت کر سکیں۔

4۔ احمدیوں کی تبلیغ پر پابندی لگائی جائے۔

5۔ مرتد کے لئے سزائے موت مقرر کی جائے۔ اور اس کے ساتھ یہ نکتہ بھی اُٹھایا گیا کہ ایسے کئی قوانین موجود ہیں جو کہ جاری تو بعد میں ہوئے لیکن اُن کا دائرہ کار ماضی کے زمانہ پر بھی محیط تھا۔ قتلِ مرتد کے بارے میں غور کر لینا چاہیے کہ اس کا اطلاق بانیٔ جماعتِ احمدیہ کے دعوے سے شروع ہو گا یا پاکستان کی آزادی کی تاریخ سے۔ اور جنہوں نے قیامِ پاکستان کے بعد احمدیت کو قبول کیا ہے انہیں تین روز کے لئے علماء کے حوالے کیا جائے اگر وہ اس دوران تائب نہ ہوں تو اُن کو سزائے موت دی جائے۔

[چٹان 11 تا 18 جولائی 1983ء صفحہ 15، 32]

یہ مطالبات اور ان کے پیچھے کارفرما ارادے واضح ہیں اور ان پر زیادہ تبصرے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا تھا کہ جب جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے یہ دیکھا کہ پولیس حقیقت تک پہنچ رہی ہے اور ان کے مقاصد پورے نہیں ہو رہے ہیں تو انہوں نے پولیس افسران پر قادیانی اور قادیانی نواز ہونے کا الزام لگایا تھا۔ جلد ہی جب انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اس بات کی ضرورت ہے کہ ملک کی حکومت ان کی ہاں میں ہاں ملائے تو انہوں نے صدر جنرل ضیاء صاحب پر بھی قادیانی ہونے کا الزام لگایا اور جنرل صاحب کو جلسوں میں تردید کرنی پڑی کہ وہ قادیانی نہیں ہیں۔ اور جب ایک اجتماع کے سامنے جس میں علماء کی بڑی تعداد شامل تھی جنرل ضیاء صاحب نے یہ تردید کی تو بڑی دیر تک تالیاں بجتی رہیں۔ اس پر جنرل صاحب نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ بات یہاں تک بڑھ چکی ہے اور مجھے آپ کی تالیوں سے اندازہ ہوا ہے کہ یہاں اس چیز کو بڑی ہوا دی گئی ہے۔ اور اس کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کے مخالف جرائد یہ لکھ رہے تھے کہ ملک بھر میں یہ تاثر موجود ہے کہ حکومت قادیانیوں کے لئے نرم گوشہ رکھتی ہے۔ اس کا مقصد یہی تھا کہ حکمرانوں پر جماعتِ احمدیہ کے خلاف سخت ترین قدم اُٹھانے کے لیے دباؤ بڑھایا جائے۔

[چٹان 19 تا 28 ستمبر 1983ء صفحہ 6]

اب اسلم قریشی صاحب کی گمشدگی کو تقریباً چھ ماہ گزر چکے تھے۔ امام کعبہ نے بھی ان کی بازیابی کے لئے خط لکھا۔ اکتوبر 1983ء میں ربوہ میں اسلم قریشی صاحب کی گمشدگی کے سلسلہ میں ایک جلسہ کیا گیا۔ اس میں سعودی عرب کی نمائندگی الشیخ عبداللہ یحییٰ صاحب نے اور رابطہ عالمِ اسلامی کی نمائندگی ظہور الحق ظہور صاحب نے کی۔ 1974ء کی طرح سعودی عرب اور رابطہ عالمِ اسلامی کی آشیر باد نظر آ رہی تھی اور اس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ سعودی حکام بھی اسلم قریشی صاحب کے اغوا سے کافی پریشان رہے ہیں۔ اور اس کا کچھ ذکر ایک گزشتہ قسط میں گذر چکا ہے۔ اسی جلسہ میں جماعتِ احمدیہ کے چوٹی کے مخالف مولوی تاج محمود صاحب جب اسلم قریشی صاحب کے صاحبزادے صہیب کو سٹیج پر لائے تو اس پر ہفت روزہ ختمِ نبوت کی رپورٹ تھی کہ سب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور مجمع پر سکتہ چھا گیا۔ اور خود مولوی تاج محمود صاحب بھی اتنی رقت میں آئے کہ آواز نہ نکل سکی۔

[ختمِ نبوت کراچی 12 تا 18 نومبر 1983ء صفحہ 4و5]

اگر الزامات غلط نکلیں تو ہمیں پھانسی دے دینا

مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کی طرف سے اس قسم کے اعلانات شائع ہو رہے تھے۔ چنانچہ امیر مجلسِ تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ کی طرف سے اعلان شائع ہوا، جس کا عنوان تھا، ''کھلی چھٹی بنام جنرل محمد ضیاء الحق صاحب صدرِ پاکستان، جناب گورنر صاحب پنجاب''

اس میں لکھا گیا تھا کہ امام جماعتِ احمدیہ کے حکم سے مولانا اسلم قریشی صاحب کو اغوا کر کے قتل کر دیا گیا ہے اور تمام قراردادوں کے باوجود اب تک مرزائیوں کو گرفتار کر کے مسلمانوں کی تسلی نہیں کی گئی۔ اور عوام میں یہ تاثر عام ہو رہا ہے کہ حکومت مرزائی نوازی سے کام لے رہی ہے۔ جبکہ مرزائی پاکستان کو ختم کر کے اکھنڈ بھارت بنانے کے لئے کوشاں ہیں۔ اور اس کھلی چھٹی میں مطالبہ کیا گیا کہ معراجکے اور سیالکوٹ کے نمایاں احمدیوں اور امام جماعتِ احمدیہ کو گرفتار کر کے شاہی قلعہ لاہور میں ہمارے سامنے تفتیش کی جائے۔ اگر اس طریق پر تفتیش کرنے سے 48 گھنٹے کے اندر اندر مجرموں کا سراغ نہ ملا تو حکومت کو اختیار ہو گا:

''چوک علامہ اقبال میں کھڑا کر کے گولی مار دیں یا پھانسی پر لٹکا دیں۔ ہمیں یا ہمارے ورثاء کو کوئی گلہ یا اعتراض ہو گا۔ اور مولانا اسلم قریشی کے مدعیان اور ہمدرد مسلمان بھی خاموش ہو کر آرام سے گھروں کو بیٹھ جائیں گے۔ اور فرض کی ادائیگی کے بعد حکومت کو بھی سکون حاصل ہو جائے گا۔"

[ختمِ نبوت کراچی 12 تا 18 نومبر 1983ء صفحہ 10]

اب الزامات اغوا تک محدود نہیں تھے بلکہ برملا یہ اعلانات کئے جا رہے تھے کہ ہم اسلم قریشی کے خون کا بدلہ لیں گے۔ اور اگر حکومت نے ہمارے مطالبات نہ مانے تو اس کے ماضی کے سارے دھبے اس معاملے کے سامنے ماند پڑ جائیں گے۔ اور یہاں تک نوبت آ چکی تھی کہ صدر جنرل ضیاء صاحب تقریر کر رہے تھے کہ ایک مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ کے متعلق یہ تاثر ہے کہ آپ قادیانیوں کے لئے سخت الفاظ استعمال نہیں کرتے۔ اور صدر صاحب نے کمال تابعداری سے کہا کہ میرے والد نے تو ساری عمر قادیانیت کی عداوت میں گزار دی اور میں قادیانیوں کو کافروں سے بدتر سمجھتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے ایک نئی مجلسِ عمل قائم کی۔ اور جماعتِ اسلامی، جمیعت العلماء پاکستان، جمیعت العلماءِ اسلام اور شیعہ عالم بھی اس میں شامل ہو گئے۔

[ختمِ نبوت کراچی 26 نومبر یا 2 دسمبر 1983ء صفحہ 14، ختمِ نبوت کراچی 12 تا 18 نومبر 1983ء صفحہ 5، ختمِ نبوت 3 تا 9 دسمبر 1983ء صفحہ 18و19]

1983ء کے بالکل آخر میں یہ خبریں اُڑائی جا رہی تھیں کہ اب قادیانیوں نے اسلم قریشی صاحب کے بیٹے صہیب کو بھی اغوا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور اب قادیانی مسلک سے تعلق رکھنے والے سرکاری ملازمین کی فہرستیں تیار کی جا رہی ہیں۔ اور یہ مطالبہ کیا جا رہا تھا کہ ان کو عام شائع کیا جائے تا کہ ان پر ہر کوئی نظر رکھ سکے۔ اور ساتھ یہ بات بھی شائع کی جا رہی تھی کہ جو قادیانیوں کو کافر نہیں سمجھے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔ اور اس کے ساتھ جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے یہ راگ الاپنا شروع کیا کہ اب اسلم قریشی تک بس نہیں قادیانیوں نے مزید علماء کو اغوا کرنے کا منصوبہ بنا لیا ہے اور حکومت خاموش تماشائی بنی بیٹھی ہے۔

[ختمِ نبوت کراچی، 3 تا 9 دسمبر 1983ء صفحہ 4، 5، 18، 19 – ختمِ نبوت 9 تا 15 دسمبر 4، 5، 22، 23 – ختمِ نبوت 16 تا 22 دسمبر 1983ء صفحہ 5]

اسلامی نظریاتی کونسل کے مطالبات

1984ء کا آغاز اس عمل میں تیزی کا پیغام ہی لایا۔ آٹھویں قومی سیرت کانفرنس کے موقع پر اسلامی نظریاتی کونسل کے صدر جسٹس تنزیل الرحمن نے صدر جنرل ضیاء صاحب کی موجودگی میں مطالبہ کیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے ختمِ نبوت کی حفاظت کے لئے مرتد کی سزا موت تجویز کی ہے۔ اور حکومت کو چاہیے کہ اس پر عمل درآمد کرے۔ اور کونسل نے یہ سفارش بھی کی ہے کہ قادیانیوں کو روکا جائے کہ وہ اپنی عبادتگاہ کے لئے مسجد کا لفظ استعمال کریں۔ اور اذان کا استعمال کریں یا اپنے لئے مسلمان کا لفظ استعمال کر سکیں۔ اور جسٹس صاحب نے اس بات پر برہمی کا اظہار کیا کہ حکومت اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عملدرآمد کیوں نہیں کر رہی۔ اس کے جواب میں جنرل ضیاء صاحب نے کہا کہ ان کا دل چاہتا ہے کہ وہ دس دن کے لئے حکومت تنزیل الرحمن صاحب کے حوالے کر دیں تا کہ انہیں حکومت کی مشکلات کا اندازہ ہو جائے۔

[چٹان 2 تا 9 جنوری 1983ء صفحہ 6و7]

1984ء کے آغاز کے بعد اسلم قریشی صاحب نے تو کہاں دریافت ہونا تھا، البتہ ان کی گمشدگی یا اغوا اور پھر شہادت کا سہارا لے کر جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کے مطالبات کی فہرست طویل سے طویل تر ہوتی جا رہی تھی۔ اب یہ کہا جا رہا تھا کہ مرتد کے لئے سزائے موت نافذ کئے بغیر تو اسلامی نظام مکمل ہو ہی نہیں سکتا۔ قادیانیوں کو اسلامی اصطلاحات مثلاً نبی، رسول، خلیفہ، امہات المومنین، سیدۃ النساء، صحابی وغیرہ کے استعمال سے روکا جائے۔ مسجد اور اذان کے استعمال پر پابندی لگائی جائے۔ قادیانیوں کے تمام لٹریچر پر پابندی لگائی جائے۔ ان کا روزنامہ الفضل بند کیا جائے۔ امام جماعتِ احمدیہ پر آئین سے غداری کا مقدمہ چلایا جائے۔ احمدیوں نے مسلح عسکری تنظیمیں بنائی ہوئی ہیں ان پر پابندی لگائی جائے۔ اور اسلم قریشی صاحب کے اغوا پر حکومت کی سرد مہری قابلِ نفرت ہے اس لئے مرزا طاہر احمد کو گرفتار کر کے اس معمے کو حل کیا جائے۔ کلیدی عہدوں پر قادیانیوں کو لگانا آئین سے غداری کے مترادف ہے، اس لئے انہیں ان کلیدی آسامیوں سے فوری طور پر برطرف کیا جائے۔ یہاں 'کلیدی اسامیوں' کی تعریف بھی ملاحظہ فرمائیں، چنیوٹ میں ہونے والی اکتیسویں آل پاکستان ختمِ نبوّت کانفرنس میں مطالبہ کیا گیا کہ چنیوٹ کے ریلوے سٹیشن کے سٹال کا ٹھیکہ ایک قادیانی کو دیا گیا ہے اسے فوری طور پر ہٹایا جائے۔ اور گورنمنٹ کالج چنیوٹ کی حساس پوسٹ یعنی ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیشن [جس کا کام ورزش کرانا تھا] پر قادیانی کو لگایا گیا ہے، اسے فوری طور پر برطرف کیا جائے۔

[چٹان 2 تا 9 جنوری 1984ء صفحہ 21 تا 23]

اب ضیاء صاحب کی مخالف سیاسی جماعتیں بھی بہتی گنگا میں ہاتھ دھو رہی تھیں اور یہ بیان دے رہی تھیں کہ آخر کیا وجہ ہے کہ جنرل ضیاء صاحب کے ارد گرد اہم عہدوں پر قادیانی مقرر ہیں اور اس کی دلیل یہ دی جا رہی تھی کہ آرمی کے ایک ہسپتال کا ڈائیریکٹر آف سرجری ایک قادیانی ہے جو چندے بھی دیتا ہے۔ یہ جنون اس حد تک ترقی کر چکا تھا کہ بلوچستان کے ایک سیاستدان میر غوث بخش بزنجو صاحب نے بیان دیا کہ ہم سیکولر لوگ ہیں اور ہم دوسری آئینی ترمیم [جس میں احمدیوں کو آئین کی اغراض کے لئے] غیر مسلم قرار دیا گیا تھا اسے تسلیم نہیں کرتے۔ پہلے جماعت کے مخالف اخبارات نے اسے اجماعِ امت سے بغاوت قرار دیا۔ پھر ایک اور سیاستدان نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب نے بیان داغا کہ بزنجو صاحب سے ناراض نہ ہوں، وہ مسلمان نہیں ہیں۔

[چٹان 23 تا 30 جنوری 1984ء صفحہ 37، چٹان 19 مارچ 1984ء صفحہ 7، چٹان 16 تا 23 اپریل 1984ء]

بغاوت کی دھمکی اور آرڈیننس کا نفاذ

اب یہ اعلان کیا گیا کہ اگر ہمارے مطالبات تسلیم نہ کئے گئے تو 30 اپریل 1984ء کو قادیانیوں کی عبادتگاہوں کو مسمار کر دیں گے۔ گویا احمدیوں کو بغاوت کے منصوبوں کا الزام دے کر اب یہ گروہ خود بغاوت برپا کرنے کی دھمکیاں دے رہا تھا۔ اور سب کو یہ باور کرانے کے لئے کہ ہم سچ بول رہے ہیں مولوی منظور احمد چنیوٹی صاحب نے کہا کہ ہم نے اسلم قریشی صاحب کی گمشدگی کے سلسلہ میں حکومت کو چھ آدمیوں کے نام دیئے ہیں اور ان میں مرزا طاہر احمد کا نام بھی شامل ہے۔ اگر ان چھ آدمیوں سے اسلم قریشی برآمد نہ ہوا تو ہم سرِ بازار گولی کھانے کو تیار ہیں۔ [نوائے وقت لاہور 18 فروری 1984ء]

اس پس منظر میں جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے 27 اپریل کو اپنا جلسہ کرنے کا اعلان کیا اور 26 اپریل کو جنرل ضیاء صاحب نے جماعتِ احمدیہ کے خلاف

آرڈیننس نافذ کر دیا۔[اس آرڈیننس کی تفصیلات بعد کی قسط میں بیان کی جائیں گی ۔ اس قسط میں مرکزی نقطہ اسلم قریشی صاحب کی گمشدگی ہے]۔

آرڈیننس کے بعد مخالفین کی خوش فہمیوں کا عالم یہ تھا کہ جماعتِ احمدیہ کے اشد مخالف رسالہ چٹان نے لکھا:

”قادیانی فتنہ 26 اپریل 1984ء کا سورج طلوع ہوتے ہی اپنے انجام کو پہنچ گیا۔اس روز جب سورج غروب ہوا تو برطانیہ کے خود کاشتہ پودے کی زندگی کا چراغ بھی ہمیشہ کے لئے گُل ہو گیا ۔خس کم جہاں پاک۔“[چٹان 30 اپریل 1984ء صفحہ 6]۔اس کے اوپر جنرل ضیاء صاحب کی مسکراتی ہوئی تصویر بھی دی گئی تھی ۔آخر یہ 'کارنامہ' تو اُن کا تھا۔ اس دعوے کی حقیقت کے بارے میں اب پڑھنے والے خود ہی رائے قائم کر سکتے ہیں۔

مباہلہ کا چیلنج

بہر حال آرڈیننس کے بعد اسلم قریشی صاحب کے اغواء اور شہادت کا معاملہ تو پس منظر میں چلا گیا اور دوسرے مطالبات زیادہ اہمیت اختیار کر گئے۔

اب ہم بیان کو مختصر کرتے ہوئے جون 1988ء پر آتے ہیں ۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جماعتِ احمدیہ کے معاندین ، اور مکفرین اور مکذّبین کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ دوسرے چیلنجوں کے علاوہ ایک چیلنج یہ بھی تھا

" جماعتِ احمدیہ کے موجودہ امام یعنی اس عاجز کے متعلق حسبِ ذیل پروپیگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ موجودہ امام جماعتِ احمدیہ۔اسلم قریشی نامی ایک شخص کے اغواء اور قتل میں ملوث ہے. . . میں بحیثیت امام جماعتِ احمدیہ یہ اعلان کرتا ہوں کہ یہ تمام الزامات کلیۃً جھوٹے اور افتراء ہیں اور ان میں کوئی بھی صداقت نہیں ۔ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ۔[جماعتِ احمدیہ عالمگیر کی طرف سے دنیا بھر کے معاندین اور مکفرین اور مکذبین کو مباہلے کا کھلا کھلا چیلنج ۔صفحہ 11]

اور اس دعوتِ مباہلہ کے آخر پر اس مباہلہ کا مقصد یہ لکھا تھا:

”تا کہ سچے اور جھوٹے میں خوب تمیز ہو جائے اور حق اور باطل کے درمیان فرق ظاہر ہو۔“

اس مضمون کے موضوع کی مناسبت سے مباہلہ کے صرف اس پہلو کے بارے میں جائزہ لینا مناسب ہو گا۔ یا تو مخالفین اقرار کریں کہ انہوں نے مباہلہ کی دعوت قبول نہیں کی تھی یا پھر یہ قبول کرنا ہو گا کہ اس پہلو سے جو فیصلہ ہوا وہ خدا کی طرف سے فیصلہ تھا کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔ کیونکہ اس مباہلہ میں تو یہی لکھا تھا کہ خدا خود سچے اور جھوٹے میں تمیز کر کے دکھائے۔

مُردہ زندہ ہوتا ہے

ابھی اس چیلنج کو کچھ ہفتے ہی گزرے تھے کہ 12 جولائی 1984ء کا دن آن پہنچا۔ اور وہ دن خاکسار کو بھی بخوبی یاد ہے۔ صبح سے اسلم قریشی صاحب کے متعلق کچھ افواہیں گردش کرنا شروع ہو گئی تھیں جو کہ گزشتہ سالوں کے واقعات کو دیکھتے ہوئے نا قابلِ یقین لگ رہی تھیں۔ بہر حال شام کی خبروں کا وقت ہوا تو اسی ملی جلی کیفیت کے ساتھ سب ٹی وی کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ یکلخت سکرین پر پولیس کی معیت میں بیٹھے ہوئے مولانا اسلم قریشی صاحب نظر آئے۔ ہاں وہی اسلم قریشی جن کے متعلق یہ دعوے تھے کہ احمدیوں نے بلکہ امام جماعتِ احمدیہ نے اغواء کروا دیا ہے۔ ہاں وہی اسلم قریشی صاحب جن کے متعلق مخالفین نے اشتہار دیا تھا کہ اگر احمدیوں سے اس کا پتہ نہ ملے تو ہمیں چوک میں گولی مار دینا۔ ہاں وہی اسلام قریشی صاحب جن کی شہادت کی روح فرسا خبر مخالفینِ جماعت ایک عرصہ سے اپنے بیانات میں قوم کو سنا کر اشتعال دلا رہے تھے اور ان کے قتل کی وجہ سے احمدیوں کو گردن زدنی قرار دے رہے تھے۔ ہاں وہی اسلم قریشی صاحب جن کے اغواء اور شہادت کی وجہ سے پورا ملک ایک ہیجان میں مبتلا رہا تھا۔ آج وہی ”اسلم قریشی شہید مجاہدِ ختم نبوت“ ہمیں سکرین پر زندہ سلامت جلوہ افروز نظر آ رہے تھے ۔ بہر حال یہ سوال ہر ذہن میں تھا کہ یہ حضرت آخر تھے کہاں؟ پولیس نے کہا کہ یہ اپنی مرضی سے ایران گئے تھے اور اپنی مرضی سے ہی وہاں سے واپس آ گئے ہیں۔

اب ان مولانا کی کہانی ان کی اپنی زبانی سنیں۔ ان صاحب نے فرمایا کہ ملک سے چلا جانا اصل میں میری اسلامی سوچ کا نتیجہ تھا۔ یہ ملک اسلام کے نام پر بنا تھا اور یہاں توہینِ رسالت ہوتی تھی۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے اس طرح جانے کی باقاعدہ منصوبہ بندی کی تھی۔ میں اپنے غائب ہونے کی جگہ سے نکلا اور لاہور آ گیا۔ وہاں سے ملتان اور ملتان سے سندھ گیا اور وہاں کچھ عرصہ حضرت شاہ عبد الطیف بھٹائی کے مزار پر رہا۔ وہاں سے گوادر آ گیا۔ اور 4 یا 6 ماہ پاکستان میں رہا۔ اور اپنے گم ہونے پر تقریریں بھی سنتا رہا۔ اور پھر ایران کی سرحد کے قریب ایک گاؤں میں مزدوری کرنے لگا لیکن یہ مشقت کا کام تھا اور مجھے مشقت کی عادت نہیں تھی۔ چنانچہ میں ایران آ گیا۔ اور وہاں سیستان میں امام کی نوکری مل گئی ۔ پھر فوج میں بھرتی ہو گیا۔ اور عراق کے خلاف جنگ میں بھی شامل ہوا۔ اور پھر وہاں سردی لگنے لگی میرے پاؤں شل ہو جاتے تھے۔ چنانچہ وہاں بھی نہیں ٹک سکا اور پاکستان واپس آ گیا۔

ان سے دریافت کیا گیا کہ آپ کو اپنے اہلِ خانہ کا خیال نہ آیا کہ انہیں بھی اطلاع کر دیں۔ تو موصوف فرمانے لگے کہ یہ بات میرے ذہن میں نہیں آئی کہ انہیں اطلاع کر دوں ۔ پھر یہ بھی فرمایا کہ میں اللہ کے بھروسے پر انہیں چھوڑ گیا تھا۔ ایک دو سال پہلے میں نے اپنے بیٹے کو خط بھجوایا تھا۔ ان کے صاحبزادے سے پوچھا کہ آپ نے وہ خط ایجنسیوں کو کیوں نہیں دکھایا۔ تو وہ فرمانے لگے میں نے ایک ہینڈ رائیٹنگ کے ماہر کو دکھایا تھا تو اس نے کہا تھا کہ یہ اسلم قریشی صاحب کی تحریر نہیں ہے۔ ان سے سوال کیا گیا کہ آپ کی گمشدگی کی وجہ سے لوگ ایک اقلیت کو مارنے پر تُل گئے تھے ۔ کیا آپ کو یہ بات معلوم نہیں تھی؟ تو اسلم قریشی صاحب نے کہا کہ میرے خیال میں تو انہیں نیست و نابود ہی ہو جانا چاہیے۔ انسپکٹر جنرل پولیس نے کہا کہ انہیں یقین تھا کہ اسلم قریشی صاحب قتل نہیں ہوئے اور کچھ عرصہ سے خبریں مل رہی تھیں کہ وہ ایران میں زندہ موجود ہیں۔

[نوائے وقت 13 جولائی 1988ء، جنگ 13 جولائی 1988ء]

دال کھانے میں دشواری

اس خبر کا نشر ہونا تھا کہ جماعت کے مخالف حلقوں میں قیامت برپا ہو گئی۔ اتنے برسوں سے یہ دعوے کئے جا رہے تھے کہ اگر ہمارا یہ دعویٰ غلط نکلا تو ہمیں گولی مار دینا، پھانسی چڑھا دینا۔ اب کوئی گولی کھانے کو آگے نہ آیا۔ کبھی کسی نے ایک بیان داغا اور کبھی دوسرا بیان داغا۔ اب چُلّو بھر پانی بھی دستیاب نہیں ہو رہا تھا۔ دوسری طرف اسلم قریشی صاحب کو چند روز جیل کی ہوا کھانی پڑی تو ان کو مظلوم بنانے کی ناکام سی کوششیں شروع ہوئیں۔ یہ خبریں بھی شائع ہوئیں کہ مولانا جیل کی کوٹھڑی میں چیخیں مار رہے ہیں کہ میری جنگ قادیانیوں کے ساتھ ہے ۔ اب اس ملک میں یا میں رہوں گا یا قادیانی رہیں گے۔ پھر یہ خبر شائع ہوئی کہ انہیں وضو کرنے میں بھی دشواری پیش آ رہی ہے ۔ اور صرف ڈبل روٹی کھا رہے ہیں۔ یا دینی مطالعہ کر رہے ہیں۔ کمزور بہت ہو گئے ہیں ۔ پھر یہ رونا بھی رویا گیا کہ مولانا اسلم قریشی صاحب کے اہلِ خانہ ان کی ضمانت اور رہائی کے لئے کوئی کوشش نہیں کر رہے بلکہ انہیں گھر سے کھانا بھی نہیں بھجوا رہے۔ اور جیل کا کھانا کھانے پر مولانا تیار نہیں ہو رہے ۔جن چھوٹے چھوٹے بچوں کو وہ بے یار و مددگار چھوڑ کر گئے تھے، ان کا یہ ردِعمل سمجھنا مشکل نہیں ۔ ایک دن ایک اخبار نے یہ تشویشناک خبر شائع کی کہ جب مولانا کو کھانے کے لئے دال پیش کی گئی تو انہوں نے دال کھانے سے صاف انکار کر دیا اور فرمائش کی کہ مجھے مرغا یا گوشت پیش کیا جائے۔ اتنا لمبا عرصہ پوری قوم کو دھوکہ دینے کے بعد بھی کیفیت یہ تھی کہ دال حلق سے نیچے نہیں اُتر رہی تھی۔ پھر یہ بھی انکشاف ہوا کہ مولانا نے ایک شادی ایران میں بھی کی تھی اور اس سے ایک بیٹی بھی تھی۔ ان کی ایرانی بیوی کا نام فاطمہ تھا اور اس سے بیٹی کا نام سمیرا تھا۔ پہلے ایک بیوی سے اولاد کو پاکستان میں چھوڑ کر بھاگے اور پھر ایک اور بیوی سے اولاد کو ایران میں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

[امروز 6 اگست 1988ء، امروز یکم اگست 1988ء، مرکز 8 اگست 1988ء، نوائے وقت یکم اگست 1988ء]

جماعتِ احمدیہ کے مخالفین کو گرفتار کرنے کا مطالبہ

اب اتنی شرمناک صورتِ حال سامنے آ رہی تھی کہ علماء کے بعض طبقوں کی طرف سے اس واقعہ کی تحقیقات کا مطالبہ شروع ہو گیا۔ چنانچہ امامِ اعظم کونسل نے اپنے ایک اجلاس میں مطالبہ کیا کہ اسلم قریشی کی گمشدگی اور پھر برآمدگی ایک سازش ہے۔ چنانچہ ضروری ہے کہ تحریکِ ختمِ نبوت کے لیڈروں مثلاً مولوی منظور چنیوٹی، مولوی خان محمد صاحب، ضیاء القاسمی وغیرہ کو گرفتار کر کے ان کا جسمانی ریمانڈ لیا جائے اور ہائی کورٹ کے ایک جج سے اس واقعہ کی تحقیقات کرائی جائیں۔ ان افراد کو گرفتار کر کے بے نقاب کیا جائے اور کڑی سزا دی جائے تا کہ مذہب کے نام پر آئندہ کسی کو ایسا ڈرامہ کرنے کی ہمت نہ ہو۔ اور اس ڈرامہ کے دوران جو املاک تباہ ہوئیں اور جو اسلم قریشی کے نام پر جو کروڑوں کا چندہ اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک وصول کیا گیا وہ قومی خزانہ میں جمع کرایا جائے۔ یہ ایک ڈھونگ تھا جو کہ ختمِ نبوت کے نام پر علماءِ دیوبند نے رچایا تھا۔

[روزنامہ حیدر راولپنڈی 15 جولائی 1988ء]

ایک اخبار نے اس صورتِ حال پر یہ اداریہ لکھا

”افسوسناک امر تو یہ ہے کہ پاکستان کے عوام کو ساڑھے پانچ برس تک گمراہ کیا جاتا رہا اور مختلف حلقوں پر اس ضمن میں الزامات بھی عائد کئے گئے۔ مولانا اسلم قریشی کی ازخود واپسی جہاں ان کی گمشدگی سے زیادہ بڑا اسرار ہے وہاں اس حوالے سے بہت سے سوالات بھی پیدا ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر اس سلسلہ میں آج تک جتنے بیگناہ لوگوں کو تھانوں میں بٹھا کر تفتیش کے بہانے تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے اس کا ذمہ دار کون ہے؟ مولانا موصوف کی بازیابی کے لئے جتنی ہڑتالیں کی گئیں اور کاروباری حلقوں کا جتنا نقصان ہوا اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟"

[روزنامہ حیدر راولپنڈی 14 جولائی 1988ء]

اس وقت قومی اسمبلی تو تحلیل ہو چکی تھی البتہ سینٹ میں اس اسلم قریشی صاحب کا بعد از موت زندہ ہو جانے کا تذکرہ ضرور ہوا۔ اس موضوع پر تحاریکِ التواپیش ہوئیں تو چیئرمین سینٹ نے انہیں خلافِ ضابطہ قرار دیا۔ لیکن وفاقی وزیرِ داخلہ نسیم آہیر صاحب نے بتایا کہ یہ بات افسوسناک ہے کہ اسلم قریشی صاحب نے اپنے اہلِ خانہ کو بھی بتانا مناسب نہ سمجھا۔ ان کی ایران میں موجودگی کی اطلاع زاہدان میں پاکستان کے قونصل جنرل نے کی تھی۔ اور اسی اطلاع پر جب وہ پاکستان میں داخل ہو رہے تھے تو انہیں گرفتار کر لیا گیا۔[نوائے وقت 3 اگست 1988ء]

عذرِ گناہ بدتر از گناہ

اب مزید شرمندگی سے بچنے کے لئے جماعتِ احمدیہ کے مخالفین نے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے۔ اسلم قریشی صاحب نے عدالت میں جا کر بیان تبدیل کیا کہ اصل میں میرا گزشتہ بیان غلط تھا، مجھے قادیانیوں نے اغوا کیا تھا اور تشدد کا نشانہ بنایا تھا۔

(Dawn August 2, 1988، Pakistan Times 2 August 1988)

چند دنوں کے لئے جماعت کے مخالف رسائل نے یہ لکھا کہ لو جی! اسلم قریشی نے قادیانیوں کا بھانڈا پھوڑ دیا۔ پھر یہ شائع کیا کہ یہ کیا سے کیا ہو گیا۔ اسلم قریشی صاحب کی برین واشنگ کر دی گئی ہے۔ لیکن پھر شاید کسی عقلمند نے مشورہ دیا کہ چپ رہو یہ تو ممکن نہیں کہ آدمی ربوہ قادیانیوں کی قید میں ہو اور اس کا بچہ ایران میں پیدا ہو جائے۔ اور ویسے بھی پاکستانی قونصل ان کا پیچھا ایران سے کر رہا تھا۔ اس کے بعد یہ مخالفین خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ اور یہ واویلا بند کر دیا گیا۔ حقیقت کھل چکی تھی۔

[چٹان 2 تا 9 اگست 1988ء، چٹان 12 تا 19 جولائی 1988ء]

اسلم قریشی صاحب کو ایک مرتبہ پھر رہا کیا گیا۔ اب یہ خوار پھر رہے تھے اور کوئی انہیں منہ لگانے کو تیار نہیں تھا۔ انہوں نے ایک مرتبہ پھر خبروں کی زینت بننے کے لئے جماعتِ احمدیہ کے مشہور وکیل خواجہ سرفراز العمر صاحب پر قاتلانہ حملہ کیا۔ لیکن خواجہ صاحب کی زندگی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچ گئی۔ اب بیہودگی اور چھچھورے پن کی انتہا ہو چکی تھی۔ اس واقعہ پر خود سیالکوٹ کے وکلاء نے ہڑتال کر دی اور شدید احتجاج کیا اور جلوس نکالا۔ اب مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت کو بھی ہمت نہیں ہوئی کہ اس کی حمایت کرتی۔ یہ اس ڈرامے کا ڈراپ سین تھا۔

[امروز لاہور 10 مارچ 1989ء]

اسلام آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ نے اس اہم واقعہ کا ذکر غیر معمولی اختصار سے کیا تھا۔ اور مضمون کافی تشنہ رہ گیا تھا۔ حالانکہ 1984ء کے واقعات کی بنیاد اسلم قریشی صاحب کی نام نہاد شہادت ہی تو تھی۔ ان حالات کو سمجھنے کے لئے ان واقعات کی تفاصیل کو جاننا اور سمجھنا ضروری ہے۔

.......................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خطبہ جمعہ

گزشتہ دنوں اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ جرمنی اور بیلجیم میں شرکت کی توفیق دی۔ دونوں جلسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بابرکت تھے۔

جرمنی کی جماعت میں اب جلسے کا نظام بہت حد تک منظم ہو چکا ہے۔ باہر سے مہمان وہاں بھی بہت آتے ہیں۔ اردگرد کے مشرقی یورپ کے لوگوں کے علاوہ بعض دوسرے ممالک سے بھی جلسہ میں شامل ہونے کے لئے لوگ آتے ہیں۔ اس سال تو افریقہ کے بعض ممالک سے بھی لوگوں نے وہاں جلسہ میں شرکت کی اور ہمیشہ کی طرح، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر جلسہ میں ہوتا ہے، باہر سے آنے والے مہمان آ کر اچھا تاثر ہمارے جلسوں سے لیتے ہیں اور اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ جرمنی میں بھی بیلجیم میں بھی جو لوگ بھی جلسہ میں شامل ہوئے انہوں نے اس بات کا اظہار کیا۔ جماعت کے بارے میں اپنے نیک اچھے تاثرات کا اظہار کیا۔

جرمنی اور بیلجیم کے جلسہ ہائے سالانہ سے متعلق مہمانوں اور شاملین کے نیک تاثرات کا روح پرور تذکرہ اور اس حوالہ سے احباب جماعت کو اہم نصائح

آج سے خدام الاحمدیہ یُوکے کا اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے میں تمام شامل ہونے والے خدام کو بھی یاد دہانی کروا دیتا ہوں کہ اپنے رویّوں کو ایسا رکھیں جو علاقے کے لوگوں پر نیک اثر چھوڑنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اجتماع کو بھی بابرکت فرمائے۔

دونوں جلسوں میں کام کرنے والے کارکنان کا بھی میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کے مطابق جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانوں کی خدمت کی۔ اسی طرح وہاں تمام شامل ہونے والے جو احمدی لوگ تھے ان کو بھی ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔

اسی طرح کارکنان کو بھی شکر گزار ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خدمت کا موقع دیا اور آئندہ کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں کہ جو کمزوریاں اور کمیاں رہ گئی ہیں ان کے بارے میں خود سوچیں اور دیکھیں کہ ان کو آئندہ سالوں میں کس طرح بہتر کرنا ہے۔

بعض مہمانوں کے تأثرات پیش کرتا ہوں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جلسہ کی برکات کا صرف احمدیوں پر اثر نہیں ہوتا بلکہ غیروں پر بھی اثر ہوتا ہے۔

مکرم سید حسنات احمد صاحب کینیڈا۔ مکرمہ مبارکہ شوکت صاحبہ اہلیہ مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب (مرحوم)
سابق مبلغ ہالینڈ اور انڈونیشیا۔ اور مکرم چوہدری خالد سیف اللہ صاحب نائب امیر جماعت آسٹریلیا کی وفات۔ مرحومین کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 21 ستمبر 2018ء بمطابق 21 تبوک 1397 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

گزشتہ دنوں اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ جرمنی اور بیلجیم میں شرکت کی توفیق دی اور جیسا کہ ایم ٹی اے دیکھنے والوں نے دنیا میں بھی دیکھا ہوگا، آپ نے بھی دیکھا ہوگا، دونوں جلسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے بابرکت تھے۔ جرمنی میں جماعت بڑی ہے اور پھر سالہا سال سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جرمنی کے جلسہ میں شامل ہوتے رہے پھر میں اس میں شامل ہو رہا ہوں۔ اس لحاظ سے جرمنی کی جماعت میں اب جلسے کا نظام بہت حد تک منظم ہو چکا ہے۔ باہر سے مہمان وہاں بھی بہت آتے ہیں۔ اردگرد کے مشرقی یورپ کے لوگوں کے علاوہ بعض دوسرے ممالک سے بھی جلسہ میں شامل ہونے کے لئے لوگ آتے ہیں۔ اس سال تو افریقہ کے بعض ممالک سے بھی لوگوں نے وہاں جلسہ میں شرکت کی اور ہمیشہ کی طرح، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر جلسہ میں ہوتا ہے، باہر سے آنے والے مہمان آ کر اچھا تاثر ہمارے جلسوں سے لیتے ہیں اور اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ جرمنی میں بھی بیلجیم میں بھی جو لوگ بھی جلسہ میں شامل ہوئے انہوں نے اس بات کا اظہار کیا۔ جماعت کے بارے میں اپنے نیک اچھے تأثرات کا اظہار کیا۔ جلسہ کے انتظامات اور جلسہ کے عمومی ماحول کی بڑی تعریف کی کہ ہمیں یہاں آ کر پتہ چلا ہے یا بعض لوگ جو پہلے آ چکے ہیں دوبارہ آئے انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ آپ کے جلسوں سے پتہ چلتا ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کیا ہے اور آجکل میڈیا جس طرح اسلام کے بارے میں دنیا کو غلط تصویر پیش کرتا ہے جو کہ انتہائی بھیانک تصویر ہے، اسلام کی حقیقی تعلیم اور سچے مسلمان کا عمل اس کے بالکل الٹ ہے۔ جلسہ میں شامل ہو کر یہ لوگ ہر کارکن اور ہر افسر بلکہ ہر احمدی کو بڑے غور سے دیکھتے ہیں کہ ان کے عمل کیا ہیں۔ تعلیم اگر اچھی بھی ہو لیکن اس تعلیم کو ماننے والوں کے عمل اچھے نہ ہوں تو پھر اس تعلیم کا نیک اثر قائم نہیں ہوتا۔ پس اس لحاظ سے جلسہ کے تمام رضا کار جیسا کہ پہلے بھی میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کارکنان اور شاملین ایک خاموش تبلیغ میں حصہ لے رہے ہوتے ہیں۔ غیر مسلموں کے دماغوں سے اسلام کے بارے میں غلط تأثر اور تحفظات کو دور کر رہے ہوتے ہیں اور مسلمانوں کے دلوں میں سے نام نہاد علماء نے جو غلط پراپیگنڈا کر کے غلط فہمیاں پیدا کی ہوئی ہیں اسے دور کر رہے ہوتے ہیں۔ لوگ تو ہمیں یہی کہتے ہیں ناں کہ احمدی نعوذ باللہ مسلمان نہیں ہیں، کلمہ نہیں پڑھتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتے۔ آپ کے خاتم النبیین ہونے پر یقین نہیں رکھتے۔ بلکہ یہاں تک بھی الزام ہے کہ ان کا قرآن کریم بھی علیحدہ ہے۔ لیکن بہت سارے مسلمان بھی

جب احمدیوں سے ملیں اور جلسے کے ماحول کو دیکھیں تو یہ تمام غلط تاثرات دور ہو جاتے ہیں اور اس بات کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ جرمنی میں آنے والوں مسلمانوں نے بھی اس بات کا اظہار کیا۔ عرب ممالک سے بھی ہندوستان سے بھی پاکستان سے بھی دوسری جگہوں سے بھی۔ اسی طرح یہ شامل ہونے والے کام کرنے والے رضا کاروں کے کاموں کی بھی تعریف کرتے ہیں، ان کے رویّوں کی تعریف کرتے ہیں۔ بیلجیم کے جلسہ میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ تمام چیزیں دیکھنے میں آئیں اور وہ جلسہ بھی بڑا بابرکت اور کامیاب جلسہ تھا۔ چھوٹی جماعت ہونے کے باوجود اور اس بات کے باوجود کہ وہاں بیلجیم کے افراد جماعت سے زیادہ تعداد میں مہمان شامل ہو گئے تھے، جس کا مَیں نے پہلے ذکر بھی کیا تھا ان کی آخری تقریب میں، انہوں نے بڑے اچھے طریقے سے سب کام سنبھالے۔ مَیں چودہ سال بعد ان کے جلسہ میں شامل ہوا ہوں۔ اس لحاظ سے ان کو فکر تھی۔ تجربہ نہ ہونے کی وجہ سے ان کو گھبراہٹ بھی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہوں نے بڑے اچھے انتظامات کئے۔ وہاں بھی جو غیر مسلم آئے بیشک تھوڑے تھے انہوں نے جلسہ کے انتظامات اور جماعت کے کام کو عمومی طور پر جو جماعت وہاں کر رہی ہے بڑا سراہا اور جماعت کے کاموں اور امن قائم کرنے کی دنیا میں جو کوشش ہے اس کی عمومی تعریف کی۔ پس جماعت جہاں بھی ہو، جہاں کی بھی ہو اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیروں پر اپنا نیک اثر قائم کرتی ہے اور تبلیغ کا ذریعہ بنتی ہے۔ پس ہر فرد جماعت کو اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر انہیں اپنی حالتوں کو بہتر کرنے کی کس قدر ضرورت ہے۔ ہمارا ہر اجتماع اور ہر جلسہ جس علاقے میں بھی ہو رہا ہو وہاں کے لوگوں پر ایک غیر معمولی اثر ڈالتا ہے۔ آج سے خدام الاحمدیہ یُوکے کا اجتماع بھی شروع ہو رہا ہے۔ اس حوالے سے میں تمام شامل ہونے والے خدام کو بھی یاددہانی کروا دیتا ہوں کہ اپنے رویّوں کو ایسا رکھیں جو علاقے کے لوگوں پر نیک اثر چھوڑنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اجتماع کو بھی بابرکت فرمائے اور موسم کی خرابی کی وجہ سے جو بعض ان کو پریشانیاں اور گھبراہٹ ہے اللہ تعالیٰ اس کو بھی دُور کرے اور سازگار موسم کر دے۔

اب دونوں جلسوں میں کام کرنے والے کارکنان کا بھی میں شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں، جرمنی میں بھی، بیلجیم میں بھی کہ انہوں نے اپنی استعدادوں اور صلاحیتوں کے مطابق جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانوں کی خدمت کی۔ اسی طرح وہاں تمام شامل ہونے والے جو احمدی لوگ تھے ان کو بھی ان کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ مختلف طبقوں اور مزاجوں کے لوگ ہوتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں۔ بیلجیم میں تو کام کرنے والے کارکنوں کی کمی بھی تھی لیکن اس کے باوجود جیسا کہ میں نے کہا بڑے احسن رنگ میں انہوں نے اس لحاظ سے اپنے کام سرانجام دیئے۔ اسی طرح کارکنان کو بھی شکرگزار ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خدمت کا موقع دیا اور آئندہ کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں کہ جو کمزوریاں اور کمیاں رہ گئی ہیں ان کے بارے میں خود سوچیں اور دیکھیں کہ ان کو آئندہ سالوں میں کس طرح بہتر کرنا ہے۔ خاص طور پر انتظامیہ کو، افسران کو، اپنے جائزے لینے چاہئیں۔ اپنی منصوبہ بندیوں کے جائزے لینے چاہئیں اور تمام کمزوریوں کو ایک لال کتاب جو بنی ہوئی ہے اس میں لکھیں تا کہ آئندہ یہ دہرائی نہ جائیں۔

جرمنی میں کام کرنے والے کارکنان کے بارے میں یہ شکایت آیا کرتی تھی کہ ان کے چہروں پر مسکراہٹ نہیں ہوتی اور اچھا سلوک نہیں ہوتا۔ ڈیوٹی دیتے ہوئے سخت رویہ ہوتا ہے۔ اس دفعہ عمومی طور پر اس بارے میں ان کی بھی اچھی رپورٹ ہے۔ آئندہ سالوں میں اسے مزید بہتر کرنے کی کوشش کریں۔ ایک غلطی کی طرف مَیں توجہ دلا دیتا ہوں اور وہ تھی مردانہ جلسہ میں ایک سیشن میں گھر کے حوالے سے ایک نظم پڑھی گئی تھی۔ اس کو پڑھنے کا انداز غلط تھا۔ ہمارا سٹیج کوئی ڈراموں کا سٹیج نہیں ہے جہاں اس انداز میں نظمیں پڑھی جائیں۔ اپنی روایات کو ہمیشہ ہمیں سامنے رکھنا چاہئے اور اس قسم کے انداز نہیں اپنانے چاہئیں جو ہماری روایات سے مختلف ہوں۔ دوسرے جلسہ کے پروگرام بنانے والوں کو ہمیشہ یہ خیال رکھنا چاہئے کہ جلسہ کے سیشنز کے دوران جو نظمیں پڑھی جاتی ہیں وہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کی نظمیں ہوں۔ باقی نظمیں نہ پڑھی جائیں۔ پس اس طرف خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ میں نے افسر جلسہ سالانہ کو بھی وہاں توجہ دلا دی تھی۔

اس کے بعد اب میں بعض مہمانوں کے تأثرات پیش کرتا ہوں جن سے پتہ چلتا ہے کہ جلسہ کی برکات کا صرف احمدیوں پر اثر نہیں ہوتا بلکہ غیروں پر بھی اثر ہوتا ہے۔

بوسنیا سے ایک غیر احمدی مسجد کے امام آئے ہوئے تھے۔ جلسہ میں شریک ہوئے۔ جلسہ سے قبل ایک تبلیغی نشست میں انہوں نے کہا کہ میں خود جماعت کے بارے میں تحقیق کرنا چاہتا ہوں تا کہ ذاتی علم کی بنا پر جماعت کے بارے میں صحیح رائے قائم کر سکوں۔ یہ بڑے کھلے دل کے امام ہیں۔ اسی بنا پر جلسہ میں شمولیت کی ان کو دعوت بھی دی گئی۔ پھر جلسہ پر کچھ وقت گزارنے کے بعد وہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کے درمیان کچھ وقت گزارنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ تم ہی وہ لوگ ہو جو کہ اسلام کی حقیقی تعلیم کی تبلیغ صحیح معنوں میں کر رہے ہو۔ جلسہ کی تمام کارروائی کو توجہ اور غور سے دیکھتے رہے۔ جلسہ کے بعد ان کو وفد کے باقی ممبران کے ساتھ جامعہ احمدیہ جرمنی بھی دکھایا گیا۔ انہوں نے جامعہ دیکھنے کے بعد کہا کہ افسوس کہ مسلمان دین اور دنیا کی تعلیم میں بہت پیچھے ہیں۔ مگر ایک طرف جہاں جلسہ کے دوران میں نے دیکھا کہ امام جماعت احمدیہ نے دنیاوی علمی میدان میں نمایاں کام حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو سندات دیں اور احباب جماعت میں دنیاوی علم میں آگے بڑھنے کی روح کو فروغ دے رہے تھے۔ دوسری طرف جامعہ کی سیر کے بعد اس بات کا بھی ادراک ہو گیا کہ جماعت احمدیہ خلافت کی اقتدا میں کس طرح دینی علم کی اشاعت کے لئے منظم طریق پر کوشش کر رہی ہے اور کس قدر شاندار توازن کے ساتھ اس میدان میں آگے بڑھ رہی ہے اور مسلمانوں کی کھوئی ہوئی ساکھ کو واپس لانے کی کوشش میں لگی ہوئی ہے۔ اور اس کے بعد وہ مجھے بھی ملے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ میں 'براہین احمدیہ' اور 'تذکرۃ' پڑھنا چاہتا ہوں۔ مَیں نے کہا تذکرۃ پڑھنے کی بجائے آپ 'اسلامی اصول کی فلاسفی' اور 'دعوۃ الامیر' Invitation to Ahmadiyyat پڑھیں۔ اس سے آپ کو زیادہ تعارف حاصل ہو گا جماعت کے بارے میں بھی، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے بارے میں بھی، حالات کے بارے میں بھی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم و عرفان کے بارے میں بھی، اللہ تعالیٰ کی آپ کے ساتھ تائیدات کے بارے میں بھی۔

پھر بوسنین وفد میں ایک خاتون معمرہ صاحبہ تھیں۔ کہتی ہیں کہ میں پہلی مرتبہ جلسہ میں شامل ہوئی اور خلیفہ وقت سے ملاقات کی جلسہ کے ایام کس قدر سرعت سے گزر گئے ہمیں پتہ ہی نہیں لگا۔ کاش یہ ایام اور بھی لمبے ہو جاتے۔ میری خواہش ہے کہ ہر جلسہ میں شرکت کروں۔

ایک کمزور بینائی رکھنے والے مونٹی نیگرو سے تعلق رکھنے والے ایک شخص تھے۔ کہتے ہیں کہ میں کمزور بینائی رکھنے والا شخص ہوں مگر اس جلسہ میں شامل ہو کر میں نے سب کچھ دل کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اس جلسہ سے روح کو سیراب کر کے واپس جا رہا ہوں۔ میں جس ملک یا علاقے سے تعلق رکھتا ہوں وہاں دین اور مذہب سے لوگ بہت دور ہیں۔ اور روحانیت کیا چیز ہے؟ اس کی ہمیں کوئی خبر نہیں ہے۔ مگر جلسہ کے دوران میں نے محسوس کیا ہے کہ خدا موجود ہے اور اس کی برکتیں یہاں امن اور سلامتی اور اطمینان قلب کی شکل میں نازل ہو رہی ہیں جس سے میں نے بھی حصہ لیا ہے۔

اس سال جلسہ جرمنی پر بلغاریہ کے 56 رکنی وفد نے شرکت کی۔ اس میں 31 غیر از جماعت مہمان تھے۔ ان کی مجھ سے ملاقات بھی ہوئی۔ وفد میں شامل ایک خاتون کریلکا (Kirilka) صاحبہ اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ میں کئی پروگراموں میں شامل ہوئی ہوں لیکن جماعت احمدیہ کے جلسہ میں روحانی ماحول تھا۔ بہت پُرسکون ماحول تھا جو اب رہتی زندگی تک سکون کا سامان ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ہمارے لئے احترام اور محبت تھی۔ ان کی آنکھوں سے ان کے ایمان کا اندازہ ہوتا تھا کہ کیسے نیک لوگ ہیں۔ خلیفہ وقت کی تقاریر نے میرے دل پر بہت گہرا اثر کیا۔ میں تقریر کے دوران روتی رہی اور مجھے ایسا لگتا تھا کہ اب میری نئی زندگی شروع ہو رہی ہے۔ میں کوشش کروں گی کہ اب باقی زندگی ان باتوں کی روشنی میں گزاروں۔ میں آپ کی شکرگزار ہوں کہ اس روحانی ماحول سے فائدہ اٹھانے کا مجھے موقع دیا۔

تو یہ لوگ جو احمدیت کو جانتے بھی نہیں یہ لوگ بھی یہاں آ کے اس ماحول سے اثر لیتے ہیں۔ ان کے لئے بھی یہ جلسہ بابرکت ہو جاتا ہے۔

ایک عیسائی خاتون کریسی میرا (Kracimira) صاحبہ کہتی ہیں مَیں اپنے خاوند اور بچوں کے ساتھ جلسے میں شامل ہوئی ہوں۔ مَیں نے ایسی منظم مہمان نوازی پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ والدین کا احترام، بچوں کی تربیت کے متعلق بہت کچھ سیکھا ہے اسے اب زندگی کا حصہ بناؤں گی۔ مرد حضرات جس طرح خواتین کا احترام کر رہے تھے یہ دیکھ کر بہت حیرانی ہوئی۔ عیسائیت میں عورتوں کے لئے اتنا عزت اور احترام میں نے نہیں دیکھا اور شکریہ کے ساتھ آپ کے لئے دعا گو ہوں۔

پس یہ مردوں کے لئے بھی ایک سبق ہے کہ صرف جلسہ کے دنوں میں نہیں، ہمیشہ عورت کا یہ احترام ان کے دلوں میں رہنا چاہئے اس تعلیم کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دی ہے۔

ایک دوست مسلمان تھے محمد یوسف صاحب۔ جلسہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں مَیں پہلی بار اس جلسہ میں شامل ہوا ہوں۔ جو باتیں جماعت کے خلاف سنی تھیں جلسہ کا ماحول دیکھ کر اب میرا دل ہر لحاظ سے صاف ہو گیا ہے۔ سب طرف بھلائی اور قرآن و حدیث کی تعلیم تھی اور محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں نے مجھے بہت متاثر کیا۔ ہر طرف سکون ہی سکون تھا۔ خاص طور پر خلیفہ وقت کی تقریروں کے دوران بڑا سکون ملا۔ جلسہ کے دوران ہی میں نے فیصلہ کیا کہ اب میں بھی احمدیت میں داخل ہوتا ہوں۔ میری کافی ذاتی مشکلات تھیں لیکن جب میں جلسہ میں شامل ہوا تو میری مشکلات خودبخود دور ہونا شروع ہو گئیں۔ اب میں جماعت کے پیغام کو آگے پھیلاؤں گا۔

پھر لیٹویا (Latvia) سے آنے والے وفد کے تاثرات ہیں۔ لیٹویا سے ایک میڈیکل کے سٹوڈنٹ آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونا میرے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے۔ مجھے ایسے محسوس ہوا کہ یہ جلسہ ان تمام لوگوں کا اجتماع ہے جو کہ مضبوط ایمان اور مطمئن روحوں کے مالک اور بھائی

چارے والے پُرامن لوگ ہیں۔ میرے لئے یہ بات باعث حیرت تھی کہ کس طرح ہر کوئی محویت کے ساتھ تقاریر سننے اور اپنے کام میں مگن تھا اور اسی طرح بڑا اعزاز تھا کہ خلیفہ وقت سے بھی ملاقات میری ہوئی۔ انہوں نے جرمنی میں مہاجرین کے بارے میں اور اسلام کے بارے میں لوگوں کے دلوں میں پائے جانے والے خوف کے متعلق بات کی اور اس بات پہ مجھے خوشی ہوئی کہ جماعت احمدیہ دنیا میں امن اور بھائی چارے کا پیغام دے رہی ہے اور جرمن معاشرے میں دوستانہ ہمسائیگی اور خدمت پر زور دے رہی ہے۔

لیٹویا میں ایک غیر احمدی پاکستانی ماسٹرز کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ یہ بھی جلسہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں کہ میں گزشتہ ماہ ہی سٹڈی ویزا پر پاکستان سے لیٹویا آیا ہوں۔ مجھے بھی جلسہ میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی جو کہ کشش و پنج کے بعد میں نے قبول کر لی۔ جب میں جلسہ گاہ پہنچا تو وہاں انتظامیہ کو دیکھ کر میں بہت حیران ہوا کیونکہ وہاں بہت زیادہ لوگ تھے۔ انتظامیہ بڑی خوبصورتی اور سمجھداری سے سب کو سنبھال رہی تھی۔ جلسہ گاہ میں بہت سارے لوگ تھے جن میں کافی سارے مختلف ممالک سے تعلق رکھنے والے غیر مسلم مہمان تھے اور ان سب کو اس کے لئے دعوت دی گئی تھی تا کہ وہ دین اسلام کا آ کر خود مشاہدہ کریں۔ میں نے اتنا پیار، محبت، عزت، احترام اور مہمان نوازی کبھی اپنی پوری زندگی میں نہیں دیکھی جتنی میں نے وہاں دیکھی اور مجھے یہ دیکھ کر بہت اچھا لگا کہ اس سے تمام غیر مسلموں پر بہت اچھا اثر پڑے گا۔ دین اسلام کی طرف آنے کی ضرور کوشش کریں گے۔ میں کیونکہ احمدی نہیں ہوں اس لئے میرے دل میں بھی کچھ غلط فہمیاں تھیں جو ہر دوسرے فرقے والے مسلمانوں کے دل میں ہوتی ہیں۔ وہاں جب میں نے تقاریر سنیں اور وہاں پر لکھے ہوئے کلمات دیکھے اور نماز بھی پڑھی تو مجھے کوئی فرق نہیں لگا۔ یہی سب کچھ ہم بھی کرتے ہیں اور یہی سب کچھ احمدی بھی کر رہے ہیں۔ ان کا کلمہ بھی وہی ہے۔ نماز بھی وہی ہے۔ قرآن بھی وہی ہے۔ سب سے زیادہ قابل غور بات ختم نبوت تھی جس پر میں اب سوچنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ غور و فکر کروں کہ کیا میں اپنے فرقے کو سچا کہوں یا احمدی فرقے کو۔ سب سے بڑا فائدہ مجھے جلسے پر آنے کا یہی ہوا ہے کہ میں نے احمدی لوگوں میں بیٹھ کر سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور اپنے کانوں سے سنا ہے اور اب میں اپنے طور پر اچھی طرح دیکھوں گا کہ اسلام اصل میں کیا ہے اور ختم نبوت کیا ہے۔ مجھے خلیفہ وقت کی تقریر بہت پسند آئی خاص کر آخری دن والی۔ یہ چار دن میری زندگی کے بہت اچھے دن تھے۔ کہتے ہیں باقی مسلمان صرف باتیں کرتے ہیں اور نفرتیں پھیلاتے ہیں لیکن یہاں میں نے صرف محبت، عزت اور احترام دیکھا۔ میرے ساتھ کچھ غیر مسلم دوست بھی تھے۔ وہ مسلمانوں کے اس رویّے سے، اس عزت و احترام سے جو احمدیہ جماعت نے ان کو دیا بہت متاثر تھے۔ انتظامی ٹیم خواہ وہ کوئی بھی تھی ہر کسی نے بہت پیار محبت اور عزت و احترام سے بات کی اور گائیڈ کیا اور اتنے بڑے جلسہ کو اتنی خوبصورتی سے Manage کیا اور میں دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

پھر یونیورسٹی آف ایگریکلچر لیٹویا کے ایک سری لنکن لیکچرر جلسہ میں شامل ہوئے۔ کہتے ہیں سچی بات یہ ہے کہ جب میں نے اس میں شمولیت کا فیصلہ کیا تو مجھے تھوڑا خوف تھا کہیں اس تقریب پر کوئی دہشتگرد دی کا حملہ نہ ہو جائے۔ مگر جب میں نے اس جلسہ کی سیکیورٹی دیکھی تو میں نے محسوس کیا کوئی بھی اس پروگرام کو یا اس میں شریک کسی بھی فرد کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

بہر حال یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اللہ تعالیٰ خود انتظام کر رہا ہوتا ہے ہماری سیکیورٹی کیا ہونی ہے۔

بہر حال کہتے ہیں میں اس پورے پروگرام کی سیکیورٹی کو بہت appreciate کرتا ہوں۔ باوجود اس کے کہ میرے بہت سے سری لنکن مسلمان دوست ہیں مگر ایک بدھ گھرانے میں پیدا ہونے کی وجہ سے یہ بدھ مت کے پیرو ہیں۔ مذہب اسلام کے بارے میں کوئی خاص علم نہیں تھا۔ جلسہ نے مجھے حقیقی اسلام کے بارے میں تعلیم دی ہے اور دوسرے اسلامی گروپوں کے بارے میں بتایا ہے۔ اسی طرح احمدیہ فرقہ اور دوسرے گروپوں کے درمیان فرق واضح کیا ہے۔ اس تقریب سے جو بہترین چیز میں نے اخذ کی ہے وہ یہ ہے کہ احمدیہ جماعت ایک محبت کرنے والی جماعت ہے۔ میں اس کو بہت زیادہ سراہنا چاہتا ہوں۔ میں آپ کی جماعت کی انتظامی صلاحیت کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے بغیر نہیں رہ سکا اور یہ چیز واضح اشارہ دے رہی ہے کہ آپ لوگ دنیا کی درست سمت میں رہنمائی کر سکتے ہیں۔

لیٹویا سے ایک طالبہ گلوریہ صاحبہ پہلی مرتبہ آئیں اور کسی بھی اسلامی پروگرام میں پہلی دفعہ شرکت کی۔ کہتی ہیں مجھے سب کچھ بہت اچھا لگا کھانا پینا ہر چیز۔ لوگ بہت خوش اخلاق تھے۔ ڈیوٹی پر مامور لجنہ ہمیشہ مسکرا کر ملتی تھیں۔ لوگوں کو لجنہ سے ہی زیادہ شکایت تھی۔ یہ کہتی ہیں کہ ہمیشہ لجنہ مسکرا کر ملتی تھیں اور مجھے یہ دیکھ کر بہت اچھا لگا۔ سب چھوٹے بڑے ماحول کو صاف رکھنے میں کوشاں تھے۔ مجھے یہ بھی چیز اچھی لگی۔ میں نے اپنے آپ کو آرام دہ محسوس کیا۔ مجھے وہ نظارہ اچھی طرح یاد ہے جب میری نظر سکرین پر پڑی اور میں نے دیکھا کہ مردانہ مارکی میں سب لوگوں نے ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ یہ بیعت کا ذکر کر رہی ہیں۔ اس کانفرنس میں شامل ہو کر اسلام کے بارے میں میرے خیالات بالکل تبدیل ہو گئے ہیں اور یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ابھی بھی کچھ ایسے لوگ موجود ہیں جو اس دنیا کی بھلائی چاہتے ہیں۔

لیٹویا کے وفد میں شامل ایک اور لڑکی انستیسیا (Anastasia) صاحبہ ہیں۔ جو غیر مسلموں سے وہاں میں علیحدہ ایک خطاب کرتا ہوں اس کے بارے میں یہ کہتی ہیں کہ یہ مجھے بڑا پسند آیا۔ جو باتیں انہوں نے کیں بالکل درست تھیں۔ اور پھر کہتی ہیں کہ یہ خطاب سننے کے لئے کیونکہ عورتیں مرد ایک جگہ ہوتے ہیں، کوئی ہزار کے قریب مہمان تھے یہ مختلف قوموں کے۔ جرمن خاص طور پر چار سو پانچ سو کے قریب۔ کہتی ہیں اس خطاب کے لئے میں مردانہ جلسہ گاہ میں آئی تھی اور باقی وقت میں نے لجنہ کی مارکی میں گزارا ہے۔ مردوں کے درمیان بیٹھے مجھے شرم آ رہی تھی اور مجھے عجیب لگ رہا تھا کہ میرے سر پر دوپٹہ نہیں ہے۔

پس یہ بات ان لڑکیوں میں بھی اعتماد پیدا کرنے والی ہونی چاہئے جو یہ کہتی ہیں کہ یہاں آ کے ہمیں شرم آتی ہے کہ یا دوپٹہ اتار دیں یا سکارف اتار دیں۔ یہ عیسائی آ کے اس بات پہ شرمندہ ہو رہی ہے کہ میں مردوں میں کیوں بیٹھی اور بغیر دوپٹے کے بیٹھی۔

کوسووو سے ایک وکیل صاحب اپنے تاثرات بیان کرتے ہیں کہ جلسہ کے نظام کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ ہر کوئی خلافت کی اطاعت میں سرگرداں اپنا کام کر رہا ہے۔ یہ تمام اطاعت اس وجود کی محبت تھی جو خلیفہ وقت کی شکل میں جماعت احمدیہ کو نصیب ہے۔ اور مجھے کہتے ہیں خلیفہ وقت سے ملاقات کا موقع ملا۔ جماعت کا ہر فرد ایک لڑی میں پرویا ہوا ہے۔ کوسووو میں بھی اس طرح کے اجتماع وغیرہ ہوتے ہیں لیکن اس جلسہ میں شامل ہو کر ایک الگ ہی کیفیت انسان پر طاری ہوتی ہے کہ ہر رنگ و نسل کے لوگ اس جلسہ میں شامل ہیں اور ہر ایک کی ضرورت کے مطابق ان کا خیال رکھا جا رہا ہے۔ یہ وکیل احمدی نہیں ہیں۔

کوسووو کے وفد میں ایک فزکس کے پروفیسر تھے آربر (Arber) صاحب وہ کہتے ہیں کہ یہ بات میرے لئے ناقابل یقین تھی کہ اتنے لوگوں کا ایک جگہ جمع ہونا اور ان کی ضروریات کا پورا کیا جانا ممکن ہے۔ جلسہ میں شامل ہو کر تمام انتظامات کو بغور دیکھا کہ کس طرح ہر ایک چیز ایک نظام کے ساتھ چل رہی ہے اور ضروریات کا خیال رکھا جا رہا ہے۔ ہر ایک کام کے لئے ایک خادم مقرر تھا۔ لنگر میں جانے کا مجھے اتفاق ہوا۔ وہاں ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ وہ پچھلے بائیس سال سے پیاز چھیلنے کے لئے کام کر رہا ہے اور پچھلے بائیس سال سے اس کے پاس ایک ہی چھری ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ یہ چھری بائیس سال سے میں نے اس لئے رکھی ہوئی ہے کہ خلیفۃ المسیح الرابع نے یہ چھری استعمال کی تھی اور اس پہ ہاتھ لگایا تھا۔ تو اس لحاظ سے اس کا ان پہ بڑا اچھا اثر ہوا ہے۔

جارجیا سے اڑتیس افراد پر مشتمل وفد جرمنی کے جلسہ میں شامل ہوا۔ دو پادری صاحبان تھے۔ دو مفتی صاحبان تھے۔ شیعہ و سنی لیڈر تھے اور دیگر تیس غیر احمدی افراد تھے۔ اس وفد میں ایک غیر احمدی مسجد کے امام جمبول (Jambul) صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں جارجیا کی مسجد کا امام ہوں اور میں احمدیہ جماعت کی دعوت پر جرمنی آیا ہوں۔ میں نے اسلام کے بارے میں بہت سی نئی باتیں سیکھی ہیں جو میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ اور پھر میرے بارے میں کہتے ہیں کہ ان کا ایک جملہ مجھے یاد رہے گا کہ ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم انسانیت کی مدد کریں۔ اسلام کا مذہب صرف اور صرف امن کا مذہب ہے۔ یہاں آ کر ہمیں اسلام کی حقیقی تعلیم معلوم ہوئی۔

اور ایک اور خاتون ہیں لیکو (Lako) صاحبہ۔ وہ کہتی ہیں جلسہ کے انتظامات کی وجہ سے ہر کارکن کا میں شکریہ ادا کرنا چاہتی ہوں۔ پھر ایک اور ہیں ارما (Irma) صاحبہ یہ کہتی ہیں کہ آج عورتوں کے پروگرام میں شامل ہوئی ہوں اور مجھے حیرت تھی کہ عورتیں تمام پروگرام کیسے Manage کریں گی۔ یہ بہت حیران کُن تھا کہ سیکیورٹی چیک بھی عورتیں خود کر رہی تھیں اور مجھے یہ سب کچھ بہت اچھا لگا۔ میں آپ کی شکر گزار ہوں۔ اور پھر یہ کہتی ہیں مَیں نے عورتوں کا پروگرام بھی آج دیکھا اور یہ بڑی حیرت کی بات تھی کہ عورتوں کی تعلیم و تربیت کا کتنا خیال رکھا جاتا ہے اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ خلیفہ وقت اپنے ہاتھوں سے تعلیمی ایوارڈ عورتوں کو بھی دے رہے تھے۔

پھر جارجیا سے ایک اور صاحب بیان کرتے ہیں یہ بھی مسلمان ہیں کہ ایک مسلمان تنظیم کا چیئرمین ہوں۔ اس جلسہ میں شمولیت ہمارے لئے بہت بڑا اعزاز تھا۔ میں نے یہاں پر روحانیت اور بھائی چارے کا مشاہدہ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھا موقع تھا کہ ہم یہاں آئے اور مستفیض ہوئے۔

ایک اور دوست تھے محمد اکبر صاحب۔ یہ کہتے ہیں کہ بچپن سے سن رہے ہیں کہ کوئی مہدی آئے گا جو دنیا کو تبدیل کرے گا اور ہم اسی کے انتظار میں رہے۔ اب پہلی مرتبہ میں سن رہا ہوں کہ وہ مہدی جس کے ہم منتظر تھے وہ گزر بھی گیا اور اب اس کے خلفاء کا سلسلہ جاری ہے۔ مَیں اب جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کروں گا اور مجھے امید ہے کہ مجھے اطمینان حاصل ہو گا۔

پھر بشپ صاحب ہیں وہ یہاں بھی آئے تھے انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اس جلسہ کو دیکھ کر بڑے متاثر ہوئے۔ وہی نیلے لباس میں جو بشپ صاحب تھے۔

ہنگری سے ایک پروٹسنٹ چرچ کے پادری جلسے پہ آئے تھے۔ یہ مذہبی کاموں کے علاوہ فلاحی

کاموں میں بھی بڑے متحرک ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں تو عیسائی ہوں مگر آپ کے جلسہ پر جا کر مجھے ایمانی تازگی ملتی ہے اور میں تازہ دم ہو کر لوٹتا ہوں۔ یہ چارجنگ (Charging) سارا سال کے کام میں میری مددگار رہوتی ہے۔ پہلے بھی آچکے ہیں۔ کہتے ہیں چارج ہو کر جاتا ہوں پھر سارا سال میرے کاموں میں مددگار ہوتی ہے۔ مربی صاحب کہتے ہیں موصوف کی وجہ سے نہ صرف ان کے گاؤں بلکہ ان کے تمام حلقہ احباب میں واقفیت ہوئی ہے اور جماعت کا پیغام پہنچانے کے ان کے ذریعہ سے بھی نئے رستے وہاں کھل رہے ہیں۔

ہنگری سے ایک صاحب وارگا (Varga) صاحب ریفیوجی کیمپ کے دفتر میں کام کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جلسہ ایسا موقع ہے جیسا کہ انسان کسی عظیم الشان چیز کو دیکھے تو حیرانگی کے ساتھ ساتھ اندر سے کپکپی بھی طاری ہو جاتی ہے۔ بالکل ایسے ہی جب آپ لوگ نعرے لگاتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ ابھی امام حکم دے گا اور آپ لبیک کہتے ہوئے کچھ کر گزریں گے جیسا کہ حکم کے منتظر بیٹھے ہیں۔ شروع شروع میں تو مجھے بڑا خوف محسوس ہوا۔ ہنگری میں ایسا مجمع تو دور کی بات سولوگ بھی ہوں تو ایک گھنٹے میں ہی کوئی لڑائی ہو جاتی ہے لیکن ہزاروں افراد کا ایسا پُرامن مجمع میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔

ہنگری سے ایک ریفیوجی کیمپ کے مالی امور کی نگرانی کرنے والی ایلونا (Illona) صاحبہ ہیں۔ کہتی ہیں کہ انہوں نے جلسہ کے انتظامات وغیرہ دیکھنے کے بعد سوال کیا کہ جلسہ کا اتنا زیادہ خرچ کس طرح چلایا جاتا ہے؟ ان کو جماعتی خدمت اور چندوں کے نظام کا بتایا گیا۔ اس بات پہ بڑی حیران ہوئیں۔ پھر کہتی ہیں کہ جلسہ ایک ایسی تقریب ہے جو انسان کو اندر سے دھو کر ہلکا پھلکا بنا دیتا ہے۔ اب یہ احمدی نہیں، مسلمان نہیں، کہہ رہی ہیں کہ اس تقریب میں شامل ہو کر لگتا ہے انسان اندر سے دھل گیا اور بڑا ہلکا پھلکا ہو گیا۔ جیسے شروع میں بچے کو نہانے سے خوف آتا ہے مگر وہ اس کے لئے نہایت ضروری ہوتا ہے ایسا ہی حال انسان کا جلسہ دیکھ کر ہوتا ہے۔ تو یہ میں نے کہا ناں کہ جلسہ غیروں پر بھی بڑا اثر ڈال رہا ہوتا ہے۔

ہنگری کے وفد میں یمن سے تعلق رکھنے والی ایک میڈیکل ڈاکٹر وفا صاحبہ ہیں۔ جلسہ میں شامل ہوئیں تو یہ بڑی پُرجوش تھیں۔ دوسرے دن لجنہ سے جو خطاب تھا انہوں نے خواتین کی مارکی میں سنا۔ اس کے بعد مہمانوں سے جو میرا خطاب تھا وہ مردانہ ہال میں آ کر سنا تو کہنے لگی کہ میں لجنہ مارکی میں ہی خوش تھی مجھے واپس لجنہ کی طرف چھوڑنے کا انتظام کر دیں۔ جامعہ کے وزٹ کے دوران بڑے شوق سے لائبریری دیکھی، بنیادی اسلامی کتب دیکھیں۔ باہر آ کر کہنے لگی کہ ہر آیت برموقع اور برمحل ہے اور ساتھ ہی جامعہ کی عمارت پر تحریر آیت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ دیکھیں کیسے بالکل صحیح جگہ پر لکھی ہوئی ہے۔ وہ آیت ہے۔ وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا۔

پھر مقدونیہ کا وفد کا ہے۔ جرمنی کے جلسہ میں مقدونیہ کے تراسی (83) افراد نے شرکت کی اور پچاس افراد ایک بس کے ذریعہ دو ہزار کلومیٹر کا سفر چونتیس گھنٹوں میں طے کر کے آئے جبکہ دیگر افراد دوسرے ذرائع استعمال کر کے شامل ہوئے۔ ان شامل ہونے والوں میں اکیس (21) احمدی تھے۔ انتیس (29) غیر احمدی مسلمان تھے۔ چودہ (14) عیسائی تھے۔ ان مہمانوں میں ایک بڑے شہر کے میئر بھی تھے۔ چار ٹی وی چینل کے چھ صحافی بھی شامل ہوئے۔ جلسہ کے تینوں دن جلسہ کے مناظر کی ریکارڈنگ کی۔ مختلف مہمانوں کے انٹرویو لئے اور انہوں نے کہا ہے اپنے ٹیلی ویژن کے لئے وہ ڈاکومنٹری تیار کریں گے۔ جلسہ میں تین مسلمان پروفیسر بھی شامل ہوئے جو آپس میں دوست ہیں۔ ان میں سے ایک پروفیسر جو آئی ٹی کے پروفیسر ہیں جن کا نام جلادینی (Djeladini) صاحب ہے کہتے ہیں مَیں جلسہ سالانہ کی انتظامیہ اور مقدونیہ میں احمدی افراد کا ممنون ہوں جن کی دعوت پر میں جلسہ میں شامل ہوا۔ اس جگہ پر صحیح اسلامی تعلیمات کا ظہور ہو رہا تھا۔ اگرچہ اس سے قبل میں نے جماعت احمدیہ اور ان کے خلفاء کے بارے میں پڑھ اور سن رکھا تھا اور بہت سی باتیں جماعت کے خلاف سنی تھیں لیکن یہاں آ کر ان سب کا جواب مل گیا۔ میں نے جماعت کے خلیفہ کو دیکھا۔ ان کی باتیں سنیں۔ ان سے بہت علم حاصل کیا۔ جو باتیں جماعت کے خلیفہ نے بیان کیں ان سے بہت زیادہ متاثر ہوں۔ پھر کہتے ہیں کہ خلیفہ کی باتیں سن کر میرا پختہ ایمان ہے کہ تمام دنیا کے افراد اس پیغام اور راستے کو اختیار کر لیں گے جو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے شروع ہوا ہے۔ میری طرف سے آپ کو سلام اور امن ملے۔

لتھوینیا سے پچاس افراد پر مشتمل وفد شامل ہوا۔ ان میں چالیس غیر از جماعت دوست تھے اور دس احمدی احباب تھے۔ ایک صاحبہ کہتی ہیں کہ جلسہ کے دوران ایسا محسوس ہوا جیسے میں جماعت کا ہی حصہ ہوں۔ یہ جلسہ ہمیں برابری، محبت اور دوسروں کی خدمت کرنے کا سبق دیتا ہے جس کا عملی مظاہرہ اس جلسہ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

لتھوینیا سے تعلق رکھنے والے ایک جیرونی ماس (Jaronimas) صاحب ہیں وہ کہتے ہیں مَیں ایک مصنف ہوں اور یہاں اسلام کے بارے میں سیکھنے آیا ہوں۔ خدا کی وحدانیت کا درس جس انداز میں خلیفہ نے دیا ہے اس نے مجھ پہ بہت اثر کیا۔ پھر کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا صرف عبادت ہی نہ کی جائے بلکہ خدا کو خوش کرنا مقصود ہونا چاہئے۔ اس بات نے میرا دل جیت لیا ہے۔ مَیں واپس جا کر جماعت کے بارے میں اخباروں میں کالم بھی لکھوں گا اور اپنے میگزین کا ایک پورا شمارہ صرف اس جماعت کے بارے میں شائع کروں گا۔ مجھے اس بات کا اندازہ ہے کہ ایسا کرنے سے مجھے مخالفت کا سامنا کرنا پڑے گا لیکن میں حق کا ساتھ دینا چاہتا ہوں۔ میرا دل یہاں آ کر نہایت خوش اور مطمئن ہوا ہے اور میں آپ سب کے لئے اور جماعت کے لئے بہت نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں۔

تاجکستان سے ایک غیر از جماعت صاحب تھے رحیم صاحب۔ یہ سیاستدان بھی ہیں۔ یہ کہتے ہیں مجھے جلسہ میں پہلی دفعہ شامل ہونے کا موقع ملا اور جماعت احمدیہ کو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا۔ تمام کارکنان کا جذبہ میرے لئے مثال ہے کہ کس طرح دن رات کام ہو رہا ہے۔ جماعت احمدیہ کے خلیفہ سے ملاقات میں مجھے میرے ذہن میں ابھرنے والے بہت سے سوالات کا جواب مل گیا ہے اور ان کے پاس بیٹھ کے لگتا ہے کہ آج وحدت اس جماعت کے پاس ہے۔ مسلمانوں کے آج کے دور میں حالات کے متعلق میرے سوال کا بہت جامع جواب دیا اور میں قائل ہو گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ مستقبل میں تمام امت مسلمہ کو جمع کر سکتی ہے۔ مجھے یہ جماعت بہت سنجیدہ لگتی ہے۔ میں اس جلسہ اور خلیفہ کے ساتھ خوشگوار ملاقات کو ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

تاجکستان کی ایک یونیورسٹی کی لیکچرر ہیں وہ کہتی ہیں کہ مجھے جماعت احمدیہ کا جلسہ اور انتظام دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ مہمان نوازی اور تعاون کی مثال میں نے زندگی میں پہلی دفعہ دیکھی ہے۔ جماعت احمدیہ کو یہاں بہت آزادی ہے اور خلیفہ وقت کا لجنہ سے خطاب آج کے مسائل کا حقیقی حل ہے۔ کاش ساری دنیا اس پر عمل کر سکے۔ مجھے امام جماعت سے ملاقات کا بھی موقع ملا۔ ان کو صحافت اور عصر حاضر کے مسائل پر کافی معلومات ہیں۔ میں ملاقات سے قبل یہی سمجھتی تھی کہ آپ صرف ایک دینی شخصیت ہیں لیکن جب میں نے باتیں کیں کافی معلومات ملیں اور انہوں نے یہ بالکل درست کہا ہے کہ دنیا میں میڈیا فساد کو پھیلانے میں شامل ہے۔ اگر میڈیا چاہے تو امن میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے۔ میری نیک خواہشات جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ کے ساتھ ہیں۔

سینیگال کے ایک بڑے شہر امبور کے میئر بھی آئے تھے جو کہ سینیگال کے بڑے فرقہ 'مرید' کے خلیفہ کے نمائندے کی حیثیت سے جلسہ میں شامل ہوئے تھے وہاں انہوں نے سٹیج پر مجھے ایک تحفہ بھی دیا تھا۔ یہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے خلیفہ کی بھی بیعت کی ہے لیکن یہاں پر بیعت کا جو نظارہ دیکھا ہے وہ میں نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔ وہ جب یہ بات بیان کر رہے تھے تو بڑے جذباتی ہو گئے۔ ان کی آنکھوں سے آنسو آنے لگے۔ کہنے لگے کہ ہمارا بھی ایک خلیفہ ہے مگر خلافت سے اتنی محبت میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ ایسا نظارہ نہ کبھی پہلے دیکھا ہے اور نہ کبھی ایسے خلافت کی محبت دیکھی ہے۔ آج مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ کس طرح صحابہ جان فدا کرتے تھے۔ جو میں نے لوگوں کے دلوں کا جذبہ دیکھا ہے جو محبت دیکھی ہے مجھے یوں لگا کہ ایک ہی اشارہ اگر خلیفہ کریں تو کوئی ایسا بندہ نہیں ہو گا جو کام سے پیچھے ہٹے۔ اتنی محبت اور اطاعت میں نے دیکھی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہمارا بھی تین دن کا جلسہ ہوتا ہے۔ جب ہمارا خلیفہ آتا ہے تو کوئی بندہ خاموشی سے نہیں بیٹھا ہوتا مگر یہاں جب خلیفہ آتا ہے تو سارے خاموش ہو کر صرف خلیفہ کی باتیں سننے کے لئے تیار بیٹھے ہوتے ہیں۔ یہ میں نے نہ کسی دنیاوی اور نہ کسی دینی لیڈر کے ماننے والوں میں دیکھا ہے۔

جلسہ کے موقع پر تیسرے روز جو بیعت ہوئی تھی اس میں وہاں جو نئے بیعت کرنے والے 42 افراد تھے۔ انہوں نے بیعت کی اور ان کا تعلق سترہ مختلف قوموں سے تھا۔

البانیہ سے آنے والے ایک دوست برک صاحب کہتے ہیں میں احمدیت کا شدید مخالف تھا۔ میرا بھائی اور میرا دوست احمدیت میں داخل ہو چکے تھے۔ میں ہر ممکن کوشش کرتا تھا کہ میرے بھائی کو احمدیت سے نفرت ہو جائے۔ بالآخر ہمارے درمیان یہ طے ہوا کہ دونوں دعا کرتے ہیں جو سچا ہو گا وہ جیت جائے گا۔ تو کہتے ہیں مسلسل دعا کے بعد میرا جی چاہنے لگا کہ پہلے اپنی آنکھوں سے جا کر جلسہ سالانہ اور خلیفہ وقت کو دیکھوں تا کہ جو بھی فیصلہ کروں وہ نامکمل علم کی بنیاد پر نہ ہو۔ چنانچہ گزشتہ سال میں جلسہ میں شامل ہوا تو مجھے کچھ اطمینان ہوا مگر پھر بھی کچھ بے چینی تھی۔ چنانچہ فیصلہ کن وقت آ گیا اور مجھے خلیفہ وقت کا چہرہ دکھائی دیا اور جب میری نظر پڑی تو اسی وقت میری ساری دشمنی بغض نفرت اور سارے شکوک دل سے نکل گئے۔ اب میرے پاس انکار کی گنجائش نہ تھی۔ چنانچہ جلسہ سے واپس آ کر میں نے بیعت فارم پُر کر دیا۔ اب اس دفعہ میں آیا ہوں اور بیعت کرنے کی توفیق پائی ہے۔ اور پھر یہ بیان کرتے ہیں کہ اس دوران مجھے ایک اور مشکل یہ پیش آئی کہ میری منگیتر احمدی نہیں ہونا چاہتی تھی۔ چنانچہ کوشش کر کے اسے اپنے ساتھ یہاں لے کر آیا ہوں۔ میری منگیتر نے جب خلیفہ وقت کا لجنہ میں خطاب سنا تو اسی وقت اس نے احمدی ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ میری منگیتر نے کہا جس جماعت کے پاس اس قدر شفیق اور محبت کرنے والا خلیفہ ہو اسے ایک وجود سے ساری برکتیں مل گئی ہیں جو باقی مسلمانوں کے پاس نہیں ہیں۔ اب ہم جلدی ہی بطور احمدی شادی کریں گے۔

جلسہ سالانہ جرمنی کی میڈیا کوریج کی رپورٹ یہ ہے۔ انٹرنیشنل میڈیا میں رائٹرز ورلڈ، یورپین نیوز ایجنسی، میسی ڈونیا ٹی وی کے تین جرنلسٹ، لتھوینیا، اسرائیل اور بعض آن لائن اخبارات کے نمائندگان شامل ہوئے۔ نیشنل لیول پر جرمنی کے چار ٹی وی سٹیشن اور دو پرنٹ میڈیا اور ایک ریڈیو کے نمائندے موجود تھے۔ اس کے علاوہ نیشنل نیوز ایجنسی کے نمائندے بھی شامل تھے۔ لوکل لیول پر دو ٹی وی چینل، دو ریڈیو سٹیشن، دو پرنٹ میڈیا اور ایک اخبار کے نمائندے شامل تھے۔ مجموعی طور پر جرمنی میں جلسہ سالانہ کے تینوں دنوں کی کوریج ہوئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق چار ٹی وی چینلز، دو ریڈیو چینل اور چھیالیس اخبارات اور دیگر میڈیا کے ذریعہ چھ کروڑ اٹھائیس لاکھ ستاون ہزار افراد تک پیغام پہنچا ہے۔ اس کے علاوہ بھی مزید آرٹیکلز آ رہے ہیں۔

میڈیا کوریج جلسہ سالانہ بیلجیم۔ یہاں بھی بعض تاثرات تھے جو صحیح طرح ابھی اکٹھے نہیں کئے جا سکے۔ بعد میں ماجد صاحب کی رپورٹ میں آ جائیں گے۔ لیکن بہرحال جو میڈیا کوریج ہے بیلجین ٹی وی چینل اور تین اخبارات میں خبریں شائع ہوئیں جن کے ذریعہ دو ملین افراد تک پیغام پہنچا۔ بیلجین ٹی وی اور اخباروں میں جلسہ کے حوالے سے خبریں نشر ہوئیں تو دِلبیک جہاں جلسہ ہو رہا تھا۔ چھوٹا تو نہیں ایک درمیانہ قصبہ ہے چھیالیس ہزار آبادی ہے اس کی۔ بلکہ اب تو شہر بن رہا ہے۔ اس میں پچھلے دس بارہ سالوں میں کافی وسعت ہو گئی ہے۔ بعض لوگوں نے فون کر کے حیرت کا اظہار کیا کہ دلبیک میں چار ہزار مسلمان جمع ہوئے اور ہمیں پتہ ہی نہیں چلا۔ ان کے نزدیک چار ہزار مسلمان جہاں اکٹھے ہو جائیں تو وہاں ضرور فتنہ اور فساد ہونا چاہئے تھا یا ہنگامہ ہونا چاہئے تھا۔ لیکن کہتے ہیں کہ چار ہزار مسلمان جمع ہوئے اور ہمیں پتہ نہیں چلا۔ ہمیں اس اجتماع سے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور نہ ہی کسی قسم کا شور ہم نے سنا۔

پھر ایم ٹی اے افریقہ کے ذریعہ افریقہ کے جو مختلف ممالک ہیں ان کے ٹی وی چینلز نے پروگرام دیئے۔ ریویو آف ریلیجنز نے آن لائن ایک نیا پروگرام شروع کیا ہوا ہے اس کے ذریعہ سے تقریباً دو ملین (1.98 ملین) لوگوں تک جلسہ کی کارروائی پہنچی۔ لوگوں کے تو تاثرات بے شمار ہیں۔ اخبار اور میڈیا کی خبروں کی تفصیلیں بھی ایسی ہیں جن سے اسلام کی حقیقی تصویر دنیا کے سامنے پیش ہوتی ہے اور دنیا کو پتہ چل رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جلسوں کے دیرپا اور نیک اثرات قائم فرماتا چلا جائے۔

نماز کے بعد مَیں کچھ جنازے غائب پڑھاؤں گا۔

پہلا جنازہ جو ہے وہ سید حسنات احمد صاحب (کینیڈا) کا ہے۔ 27/اگست کو 92 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ڈاکٹر سید شفیع احمد صاحب محقق دہلوی اور سیدہ قریشہ طاہر صاحبہ المعروف بیگم شفیع کے بیٹے تھے۔ سلسلہ کا درد رکھنے والے نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ آپ ان ابتدائی لوگوں میں سے تھے جو ستّر کی دہائی میں کینیڈا آئے۔ جنہوں نے کینیڈین میڈیا میں اور وفاقی، صوبائی اور مقامی سطح پر جماعت کو متعارف کروایا۔ پاکستان میں احمدیوں پر مظالم کے خلاف آواز بلند کی اور تمام اقلیتوں کے حقوق کے لئے تادم آخر کوشاں رہے۔ آپ ہیومن رائٹس اینڈ ریس ریلیشن سینٹر کے بانی تھے۔ نیو کینیڈا اخبار کے پبلشر اور چیف ایڈیٹر تھے۔ متعدد کتب کے مصنف تھے۔ 1982ء میں آپ نے کینیڈین ٹی وی راجرز چینل پر بغیر اجرت جماعت کے پروگرام پیش کرنے کا سلسلہ شروع کیا اور دنیا بھر میں سب سے پہلی دفعہ 12/دسمبر 1982ء کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلفاء کی تصاویر اور اسلام اور احمدیت کے پروگرام کینیڈین ٹی وی پر پیش کرنے کی توفیق پائی۔ 86-85ء میں احمدیہ گزٹ کینیڈا کے ایڈیٹر رہے۔ انسانی حقوق کی خدمات کے طور پر حکومت کینیڈا نے ان کے نام کا ڈاک ٹکٹ مع تصویر جاری کیا۔ حکومت کینیڈا اور مختلف تنظیموں نے انہیں بہت سے انعامات اعزازات اور ایوارڈز دیئے۔ کینیڈا کی جماعت میں تین مرتبہ نیشنل سیکرٹری امور خارجہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ 1988ء میں آپ نے کینیڈا میں پناہ لینے والے احمدیوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے ایک پندرہ روزہ اخبار نیو کینیڈا اشائع کرنا شروع کیا جس کے اداریوں کے ذریعہ حکومت سے کینیڈا میں نئے آنے والوں کے حقوق منوانے کی توفیق پاتے رہے۔ اس اخبار میں احمدیت کے عقائد اور احمدیوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے ایک نڈر صحافی کا کردار ادا کیا۔ اسی طرح انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا تعارف بھی لکھا اور اس کو compile کیا وہ بھی ان کی ایک بہت علمی کاوش ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے مغفرت کا سلوک اور رحم کا سلوک فرمائے۔

دوسرا جنازہ مبارکہ شوکت صاحبہ کا ہے جو حافظ قدرت اللہ صاحب سابق مبلغ ہالینڈ اور انڈونیشیا کی اہلیہ تھیں۔ 8/ستمبر کو 94 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ محترم بابو عبداللطیف صاحب کی بیٹی تھیں۔ ان کی شادی 1940ء میں حافظ قدرت اللہ صاحب کے ساتھ ہوئی جو واقف زندگی اور سلسلہ کے ابتدائی مبلغین میں سے تھے۔ ان کا یہ ساتھ 53 سال جاری رہا۔ تقریباً 20 سال کا عرصہ وہ ہے جبکہ حافظ صاحب کے میدان جہاد میں ہونے کی وجہ سے، تبلیغ کے میدان میں ہونے کی وجہ سے، ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کا فریضہ اکیلے ہی ادا کیا۔ پرانے مبلغین کی بیویوں نے بھی بڑی قربانیاں دی ہوئی ہیں۔ پندرہ بیس سال تک اپنے خاوندوں سے علیحدہ رہی ہیں۔ بہت نیک اور بزرگ دعا گو عبادت گزار خاتون تھیں۔ بچوں کو قرآن کریم پڑھانے والی، ضرورت مند کی ہر ممکن مدد کرنے والی مخلص خاتون تھیں۔ تہجد کا اہتمام کرنے والی، خدمت دین کے کاموں میں بھرپور شرکت کرنے والی، خلافت سے مضبوط اور اعلیٰ تعلق تھا۔ قتلان (Catalan) زبان میں جماعت کی طرف سے شائع ہونے والے ترجمہ قرآن کا سارا خرچ اپنی طرف سے، حافظ صاحب اور فیملی کی طرف سے پیش کرنے کی توفیق پائی۔ انڈونیشیا میں ایک مسجد کی تعمیر کا سارا خرچ بھی فیملی کی طرف سے ادا کرنے کی سعادت پائی۔

ان کے پسماندگان میں ایک بیٹا عزیز اللہ صاحب ہیں۔ تین بیٹیاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق دے۔ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ یہ عطاء المجیب راشد صاحب کی ممانی تھیں۔

اور تیسرا جنازہ چوہدری خالد سیف اللہ صاحب نائب امیر جماعت آسٹریلیا کا ہے جو 16/ستمبر کو 87 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے دادا چوہدری محمد خان صاحب نمبردار موضع گل منج ضلع گورداسپور کے ذریعہ آئی جنہوں نے 1890ء میں نوجوانی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ چوہدری محمد خان صاحب کو یہ اعزاز بھی حاصل تھا کہ آپ کو احمدیت کا پیغام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود ذاتی طور پر دیا تھا۔ یہ قادیان گئے۔ وہاں نماز عصر کا وقت جا رہا تھا تو انہوں نے کہا کہ نماز پڑھ لیتے ہیں۔ مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنے کے لئے گئے تو وہاں نماز ختم ہو چکی تھی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام باہر آ رہے تھے۔ سلام کیا۔ یہ لوگ نماز پڑھنے لگ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام وہیں بیٹھ گئے اور جب انہوں نے نماز پڑھ لی تو ان کو پوچھا کہ آپ لوگوں کو میرا پیغام پہنچا ہے۔ انہوں نے کہا نہیں۔ کوئی اعلان وغیرہ نہیں پہنچا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کو اپنے ساتھ کمرے میں لے گئے۔ کہتے ہیں وہاں الماری میں لٹریچر پڑا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا تمہارے گاؤں میں جتنے پڑھے لکھے لوگ ہیں ان کے لئے لے جاؤ۔ تو یہ کہتے ہیں کہ پڑھے لکھے لوگ تو تین چار تھے میں نے چودہ پندرہ کی تعداد میں وہ لٹریچر اٹھا لیا۔ جو آپ کے دعوے کا بھی اعلان تھا میں لے گیا۔ اس کے بعد اس کو پڑھا۔ اس سے بڑا متاثر ہوا۔ اور پھر سیکھواں گاؤں جو تھا وہاں کے حضرت میاں جمال دین صاحب اور حضرت میاں خیر دین صاحب رہا کرتے تھے وہ ان کے واقف تھے۔ تو یہ لوگ لٹریچر پڑھنے کے بعد ان کے پاس لے گئے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں ہم نے تو مان لیا ہے تم لوگ قبول کر لو۔ چنانچہ چوہدری محمد خان صاحب سیکھواں سے سیدھے قادیان چلے گئے۔ قادیان پہنچ کر آپ نے بیعت کی درخواست کی جو منظور ہوئی اور اس طرح پھر بیعت کر کے آپ جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ بیعت کے بعد کہتے ہیں کہ ایک روز چوہدری محمد خان صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاؤں دبا رہے تھے تو انہوں نے جھجکتے ہوئے عرض کیا کہ حضور مجھے کوئی وظیفہ بتائیں جس سے میری دین و دنیا سنور جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارا وظیفہ یہی ہے کہ نماز سنوار کر ادا کیا کرو۔ استغفار کثرت سے پڑھا کرو۔ بعد میں پھر ایک مرتبہ اسی طرح پاؤں دباتے ہوئے آپ نے دوبارہ عرض کیا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ استغفار اور درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔ چنانچہ آپ عمر بھر اس پر عمل پیرا رہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے بھی یہ روایت لکھی ہوئی ہے۔

یہ پہلی باتیں تو ان کے دادا کی بتائی تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے تھیں۔ مکرم چوہدری خالد سیف اللہ صاحب کے بارے میں یہ ہے کہ اپنی ملازمت کے سلسلہ میں جہاں بھی رہے جماعتی خدمات بجا لاتے رہے جن میں یہ صدر ممبر سٹینڈنگ کمیٹی برائے صد سالہ جوبلی بھی رہے ہیں۔ خدام الاحمدیہ کی مرکزی شوریٰ کی دستور کمیٹی کے صدر بھی رہے۔ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ فیصل آباد بھی رہے۔ فنانشل سیکرٹری مرکزی احمدیہ انجنیئرنگ ایسوسی ایشن بھی رہے۔ صدر حلقہ سول لائن لاہور اور تربیلا بھی رہے۔ بن غازی لیبیا کے امیر جماعت بھی رہے۔ انصار اللہ آسٹریلیا کے صدر بھی رہے۔ نائب امیر جماعت احمدیہ آسٹریلیا بھی رہے اور محمود بنگالی صاحب کی وفات کے بعد کچھ عرصہ کے لئے ان کو قائمقام امیر جماعت آسٹریلیا بھی مَیں نے مقرر کیا تھا۔ اس کی بھی انہوں نے بڑے احسن رنگ میں خدمت کی توفیق پائی۔ خلافت سے ان کا غیر معمولی وفا اور اطاعت کا تعلق تھا۔ بیشمار اَور بھی ان کی خدمات ہیں بہرحال بھرپور زندگی انہوں نے گزاری۔ بڑے علمی آدمی تھے۔ جماعت کے جرائد اور رسائل میں ان کے مضامین بھی چھپتے رہے ہیں۔ لیکن انتہائی سادہ مزاج تھے۔ ہر وقت مسکراتے رہنے والے صلح جو انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ مغفرت کا سلوک فرمائے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ اور آپ کے بڑے بیٹے محمد عمر خالد صاحب تو یہیں یُوکے میں ہی ہیں، مارڈن کے صدر حلقہ ہیں۔ چھوٹے بیٹے احمد عمر خالد آسٹریلیا میں نیشنل سیکرٹری وقف جدید کے طور پر خدمت بجا لا رہے ہیں۔ باقی ان کی بیٹیاں بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی سب اولاد کو ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆...☆...☆

جماعت احمدیہ مُسلمہ عالمگیر کی

خدمت دین وخدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں

عظیم الشان اور روز افزوں ترقیات اور الٰہی نصرت وتائید کے روشن نشانات سے معمور

خلافت خامسہ کے مبارک دَور کے پندرہ سال

(چند جھلکیاں اعداد و شمار کے آئینہ میں)

فضل الرحمان ناصر۔ استاذ جامعہ احمدیہ یُوکے + اویس احمد نصیر۔ مربی سلسلہ

قسط نمبر 4

ایم ٹی اے انٹرنیشنل

خداتعالیٰ نے اپنے پیارے امام مہدی علیہ السلام کو اصلاح خلق اللہ کے لئے مبعوث فرمایا تو ساتھ ہی اس فرستادہ کے مشن کی تکمیل کی ذمہ داری اپنے ذمّہ لیتے ہوئے فرمایا کہ ”مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔“ باوجود بے انتہا رکاوٹوں کے اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے مختلف راہیں کھولتا جا رہا ہے اور انہی اسباب میں دوسری صدی کے آغاز پر خلافت رابعہ کے بابرکت دور میں غیر معمولی حالت میں ایم ٹی اے جیسی نعمت عظمیٰ کا افتتاح ہوا۔

پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی جہاں اور بے شمار فتوحات کے نئے سے نئے در کھلنے لگے، ایم ٹی اے بھی نہایت سرعت سے اور حیرت انگیز رفتار سے ترقیات کی بلند ترین منازل پھلانگنے لگا۔ یہ ایم ٹی اے ہے جس نے 22 اپریل 2003ء سے ایک کلی کو پھول اور ایک ہلال کو بدر بنتے ہوئے لحہ لحہ کا منظر محفوظ کیا ہے۔ جس نے ایک کم گو اور شرم و حیا کے پیکر کی زبان سے حکمت اور معرفت کے چشمے سمیٹے ہیں۔ جس نے جانشین مسیح موعود کو بادشاہوں اور سربراہان مملکت کو پیغام حق سناتے ہوئے دکھایا ہے۔ جس نے اس سیاح شہزادے کو یورپ، افریقہ، کینیڈا اور ایشیا کی سرزمین پر اترتے، محبت اور امن کا تحفہ عطا کرتے ہوئے دکھایا ہے۔ جس نے دھیمے سروں میں رواں دریا کو تیز آبشار میں ڈھلتے دکھایا ہے۔ یہ ایم ٹی اے ہے جس نے حضور کو دورہ افریقہ کے دوران کچی سڑکوں پر دھول اڑاتی گاڑیوں کے قافلہ میں محوسفر دکھایا، جس نے حضور کو افریقہ کے دور دراز علاقوں میں مساجد اور سکولوں کا سنگ بنیاد رکھتے اور افتتاح کرتے دکھایا۔ جس نے عشاقان خلافت کو حضور سے مصافحہ کرتے اور بغل گیر ہوتے ہوئے دکھایا۔ جس نے اجلے افریقیوں کو سفید براق لباس میں ملبوس اپنے امام کا بیتابانہ اور والہانہ استقبال کرتے ہوئے اور 'اِنِّیْ مَعَكَ یَامَسْرُوْر' کی لَے کے ساتھ پاکیزہ نغمات الاپتے دکھایا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی وفات اور خلافتِ خامسہ کے انتخاب پر دنیا کے تمام احمدیوں تک اطلاعات کی رسائی پر کارکنان ایم ٹی اے کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:

”مَیں جماعت انگلستان اور یہاں کے مخلصین کی غیر معمولی خدمات پر ان کا دلی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اس پیاری جماعت نے خلیفۃ المسیح الرابع کی ہجرت کے دوران بے انتہا خدمت کی توفیق پائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہترین جزا دے۔ جہاں تک میرا علم ہے حضور بھی آپ سے خوش ہی گئے ہیں۔ الحمدللہ۔ پھر حضور کی وفات پر جس نظم وضبط اور جس وفا اور اخلاص اور منجھے ہوئے کارکنان کی طرح تمام عہدیداران اور کارکنان نے حالات کو سنبھالا اور اندازہ سے کئی گنا زیادہ مہمان آنے پر ان کو خوشی سے ہر سہولت جو اس موقع کی مناسبت سے دی جا سکتی تھی دی۔ یہ کوئی چھوٹی چیز نہیں، کم حیرت کی چیز نہیں۔ واقعی حیرت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی اس فدائی جماعت پر، اس کے کاموں پر۔ بہرحال جب نیت نیک ہو تو الٰہی تائیدات بھی شاملِ حال ہوتی ہیں۔ اور ہر کارکن نے اس دوران میں الٰہی تائیدات کے نظارے بھی دیکھے، الحمدللہ۔

اب کثرت سے لوگوں کے خطوط آرہے ہیں کہ سارے منظم انتظام کا ہماری طرف سے جماعت انگلستان کو اور ایم ٹی اے کو شکریہ ادا کریں۔ جو لوگ یہاں نہیں آسکے انہوں نے جس تفصیل سے ایم ٹی اے کے ذریعہ اپنے دلوں کی تسکین کے سامان پائے اس پر دنیا میں کروڑوں احمدی ایم ٹی اے کے کارکنان کے ممنون احسان ہیں کہ انہوں نے نہ آنے والے مجبوروں کو بھی تشنہ نہیں رہنے دیا۔ میری اطلاع کے مطابق جو مجھے پتہ چلا ہے کہ بعض کارکنان مسلسل 48 گھنٹے تک ڈیوٹی دیتے رہے اور پھر تھوڑا سا آرام کرتے تھے۔ یہ سب یقیناً ہماری دعاؤں کے مستحق ہیں۔ تمام جماعت کو ان تمام کارکنان کے لئے جنہوں نے انتظامی لحاظ سے خدمت کی یا ایم ٹی اے میں خدمات سرانجام دیں، دعا کی خصوصی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزا دے اور آئندہ بھی اسی وفا اور اخلاص کے ساتھ اسی طرح قربانیاں دیتے ہوئے یہ کام کرتے چلے جائیں۔ آمین

(خطبہ جمعہ 9 مئی 2003ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 27 جون 2003ء)

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی دس سالہ تقریب

2004ء میں مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کی نہایت کامیاب موثر اور مفید کارکردگی کے دس سال پورے ہونے کی خوشی میں جماعت احمدیہ انگلستان نے ایم ٹی اے کے کارکنان اور جماعت کے عہدیداران اور معززین کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی۔ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کی دس سالہ تقریب مسجد بیت الفتوح سے ملحق ”طاہر ہال“ میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب کو ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی شرکت سے چار چاند لگ گئے۔ دس سال کامیابیوں اور ترقیات کی تصویری جھلکیاں مختصر اور محدود وقت میں پیش کرنا تو ممکن نہ تھا۔ تاہم پروگرام کو دلچسپ بنانے کے لئے بعض ایسے مناظر کی جھلکیاں بھی دکھائی گئیں جو ایم ٹی اے کے ابتدائی کارکنوں کی ناتجربہ کاری اور بے ساختگی کی وجہ سے مزاح اور لطائف کا رنگ لئے ہوئے تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب ہمارے مخالفین بھی اس عظیم الشان منصوبے کی ہمہ گیری اور افادیت کی وجہ سے یہ کہنے اور ماننے پر مجبور ہیں کہ ان کا مقابلہ کرنا مشکل ہے۔ اور آپس میں یہ کہتے ہوئے بھی سنے جاتے ہیں کہ اب ہم ان کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں۔ ان کے تو دو خلیفے ہوگئے ہیں۔ جانے والے کے خطابات، خطبات اور مجالس سوال و جواب بھی برابر آرہی ہیں۔ اور نئے خلیفہ کے خطبات و ہدایات کا سلسلہ بھی اپنے روایتی طریق پر جاری ہو چکا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایم ٹی اے کے رضا کاروں کی دس سال کے لمبے عرصہ میں شاندار رضا کارانہ خدمات کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگوں کو اس امر کا اندازہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ان رضا کاروں نے جن میں جماعت کے مرد، عورتیں، چھوٹے، بڑے سب شامل ہیں کس طرح روزانہ اپنے وقت کی قربانی پیش کی اور کسی کو یہ پتہ تک نہیں چلنے دیا کہ یہ کام باقاعدہ تربیت یافتہ لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بعض دفعہ مجھے یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ ایم ٹی اے کے لئے باقاعدہ تنخواہ دار کام کرنے والے رکھ لیے جائیں۔ مگر مَیں ان سے یہ کہتا ہوں کہ ہمارے رضا کاروں نے جس طرح بے نفسی اور خلوص سے کام کیا ہے اس طرح کوئی تنخواہ پانے والا کارکن کام نہیں کر سکتا اور یہ بھی کہ مجھے ہرگز یہ اندیشہ نہیں ہے کہ یہ لوگ کام کرتے کرتے تھک جائیں گے۔ اور میں ان کو ثواب سے محروم نہیں کرنا چاہتا جو یہ گزشتہ دس سال سے حاصل کر رہے ہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 13 فروری 2004ء)

قادیان سے امام وقت کا دنیا سے مخاطب ہونا

16 دسمبر 2005ء کو ایم ٹی اے کی تاریخ میں قادیان سے پیش کی جانے والی پہلی براہ راست نشریات حضور انور کا خطبہ جمعہ تھا۔ اس موقع پر حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

”آج محض اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے، اس کی دی ہوئی توفیق سے میں اس بستی سے، حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی اس بستی سے، حضرت مسیح موعودؑ کے خلیفہ اور نمائندہ کے طور پر مخاطب ہوں۔ آج کا دن میرے لئے اور جماعت کے لئے دو لحاظ سے اہم ہے۔ ایک تو میرا حضرت مسیح موعودؑ کی اس خوبصورت اور روحانیت سے پُر بستی میں خلیفۃ المسیح کی حیثیت سے پہلی دفعہ آنا۔ اور دوسرے جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے یہ ایک عجیب خوشی اور روحانی سرور کا موقع ہے کہ آج حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام ایک اَور نئی شان کے ساتھ پورا ہو رہا ہے۔ گو کہ یہ الہام مختلف پہلوؤں سے بڑی شان کے ساتھ کئی دفعہ پورا ہو چکا ہے۔ لیکن آج یہاں اس بستی سے اللہ تعالیٰ نے اس کو پورا کرنے کا، اس وعدے کو پورا کرنے کا نشان دکھایا ہے۔ آج یہاں سے پہلی دفعہ ایم ٹی اے کے ذریعے حضرت مسیح موعود کا پیغام براہ راست دنیا کے کونے کونے تک پہنچ رہا ہے۔ یہ ایم ٹی اے بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہوئے اور فضل فرماتے ہوئے ایک انعام کے طور پر جماعت کو عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضرت مسیح موعودؑ سے کئے گئے وعدوں کا یہ ایک عظیم الشان ثمر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو ہمیشہ حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کو بڑی شان کے ساتھ دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کا ذریعہ بناتا رہے۔ ہمارا کام ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ خالصتاً اللہ کے ہوتے ہوئے دعاؤں اور استغفار کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کے اس پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کی کوشش کرتے رہیں۔“

(خطبہ جمعہ 16 دسمبر 2005ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 6 جنوری 2006ء)

دنیا کے آخری کنارے سے

28 اپریل 2006ء کو حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے دنیا کے آخری کنارے یعنی فجی سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا۔

”اللہ تعالیٰ کا یہ شکر و احسان ہے کہ آج مجھے دنیا کے اس خطے اور ملک سے بھی براہ راست خطبہ دینے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔ دنیا کا یہ حصہ دنیا کا آخری کنارہ کہلاتا ہے، یہ سب جانتے ہیں۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت مسیح موعودؑ سے کئے گئے وعدے کا ایک اَور طرح سے نظارہ کروا رہا ہے۔ ایک تو وہ نظارے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں دکھائے اور دکھا رہا ہے کہ دنیا کے کناروں تک آپ کی تبلیغ اور آپ کا پیغام ہم ایم ٹی اے کے ذریعہ سے پہنچتے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ اور 2005ء کے جلسہ قادیان اور اس سال کے شروع میں دو خطبات جمعہ اور ایک خطبہ عیدالاضحیٰ بھی قادیان سے براہ راست نشر

ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وہاں سے خطبات دینے کی توفیق دی جو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جیسا کہ میں نے کہا دنیا کے کناروں تک پہنچے۔ اور آج جیسا کہ میں نے کہا فجی کے اس شہر سے جو (فجی کا ہی) ایک دوسرا شہر ہے اور دنیا کا آخری کنارہ ہے یہ خطبہ دے رہا ہوں۔ تو ایک لحاظ سے ہم یہی سمجھتے ہیں کہ دنیا کے آخری کنارے سے حضرت مسیح موعود کا پیغام دنیا کے باقی حصوں میں پہنچانے کا سامان اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ اللہ کرے کہ یہ کوشش جو ہم براہ راست خطبہ نشر کرنے کے لئے کر رہے ہیں، کامیاب بھی ہو اور یوں ہم اس پیشگوئی کو اس طرح بھی پورا ہوتے دیکھیں کہ پہلے یہ پیغام دنیا کے ان کناروں تک پہنچا اور اب دنیا کے کنارے سے پھر تمام دنیا میں پھیل رہا ہے۔"

(خطبہ جمعہ 28 اپریل 2006ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 19 مئی 2006ء)

ایم ٹی اے کے پچیس سال

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 15 مئی 2017ء کو ازراہ شفقت اس خصوصی تقریب میں شرکت فرمائی جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پچیس سال مکمل ہونے پر طاہر ہال (مسجد بیت الفتوح مورڈن) میں منعقد ہوئی۔ اس تقریب سے خطاب کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسلم ٹیلی وژن احمدیہ انٹرنیشنل کے اجراء نیز اس کی مسلسل ترقیات کے حوالہ سے مختصراً روشنی ڈالی۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کا آغاز حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اس الہام کی صداقت کا واضح ثبوت ہے کہ مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

حضور انور نے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے مختلف چینلز کے اجراء کے حوالہ سے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے کا قدم ہمیشہ آگے کی طرف گامزن رہا ہے اور آج دنیا بھر میں اس کے کئی سٹوڈیوز موجود ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ یہ ترقیات محض خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے ہی ممکن ہوئی ہیں۔ حضور انور نے ایم ٹی اے کے پروگراموں کی دیگر چینلز کے پروگراموں کے مقابلہ میں بعض امتیازی خصوصیات کا بھی ذکر فرمایا اور بتایا کہ کس طرح ایم ٹی اے کے پروگرام معاشرہ میں امن اور اخلاقیات کے حوالہ سے مثبت کردار ادا کر رہے ہیں۔ ایم ٹی اے کے آغاز کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ سب سے پہلے ہفتہ وار خطبہ جمعہ سے اس چینل کا آغاز ہوا تھا جو براہ راست نشر کیا جاتا تھا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد روزانہ سروس شروع کی گئی اور آج کئی زبانوں میں اس کی نشریات دنیا بھر میں پیش کی جاتی ہیں۔ چنانچہ جہاں پہلے ایک ہی چینل تھا وہاں آج تین چینلز سرگرم عمل ہیں۔ یعنی MTA2 (جو 2004ء میں قائم ہوا اور) براعظم یورپ کی مختلف زبانوں کو cover کر رہا ہے، MTA 3 Al-Arabia (جو 2007ء میں قائم ہوا اور) عرب دنیا میں نشریات پہنچا رہا ہے، نیز MTA Africa (جو 2016ء میں قائم ہوا اور) براعظم افریقہ میں نشریات پہنچا رہا ہے۔

حضور انور نے اپنے خطاب کے اختتام سے قبل فرمایا کہ ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پچیس سال مکمل ہونے پر میں دعا کرتا ہوں کہ یہ اسی طرح ترقی کی منازل طے کرتا چلا جائے اور زمین کے کناروں تک حضرت مسیح موعودؑ کی دعوت کو پہنچانے کا اپنا مقصد جلد حاصل کر لے۔ ہمیں اپنا قدم ایک عزم اور اخلاص کے ساتھ آگے بڑھاتے چلے جانے کی کوشش کرنی چاہئے کیونکہ یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ خالق کے ساتھ اس کی مخلوق کا تعلق پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

(الفضل انٹرنیشنل 23 جون 2017ء)

خلافت خامسہ میں MTA انٹرنیشنل کی منزل بہ منزل ترقیات

23 جون 2003ء ۔ ایشیا اور آسٹریلیا کے لئے ایشیا سیٹ 3 پر نئی سروس کا آغاز کیا گیا جس کے ذریعے اب فجی بھی ایم ٹی اے کی نشریات کی دسترس میں شامل ہو گیا اور مسیح موعودؑ کا پیغام حق حقیقی اور معنوی لحاظ سے دنیا کے کنارے (ڈیٹ لائن) تک پہنچ گیا۔

اکتوبر 2003ء ۔ خلافت خامسہ کے اس تاریخ ساز دور کا ایک اور اہم واقعہ جب مسجد بیت الفتوح لندن کا افتتاح ہوا جس کے ساتھ ہی حضور انور کی دعاؤں اور رہنمائی کے طفیل بیت الفتوح میں ایم ٹی اے کی ٹرانسمیشن کی نئی سہولت کا آغاز بھی ہوا اور وہاں پروڈکشن کی جدید ترین سہولتیں بھی مہیا ہو گئیں۔ اس طرح بیت الفتوح سے مسجد فضل لندن تک ٹرانسمشن کا مستقل انتظام اللہ تعالیٰ نے عطا فرما دیا۔ جس کے ذریعہ 24 گھنٹے کسی بھی وقت وہاں سے بھی براہ راست پروگرام نشر کئے جاسکتے ہیں۔

مارچ 2004ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مغربی افریقہ کا دورہ کیا اور ایم ٹی اے نے پہلی مرتبہ افریقہ کی سرزمین گھانا کے جلسہ سالانہ پر حضور انور کے خطابات براہ راست نشر کئے۔

23 اپریل 2004ء کو یورپ کے ناظرین کی سہولت کے لئے ایم ٹی اے کے دوسرے چینل **ایم ٹی اے الثانیہ** کی سروس کا آغاز کیا گیا۔

مارچ 2005ء میں حضور انور مشرقی افریقہ کے دورے پر تشریف لے گئے اور تنزانیہ سے پہلی مرتبہ براہ راست نشریات پیش کی گئیں۔

نومبر 2005ء میں جلسہ سالانہ ماریشس سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات براہ راست نشر کئے گئے۔

اس انقلاب آفریں دور کی عالمگیر عظمت کا ایک اور عالمی رنگ دنیا نے اس وقت مشاہدہ کیا جب **دسمبر 2005ء** میں حضور انور جماعت کے دائمی مرکز قادیان دارالامان تشریف لے گئے اور حضور انور کی لحہ لحہ کی مصروفیات کی Coverage کی توفیق ایم ٹی اے کو ملی۔

16 دسمبر 2005ء کو ایم ٹی اے کی تاریخ میں قادیان سے پیش کی جانے والی پہلی براہ راست نشریات حضور انور کا خطبہ جمعہ تھا۔ حضور انور کے قادیان میں ورود مسعود سے لے کر حضور کے تمام خطبات جمعہ اور خطبہ عید الاضحیٰ کے علاوہ جلسہ قادیان کی مکمل Coverage بھی براہ راست نشر کی گئی۔

2006ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مشرق بعید تشریف لے گئے جہاں حضور انور نے سنگاپور، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، فجی اور جاپان کے جلسہ ہائے سالانہ کو اپنے مبارک وجود سے معطر کیا اور ان تمام ممالک سے پہلی مرتبہ ایم ٹی اے پر لائیو نشریات حضور انور کے خطابات کی صورت میں پیش کی گئیں۔

23 مارچ 2006ء وہ دن تھا جب حضور انور کی زیر ہدایت و نگرانی تیزی سے بدلتی ہوئی براڈ کاسٹ ٹیکنالوجی کے شانہ بشانہ رہتے ہوئے MTA کے Analogue ٹرانسمٹ سسٹم کو ڈیجیٹل کمپیوٹرائزڈ Server سسٹم میں بدل دیا گیا تو خدا کے فضل سے MTA کا براڈ کاسٹ سسٹم دنیا کے ماڈرن ترین سسٹمز میں شمار ہونے لگا اور آئندہ آنے والی High Defination ٹیکنالوجی سے بھی Compatible ہے۔

15 جولائی 2006ء کو انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے کے باقاعدہ ٹیلیوژن چینل کا آغاز کیا گیا اور ایم ٹی اے اُولیٰ کی نشریات انٹرنیٹ پر فُل ٹائم سروس کے طور پر ڈال دی گئیں، لہٰذا دنیا بھر میں اگر کہیں سیٹلائٹ ڈش نہ بھی ہو تو ایم ٹی اے دیکھا جاسکتا ہے۔

23 مارچ 2007ء وہ تاریخی دن تھا جب دنیائے عرب کے لئے عربی زبان میں فُل ٹائم چینل **ایم ٹی اے الثالثہ العربیہ** کی سروس کا انعقاد ہوا جو Nile Sat پر شروع کیا گیا۔

15 جون 2007ء کو ایم ٹی اے العربیۃ کی نشریات کو بھی انٹرنیٹ پر باقاعدہ ٹی وی چینل کے طور پر شروع کر دیا گیا۔

20 جولائی 2009ء کو انٹرنیٹ پر ایم ٹی اے کے دوسرے آڈیو چینل کی سروس کا آغاز ہوا جس پر ناظرین تمام پروگرام انگریزی زبان میں بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

10 دسمبر 2007ء کو بیت الفتوح لندن میں حضور نے خصوصی طور پر تعمیر شدہ ایم ٹی اے کے نئے کمپلیکس کا افتتاح فرمایا جو حضور انور ہی کی زیر نگرانی اور زیر ہدایت تیار کیا گیا تھا اور جو جدید ترین ٹیکنالوجی سے لیس ہر قسم کے براڈ کاسٹ کے سامان پر مشتمل ہے۔

8 جنوری 2008ء کو ایم ٹی اے العربیہ کی نشریات 'نائل سیٹ' سے بدل کر مقبول تر سیٹلائٹ 'عرب سیٹ' پر ڈال دی گئیں۔

29 فروری 2008ء کو امریکہ اور کینیڈا کے لئے بھی ایم ٹی اے 3 العربیۃ کی سروس AMC3 سیٹلائٹ پر شروع کر دی گئی۔

29 فروری 2008ء کو ہی امریکہ کے ویسٹ کوسٹ کے لئے ایم ٹی اے اولیٰ کے پروگراموں کو تین گھنٹے تاخیر سے نشر کرنے کے لئے "ایم ٹی اے اُولیٰ پَلَس 3" کا آغاز کر دیا گیا۔ نیز شمالی امریکہ کے لئے ایم ٹی اے 'اِنفوکاسٹ' چینل کا اجراء کیا گیا۔

4 مارچ 2008ء کو ایم ٹی اے العربیۃ کی نشریات کا SESAT سیٹلائٹ پر آغاز ہوا۔

8 مارچ 2008ء کو ایم ٹی اے العربیۃ کی نشریات کو عرب دنیا کے لئے وسیع تر کرنے کے لئے 'ہاٹ برڈ سیٹلائٹ' پر بھی متوازی سروس کے طور پر شروع کر دیا گیا۔

27 مئی 2008ء وہ تاریخی دن تھا جب خلافت احمدیہ صدسالہ جشن تشکر کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس نے 'ایکسل سنٹر' لندن سے تمام عالم کو صدسالہ خلافت جوبلی کا خطاب ارشاد فرمایا تو ربوہ اور قادیان میں منعقد ہونے والے اجتماعات کو بھی براہ راست نشریات میں شامل کیا گیا اور یوں تین مقامات سے بیک وقت نعرہ ہائے تکبیر اور غلام احمد کی جے کے فلک بوس اور پُرشگاف نعروں کی گونج تمام عالم میں سنائی دی گئی۔ خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضل اور حضور انور کی دعاؤں سے بیک وقت سہ طرفہ لائیو نشریات کا یہ پہلا تجربہ نہایت کامیاب رہا۔

(الفضل انٹرنیشنل 25 جولائی تا 7 اگست 2008)

2009ء ایم ٹی اے العربیہ 'ہاٹ برڈ' کے ساتھ ساتھ عرب دنیا میں دو انتہائی مقبول سیٹلائٹس اٹلانٹک برڈ 4 (Atlantic Bird 4) اور یورو برڈ 9 اے (Euro Bird 9A) پر شروع ہوا۔

ایم ٹی اے کا یُوٹیوب پر بھی ایک آفیشل چینل کے طور پر اجراء کیا گیا۔

(حضور انور کا دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2009ء)

2010ء کو ایم ٹی اے پر جو نئے پروگرام شروع ہوئے ان میں اردو میں راہِ ھدیٰ اور تاریخی حقائق، انگریزی میں Faith matters اور Real Talk، بنگلہ میں شوتیر شندھانے (Shotter Shondhane)۔ عربی زبان میں کبابیر سے سبیل الھدٰی، براہِ راست ہفتہ وار پروگرام ہے۔

(حضور انور کا دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2010ء)

2011ء میں بلیک بَری، آئی فون اور انڈرائیڈ فون پر ایم ٹی اے کا اجراء ہوا۔

(حضور انور کا دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2011)

2013ء میں ایم ٹی اے کی ترقیات کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

31 جولائی سے مارشل آئی لینڈ میں لوکل کیبل چینل پر ایم ٹی اے دکھایا جا رہا ہے۔ مارشل آئی لینڈ نارتھ پیسفک کا ایک ملک ہے۔ غانا کی نیشنل ٹی وی اتھارٹی "غانا براڈ کاسٹنگ کارپوریشن" کے ساتھ ایک معاہدہ ہوا ہے اس میں وہ ہمارے یہاں سے جو پروگرام تیار ہوں گے وہ وہاں دکھایا کریں گے۔ اور افریقہ کے بہت سارے ممالک جہاں ایم ٹی اے کا عموماً رُخ اور ہے، اور وہاں جو ایک سیٹلائٹ بہت زیادہ دیکھا جاتا ہے، تو گھانا اُس کو کور (cover) کر لے گا، گھانا کا جو نیشنل ٹیلی ویژن ہے وہ ہمارے پروگرام دکھایا کرے گا۔ press point، real talk، faith matters وغیرہ یہ وہاں دکھائے جائیں گے۔ اس سال یُوکے جلسہ کے لئے بھی انہوں نے ڈیڑھ گھنٹہ کا وقت دیا ہے جس میں جلسہ سالانہ کا تعارف وغیرہ دکھایا جائے گا۔ افریقن ممالک کے لئے اُس کی کافی بڑی کوریج ہے۔

(حضور انور کا دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2013)

23 مارچ 2014ء کو حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ایم ٹی اے پر عربی میں Live خطاب فرمایا۔

2015ء ۔ ملک مالی کے میڈیا گروپ Africable نے ٹی این ٹی سیٹ افریقہ (TNTSAT AFRICA) کے نام سے پچاس فری چینل پر مشتمل ایک سروس شروع کی ان فری چینلز میں ایم ٹی اے بھی شامل ہوا۔

(حضور انور کا دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2015ء)

یکم اگست 2016ء حضور انور نے ایم ٹی اے

قائم شدہ 1952ء

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

شریف جیولرز

میاں حنیف احمد کامران

ربوہ 0092 47 6212515

28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ

0044 203 609 4712

0044 740 592 9636

انٹرنیشنل افریقہ کا افتتاح فرمایا۔ماریشس میں ایم ٹی اے افریقہ کا پہلا سٹوڈیو مکمل ہوا۔

برکینافاسو میں امسال پہلے لوکل جماعتی ٹی وی چینل کا افتتاح ہوا۔اور 3 مارچ 2016ء کو لوکل ایم ٹی اے چینل کی ٹیسٹ ٹرانسمشن کا آغاز کیا اور 3 جولائی 2016ء کو اس ٹی وی چینل کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

(حضور انور کا دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2016ء)

15 مئی 2017ء کو ازراہ شفقت حضور انور ایدہ اللہ نے اس خصوصی تقریب میں شرکت فرمائی جو ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پچیس سال مکمل ہونے پر طاہر ہال (بیت الفتوح مورڈن) میں منعقد ہوئی۔

گھانا میں وہاب آدم سٹوڈیو کے نام سے ایک نیا اور جدید سٹوڈیو کمپلیکس قائم ہوا۔

2018ء اس وقت ایم ٹی اے کے 16 ڈیپارٹمنٹس کام کر رہے ہیں۔ایم ٹی اے کی نشریات پوری دنیا میں 12 سیٹلائیٹس کے ذریعہ دیکھی جا سکتی ہیں۔اس سال 5 سیٹلائٹس کی تجدید کی گئی اور ایک سیٹلائٹ کا معاہدہ کیا گیا۔

(حضور انور کا دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2018ء)

ایم ٹی اے انٹرنیشل کے ذریعہ

دعوت الی اللہ اور بیعتوں کے ایمان افروز واقعات

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

”حضرت مسیح موعودؑ کا الہام **وَسِّعْ مکانک** جماعت کے پھیلنے کے ساتھ ساتھ قادیان کی حدود سے نکل کر دنیا میں بھی اپنی صداقت کا نشان دکھا رہا ہے اور جوں جوں اللہ تعالیٰ تبلیغ میں وسعت پیدا کر رہا ہے،توں توں مکانیت میں بھی ہر جگہ وسعت پیدا ہوتی چلی جا رہی ہے۔مکانیت بھی وسعت پذیر ہے۔ بے شمار ایسی مثالیں ہیں...تبلیغ کے لحاظ سے ایم ٹی اے نے وسعت کے نئے دروازے کھولے ہیں۔“

(خطبہ جمعہ 12 جون 2009ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 23 جولائی 2009ء)

☆ گیمبیا سے ایک صاحب اپنی خواب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ایک رات جب وہ سو رہے تھے تو خواب میں انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ آئے اور ان کے ہاتھ کو مضبوطی سے پکڑ کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ خواب میں انہوں نے اس شخص کو نہیں پہچانا اور پھر خواب ہی میں وہ لوگوں سے پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہے؟ تو لوگ بتاتے ہیں کہ یہ جماعت احمدیہ کے امام ہیں اور پھر کہتے ہیں میری آنکھ کھل گئی۔ اگلی صبح یہ صاحب ہمارے مشن ہاؤس آئے اور ہمارے معلم کو خواب سنائی تو ہمارے معلم نے ایم ٹی اے لگایا ہوا تھا۔اس وقت میرا جمعہ کا خطبہ ایم ٹی اے پر چل رہا تھا۔تو کہتے ہیں مجھے دیکھنے کے بعد انہوں نے کہا کہ کل رات یہی شخص میری خواب میں آیا تھا اور پھر انہوں نے احمدیت قبول کرلی۔

(خطبہ جمعہ 12 ستمبر 2014ء، الفضل انٹرنیشنل 3 اکتوبر 2014ء)

☆ پھر شمس الدین صدیق صاحب ہیں کردستان کے۔ کہتے ہیں میں نے پچیس سال قبل خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چاند کے اندر بیٹھے ہوئے آسمان سے اترتے دیکھا تھا۔اب ایم ٹی اے دیکھ کر مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ کے چاند سے اترنے کی تعبیر یہی ایم ٹی اے ہے اور میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔

(خطبہ جمعہ 3 جون 2011ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 24 جون 2011ء)

☆ گیمبیا میں ماہ جون میں ایک احمدی دوست عبداللہ سیسے (Ceasay) صاحب ایک دور دراز گاؤں 'سارے وُڈ' گئے اور وہاں رات ایک گھر میں قیام کیا۔ رات کے وقت گھر کے افراد ایم ٹی اے دیکھ رہے تھے۔ ان کے پوچھنے پر گھر والوں نے بتایا کہ وہ یہ چینل عرصہ دراز سے دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے علاقے میں بجلی نہیں ہے لیکن صرف اس چینل کی خاطر ہم پٹرول خریدتے ہیں کیونکہ یہ چینل ہمیں اسلام کی تعلیم سکھاتا ہے۔ پھر انہوں نے بتایا کہ ایم ٹی اے کے ذریعہ اُن کو اسلام احمدیت کا پتہ لگا لیکن وہ اس جماعت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔اس پر ہمارے احمدی دوست نے اُس کی رہنمائی کی۔ چنانچہ اس طرح ایم ٹی اے کی برکات سے وہاں سترہ افراد نے احمدیت قبول کی۔

(دوسرے دن کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 31 اگست 2013ء بحوالہ روزنامہ الفضل 19 اپریل 2014ء)

☆ پھر ایک صاحب لکھتے ہیں کہ میری عمر 36 سال ہے۔ میرے ذہن میں کئی قسم کے سوالات وشبہات اُٹھتے تھے لیکن کہیں سے تسلی بخش جواب نہیں ملتا تھا۔ پھر اچانک ایک دن ایم ٹی اے مل گیا اور سارے مفاہیم حل ہو گئے۔ کہتے ہیں اس رات انہوں نے مجھے خواب میں دیکھا کہ ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور کہتے ہیں کہ آپ نے بڑی قوت سے اُس کی لگام تھامی ہوئی ہے، آپ کے پیچھے بہت سے نورانی لوگ ہیں اور آپ زمین اور آسمان کے درمیان گھوڑا اُڑا رہے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ جاگتا تھا یا سویا تھا، بہرحال میری آنکھ سوتے میں آپ کو دیکھ رہی تھی اور روح جاگتے میں آپ کو دیکھ رہی تھی۔ پھر اچانک میں نے خود سے گفتگو شروع کر دی اور کہا یہ تو کشف ہے۔ اس پر میں نے بیعت کا فیصلہ کیا۔ یہ ایم ٹی اے کی طرف ہی اشارہ تھا۔

(دوسرے دن کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 31 اگست 2013ء بحوالہ روزنامہ الفضل 19 اپریل 2014ء)

☆ فرانس کے امیر صاحب کہتے ہیں کہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ تعالیٰ نے جو ایم ٹی اے کے ذریعے سے دنیا سے رابطے کی سہولت مہیا فرمائی ہے اور جس طرح میرے خطبے ہر جگہ جاتے ہیں وہ غیر بھی سنتے ہیں۔ اس کے اثر کا ایک واقعہ امیر صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک دوست دانیال صاحب بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ بیعت سے پہلے وہ مایوٹے آئی لینڈ میں رہتے تھے جو کہ فرانس کا جزیرہ ہے۔ وہاں مایوٹے میں وہ جس مسجد جاتے تھے اس کے امام اکثر ایم ٹی اے پر میرا خطبہ جمعہ سنتے تھے۔ خطبے میں مَیں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں ذکر کیا تھا جس سے کہتے ہیں میں بہت متاثر ہوا۔ مسجد کے امام نے ہمیں جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا۔ وہاں کا امام شریف تھا۔ ذاتی غرض نہیں تھی۔ کہتے ہیں اس نے ہمیں کہا کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سیدھا راستہ دکھائے۔ ان باتوں کا کہتے ہیں مجھ پر بڑا اثر ہوا۔ اور امام صاحب نے ہمیں جماعت کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنے کو کہا۔ چنانچہ میں نے انٹرنیٹ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں معلومات اکٹھی کرنی شروع کیں تو فرنچ زبان میں بعض جماعتی ویڈیوز سامنے آگئیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بارے میں تھیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ کے بارہ میں جو خطبہ تھا اس کا یُوٹیوب پر فرنچ ترجمہ بھی مل گیا۔ چنانچہ کہتے ہیں اس کے بعد مَیں نے بیعت کرلی۔ امیر صاحب لکھتے ہیں کہ موصوف نے فرانس کے مبلغ انچارج کا مایوٹے میں اس امام کے ساتھ رابطہ کروایا ہے چنانچہ اس امام کو فرانس سے جماعتی کتب ارسال کی گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ امام بھی 70 افراد کے ساتھ بیعت کرکے جماعت میں داخل ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فضل کیا اور ہزاروں میل دور بیٹھے اس چھوٹے سے جزیرے میں خطبہ کے ذریعہ سے ہی تبلیغ کا یہ کام ہو گیا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا احسان ہے جو ہم پر ایم ٹی اے کے ذریعہ سے اس نے فرمایا ہوا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 اکتوبر 2017ء الفضل انٹرنیشنل 27 اکتوبر 2017ء)

☆ ایک ایرانی فیملی نے سویڈن میں ایم ٹی اے دیکھا تو بہت حیران ہوئے اور کہا کہ باقاعدگی سے بچوں کی کلاس ہم دیکھتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بچوں کی کلاس بعض لوگوں کو بڑی اچھی لگتی ہے۔ ایران سے ایک صاحب آئے تھے وہ مجھے بتا رہے تھے کہ ان کا ایک ایرانی دوست ہے وہ کہتا ہے کہ ہم بچوں کی کلاس دیکھتے ہیں اور ہمیں جو چیز اس میں عجیب لگتی ہے وہ یہ ہے کہ وہاں جو مولانا صاحب بچوں کے ساتھ بیٹھے ہوتے ہیں وہ ہنستے ہیں۔ اور ہمارے مولوی تو ہنستے ہی نہیں۔

(حضور انور کا دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2007ء)

☆ بینن سے ہمارے مبلغ لکھتے ہیں کہ اوجا (Oja) تبلیغ کرنے کے لئے گئے تو وہاں امام مہدی علیہ السلام اور خلافتِ احمدیت کی برکات کا ذکر کرتے ہوئے فولڈر جَآءَ الْمَسِیْح بھی دیا۔ اس فولڈر پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور میری تصویر تھی۔ وہ دیکھتے ہی امام بڑی تڑپ سے مقامی زبان میں کہنے لگا کہ یہ تو میرے دوست کی تصویر ہے۔ یہ تو میرے دوست کی تصویر ہے۔ امام صاحب نے صحن کے ساتھ ہی کمرے میں پڑے ٹی وی کو آن کیا جہاں ایم ٹی اے آ رہا تھا اور میری تصویر کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ یہ روز آ کر ہمیں سکھاتے ہیں۔ یہ میرے دوست ہیں۔ تم ان کا پیغام لائے ہو۔ اُنہیں کیسے ماننا ہے؟ چنانچہ بیعت فارم لے کر امام صاحب فیملی سمیت احمدی ہو گئے۔

(حضور انور کا دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء)

☆ پھر باسیلا ریجن بینن کے لوکل مشنری بتاتے ہیں کہ ایک علاقے کے گاؤں میں ”پاتا گو“ کے ایک ٹیچر کا فون آیا کہ آپ کا ایک فولڈر جَآءَ الْمَسِیْح ملا ہے اور میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ گاؤں دور تھا۔ بہرحال ہفتے کے اندر مقررہ وقت پر ہم وہاں پہنچ گئے۔ مختصر سے تعارف کے بعد اُس نے کہا کہ گزشتہ تین سال سے ایم ٹی اے چینل دیکھ رہا ہوں اور مَیں اس کوشش میں تھا کہ معلوم کروں کہ یہ لوگ کون ہیں جو دین کو اتنا صاف طور پر بیان کرتے ہیں اور تربیت کرتے ہیں۔ بالآخر آپ کے فولڈر سے آپ کا معلوم ہوا اور میں آپ لوگوں کے ساتھ شامل ہونا چاہتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے بیعت کرلی اور ہمارے تبلیغی دورہ جات میں جانے لگے۔ اللہ کے فضل سے انہی صاحب کے ذریعہ سے 123 نئے پھل عطا ہو چکے ہیں۔

(حضور انور کا دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء)

ایم ٹی اے کے ذریعہ نمایاں تبدیلیوں کے ایمان افروز واقعات

سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعض نمایاں تبدیلیاں بھی ایم ٹی اے کے ذریعہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ مجیب صاحب مبلغ باسا ریجن بینن لکھتے ہیں کہ ایک شہر کا مولوی عبدالکریم ایک مدرسے کا پڑھا ہوا ہے۔ یہ جماعت کا شدید مخالف تھا اور لوگوں کو بتاتا رہتا تھا کہ یہ جماعت کافر ہے۔ اب کچھ عرصے سے اس کی جماعت کے خلاف مخالفانہ سرگرمیاں بہت حد تک ختم ہو چکی تھیں اور کچھ عرصے سے کوئی شور شرابہ نہ سنا تھا۔ چنانچہ اُس سے ملنے گئے کہ خاموشی کی وجہ پوچھیں۔ اُس نے بتایا کہ وہ کوتونو (Kotono) گیا تھا وہاں کسی نے بتایا کہ ایم ٹی اے چینل پر عرب لوگ اسلام کی صحیح تعلیم پیش کرتے ہیں۔ واپس گھر آ کر انہوں نے اپنی ڈش لگائی اور تب سے باقاعدگی سے ایم ٹی اے دیکھ رہے ہیں۔ مزید کہتے ہیں کہ اُنہیں اُس وقت کا بہت افسوس ہے جب وہ جماعت کے مخالف تھے حالانکہ اسلام تو آپ لوگوں کے پاس ہے۔ آپ اسلام کی حقیقی تصویر پیش کر رہے ہیں۔ یہی مولوی صاحب جو پہلے ہمیں کافر کہتے تھے اب دعائیں دیتے رہے۔

(حضور انور کا دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء)

☆ گیمبیا کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے ایک دوست 'سامباباجا' صاحب نے اپنے گھر میں ایم ٹی اے کا انتظام کیا اور اُن کے ایک دوست اسومانا (Ansumana) صاحب اکثر ان کے گھر آ کر ایم ٹی اے دیکھتے تھے۔ اُنہی دوست کے ایک بھائی سوئٹزرلینڈ میں زیرِ حراست تھے اور رہائش کے سلسلے میں سخت قسم کی مشکلات کا سامنا تھا۔ ہر قسم کی امید کھو چکے تھے۔ سامباجا نے اپنے دوست کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے گھر میں ایم ٹی اے کے لئے ڈش لگوا لے۔ اسومانہ صاحب نے اپنے گھر میں ایم ٹی اے کے لئے ڈش لگوالی جس سے جماعت کے عقائد کے متعلق ان کے علم میں مزید اضافہ ہوا۔ ایم ٹی اے دیکھنے کے ساتھ انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ! اگر احمدیت سچی ہے تو میرے بھائی کو ڈیپورٹ (Deport) ہونے سے بچالے۔ رات کے وقت اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ انہوں نے میرے ساتھ ملاقات کی ہے اور ملاقات کے دوران وہ بہت خوفزدہ بھی ہیں تو مَیں نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور اُن سے کہا کہ وہ مادی چیزوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے پریشان ہیں۔ ان کو احمدیت قبول کرلینی چاہئے۔ اور اُن کو کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں۔ اللہ سب مشکلات کو حل کرنے والا ہے۔ اگلے ہی دن اُن کے بھائی کی سوئٹزرلینڈ کی عدالت میں سماعت تھی۔ عدالت نے اُن کو بری کر دیا اور سوئٹزرلینڈ میں مستقل رہائش کا اجازت نامہ جاری کر دیا۔ اس کے بعد اُنہوں نے کہا کہ احمدیت ایک

Morden Motor(UK)
Specialists in
Electrical & Mechanical
Repairs & Diagnostics, Servicing,
Tyres, Exhausts, Engines, Gear Box,
Breaks, MOT Failure work, A-C
All Makes & Models
Rear 22-26 Morden Hall Road,
Unit 2 Morden SM4 5JF
Contact: Nusrat Rai@ 07809119621
E: mordenmotor@yahoo.com

سچائی ہے۔ اب وہ اپنے دوستوں کو بھی ایم ٹی اے لگانے کا مشورہ دیتے ہیں۔

(حضورانور کا دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء)

☆ برکینا فاسو کے مبلغ واصف صاحب کہتے ہیں کہ اُنہوں نے ایک گاؤں ’زیلاسے‘ کے امام سے گاؤں کے بچوں کے لئے قرآن کلاس شروع کرنے کو کہا تو امام کی طرف سے کوئی خاص جواب نہ ملا۔ مربی صاحب کہتے ہیں کہ اُنہوں نے معلم صاحب کے ذریعہ متعدد دورہ جات کے دوران امام کی اس طرف توجہ مبذول کروائی مگر ہر دفعہ امام کی طرف سے کوئی نہ کوئی بہانہ سننے کو ملا۔ 2010ء سے جب اس گاؤں میں جماعتی طور پر ایم ٹی اے کے لئے ڈش لگائی گئی تو اس گاؤں کے احمدی ممبران کے ایمان میں کافی ترقی نظر آئی۔ چندہ جات اور اجلاسات میں شرکت بڑھ گئی۔ مربی صاحب کہتے ہیں کہ جب وہ دوبارہ معلم صاحب کے ساتھ اس جماعت کے دورہ پر گئے تو امام نے بغیر کسی یاددہانی کے قاعدہ یسرنا القرآن مانگے۔ جب مربی صاحب نے اُن سے پوچھا کہ اب کلاس شروع کرنے کی کیا وجہ ہے تو امام نے کہا کہ ہم ہر روز ایم ٹی اے پر خلیفۃ المسیح کی بچوں کے ساتھ کلاس دیکھتے ہیں۔ جب خلیفۃ المسیح خود چھوٹے چھوٹے بچوں کو قرآن اور دین کی باتیں سکھارہے ہیں تو میں کیوں پیچھے رہوں۔

(حضورانور کا دوسرے روز کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ برطانیہ 2011ء)

........................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

بقیہ رپورٹ: **حضورانور کا دورۂ جرمنی 2018ء**

........................از صفحہ نمبر 20

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

جلسہ میں شامل ہونے والوں کے دو طبقے ہیں یا دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں جلسہ کا جو انتظام ہے اس کے تحت ایک طبقہ ہے اور ایک وہ لوگ ہیں جو شامل ہونے کے لئے آرہے ہیں۔ بہرحال یہ دو قسم کے لوگ ہیں اور ان دونوں قسموں کے لوگوں میں یہ خصوصیات پیدا ہونی ضروری ہیں۔ نہ ہی وہ جو ڈیوٹیاں دے رہے ہیں ان باتوں سے بری ہوسکتے ہیں۔ جو کارکنان خدمت کر رہے ہیں کارکنان ہیں، نہ وہ جو شامل ہونے والے ہیں۔ دونوں کو ان معیاروں پر اپنے آپ کو پرکھنا ہوگا۔ جو میزبان ہیں ان کو بھی اور جو مہمان ہیں ان کو بھی۔ ان دونوں میں تقویٰ ہوگا تو یہ خصوصیات پیدا ہوں گی۔ پس اس حوالے سے دونوں کو میں ان کی ذمہ داریوں اور فرائض کی طرف کچھ توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ اگر دونوں میں یہ خصوصیات پیدا ہو جائیں تو جلسہ کا ماحول بھی خوشگوار ہوگا اور جلسہ پر آنے کا مقصد بھی پورا ہوگا۔ ڈیوٹی دینے والے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ ہم نے ڈیوٹیاں دیں ہم رضاکار ہیں تو ہم نے کوئی بہت بڑا مقصد حاصل کرلیا یا اللہ کو راضی کرلیا۔ ہاں راضی کرلیا اللہ تعالیٰ کو اگر ان باتوں پر عمل بھی ساتھ ساتھ کیا۔ نہ ہی شامل ہونے والے یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم بڑی دُور کا سفر طے کر کے آئے ہیں تو ہم نے اللہ تعالیٰ کو راضی کرلیا۔ ہاں راضی اس صورت میں کرلیا جب معرفت اللہ تعالیٰ کی پیدا ہو اور حقوق العباد کی طرف توجہ پیدا ہو۔ سب سے پہلے میں کارکنان یا میزبانوں کو توجہ دلاؤں گا کہ اپنے اندر یہ خصوصیات خاص طور پر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے جذبات کو کنٹرول رکھیں۔ ہر حال میں مہمان کا خیال رکھنا ہے نرم زبان استعمال کرنی ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ عہدیداروں کو اور کارکنوں کا سب سے زیادہ پہلا فرض بنتا ہے کہ نرم زبان استعمال کریں۔ اور پھر عاجزی دکھانی ہے، عہدیداروں اور کارکنوں کا سب سے پہلا فرض بنتا ہے کہ عاجزی دکھائیں۔ ہر حال میں مہمان کا خیال رکھنا ہے۔ عہدیداروں کو بھی کارکنان کو بھی نرم زبان استعمال کرنی ہے۔ پھر کارکنان کے آپس کے تعلق ہیں اس میں بھی محبت اور اخلاص اور بھائی چارہ ہونا چاہئے مہمانوں کے لئے بھی اور آپس کے تعلقات میں بھی۔ عہدیداروں اور ماتحت کام کرنے والوں میں بھی۔ کام کرتے ہوئے ایک دوسرے کی بات پر غصہ میں آگئے تو مہمانوں پر اور خاص طور پر غیر مہمانوں پر جو یہ سنتے ہیں کہ احمدیوں کے جلسہ میں سب آپس میں محبت اور پیار سے رہتے ہیں اور کسی قسم کے غصہ کا اظہار نہیں کرتے یا نہیں ہوتا جب اس قسم کی باتوں کو دیکھیں گے فسادوں کو دیکھیں گے یا کہیں بھی دو اشخاص کو اونچا بولتا ہوا دیکھیں گے تو ان پر غلط اثر ہوگا۔ کارکنوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ جب اپنے آپ کو چند دن کی خدمت کے لئے پیش کر دیا اور خدمت بھی وہ جو بڑا اعلیٰ مقام رکھتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت ہے اس میں اپنے رویّے پھر ایسے رکھیں کہ نہ کسی مہمان کو تکلیف پہنچے نہ ایک دوسرے کو جو کارکن ہیں ایک دوسرے سے تکلیف پہنچے۔ جلسہ کی تربیت کا یہ حصہ ہے کہ اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا ہے افسروں نے بھی اور ماتحتوں نے بھی۔ پارکنگ ہے ٹریفک کنٹرول سے لے کر کھانا پکانے اور صفائی کرنے والے کارکنان تک ان سب کو اپنے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ ان دنوں میں کرنا چاہئے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر جرمنی کے رہنے والے مہمانوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ایک لحاظ سے مہمان ہیں اور ایک لحاظ سے میزبان بھی ہیں جو جرمنی سے باہر سے آنے والے ہیں ان کی خاطر انہیں قربانی دینی چاہئے کیونکہ جو جرمنی میں نہیں رہتے اور باہر سے آکر جلسہ میں شامل ہورہے ہیں وہ اب مہمان بن گئے اور یہاں کے رہنے والے میزبان بن گئے پس ان کی خاطر آپ لوگوں کو قربانی دینی چاہئے۔ بیٹھنے کے لئے جگہ دینی ہے، کھانا کھانے کے وقت اگر تنگی ہے جگہ کی تو وہاں جگہ دینی ہے یا اور کسی قسم کی مدد کی ضرورت ہے تو وہ فرض ہے آپ سب کا کہ ان کی مدد کریں۔ زبان وغیرہ کے مسئلہ کی وجہ سے بعض دفعہ مدد کی ضرورت ہوتی ہے جہاں بھی ضرورت ہو مدد کریں۔ یہ صرف ڈیوٹی دینے والوں کا کام نہیں ہے کہ مدد کریں بلکہ یہاں کے رہنے والے ہر احمدی کا فرض ہے کہ ان کی مدد کریں اور یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق آپس کی محبت اور بھائی چارے کا اظہار ہے۔ اسی طرح غیر از جماعت مہمان جو آئے ہوئے ہیں ان کو بھی جیسا کہ میں نے کہا ہر احمدی کو اپنا نیک نمونہ دکھانا چاہئے۔ آپ کے سب کے نمونے دیکھ کر ہی غیروں کو اسلامی معاشرے کے خوبصورت نظارے نظر آئیں گے جہاں ہر احمدی عاجزی نرمی آپس کی محبت اور بھائی چارے کی مثال قائم کر رہا ہوگا وہ نظارے لوگوں کو نظر آئیں گے۔ پس مردوں اور عورتوں دونوں کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔ کھانے کے بارے میں اگر کہیں کوئی کمی بیشی ہو جائے تو برداشت کرنا چاہئے۔ اصل غذا جس کے لئے آپ لوگ یہاں آئے ہیں روحانی اور علمی غذا ہے۔ پس اسے حاصل کرنے کی کوشش کریں یہ ضروری ہے۔ اسی طرح بازاروں میں بھی اس وقت جائیں جب وقت ہو۔ عموماً شعبہ تربیت جو ہے وہ میرا خیال ہے بازار تو کھولتا ہی اس وقت ہے جب جلسہ کا سیشن نہ چل رہا ہو لیکن بعض دفعہ لوگ زور دیتے ہیں کہ نہیں ہم نے جانا ہے ہمیں بھوک لگی ہے ان کے انتظام کے لئے پہلے میں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں شعبہ مہمان نوازی کو انتظام رکھنا چاہئے۔ پھر عورتوں کا بازار ہے اس میں بھی اور مردوں کے بازار میں بھی جلسہ کے تقدس اور ماحول کو ملحوظ رکھیں۔ یہ نہیں ہے کہ صرف جلسہ گاہ میں بیٹھ کر ہی جلسہ کا تقدس ہو۔ اس سارے پریمیسس (premises) میں آگئے اس علاقے میں آگئے یہ ساری جگہ جلسہ کی ہے جہاں ٹینٹ لگے ہوئے ہیں کیمپ لگے ہوئے ہیں مارکیاں لگی ہوئی ہیں یا ہال ہیں۔ یہ سب جلسہ کی جگہ ہے یہاں بھی آپ لوگوں کو جلسہ کے تقدس کو قائم رکھنا چاہئے۔ **قُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا** کا جو قرآن کریم کا حکم ہے جو میں نے پہلے بتایا یہ صرف کارکن کے لئے نہیں ہے بلکہ ہر مسلمان کے لئے ہے اور خاص طور پر ہر احمدی کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ میں نے کارکنوں کو تو کہا ہے کہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں کل بھی کہا اور آج بھی کہا اور کسی قسم کی بدخلقی نہ دکھائیں لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ ان کے صبر کو آپ لوگ آزماتے رہیں اور ایسے حالات پیدا کریں جس سے بدمزگی کے حالات پیدا ہو جائیں۔ جہاں جہاں جس شعبہ کا متعلقہ کارکن بھی آپ سے کسی بات کا مطالبہ کرے یا ہدایت کرے اعلیٰ خلق کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کی بات کو مانیں اور تعاون کریں۔ پس قرآنی حکم کہ اچھے اخلاق سے پیش آئیں ہر شامل ہونے والے کے لئے یہ قرآنی حکم ہے۔ جلسہ کے اوقات میں جب پروگرام ہو رہے ہوں تو سوائے اس کے کہ کسی مجبوری سے اٹھ کر جانا پڑے جلسہ کی کارروائی سنیں۔ ہر تقریر میں ہر احمدی کے لئے کوئی نہ کوئی ایسی بات ہوتی ہے جو اس کی زندگی بہتر کرنے کے کام آسکتی ہے۔

[حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل 21 ستمبر 2017ء کے شمارہ میں شائع ہوچکا ہے۔]

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا یہ خطبہ جمعہ تین بجے تک جاری رہا۔ یہ خطبہ جمعہ MTA انٹرنیشنل پر Live براہ راست نشر ہوا۔

درج ذیل سات زبانوں میں MTA پر حضور انور کے خطبہ کا ترجمہ بھی براہ راست نشر ہوا۔ انگریزی، فرنچ، جرمن، عربی، بنگلہ، انڈونیشین، سواحیلی۔

اس کے علاوہ درج ذیل سات زبانوں میں بھی حضور انور کے خطبہ جمعہ کا انتظام کیا گیا تھا۔

بوزنین، سپینش، بلغارین، فارسی، رشین، ترکش، البانین۔ ان زبانوں کے جاننے والے لوگوں نے جلسہ گاہ میں براہ راست یہ ترجمہ سنا۔

خطبہ جمعہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز جمعہ کے ساتھ نماز عصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

ریڈیو FM 87.9 پر بھی حضور انور کا خطبہ Live نشر ہوا۔ اس ریڈیو کی رینج پانچ کلومیٹر ہے۔ جلسہ سالانہ کے تمام پروگرام بھی اس ریڈیو کے ذریعہ نشر ہو رہے ہیں۔

اس کے علاوہ دوسری سہولت APP کی بھی ہے۔ جلسہ سالانہ جرمنی کی نشریات اردو اور جرمن زبان میں Jalsa Radio App میں بھی سنی جاسکتی ہیں۔ نیز جس کے پاس انٹرنیٹ کی سہولت نہیں اس کے لئے اس App میں یہ سہولت موجود ہے کہ وہ فون کے ذریعہ نمبر ملا کر جلسہ کی نشریات اپنے فون پر بھی سن سکتا ہے۔

جلسہ سالانہ کی کوریج کے لئے پریس کی ایک بڑی تعداد جلسہ گاہ میں موجود تھی۔

انٹرنیشنل میڈیا

Reuters World نیوز ایجنسی

Epa-european Pressphoto Agency نیوز ایجنسی

Congo TV

TV Kanal 8 Kocani میسیڈونین ٹی وی چینل

TV Malesnet میسیڈونین ٹی وی چینل

TV Iris Stip میسیڈونین ٹی وی چینل

TVNova12Gevgelija میسیڈونین ٹی وی چینل

Alislam.mk Macedonia

Kars Komentaras Lithuania

Israel Hayom Online

Ruptly World Online

نیشنل میڈیا

Welt پرنٹ میڈیا۔ ZDF ٹی وی چینل۔ ATL ٹی وی چینل۔ Chrismon پرنٹ میڈیا Online

Evangelischer Pressedienst (EPD) نیوز ایجنسی۔ DPA Karlsruhe

Deutche Welle (Samstag) ریڈیو چینل

SWR-National ARD ٹی وی چینل

لوکل میڈیا

Badische Neuste Nachrichten پرنٹ میڈیا۔ Baden TV۔ KA-News Online۔ SWR Horfunk (Studio Karlsruhe) ریڈیو چینل۔ SWR Aktuell (Studio Karlsruhe) ٹی وی چینل۔ Bayrische Rundfunk (Montag) ریڈیو چینل

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز جمعہ و عصر پڑھانے کے بعد جلسہ گاہ سے اپنی رہائشگاہ کی طرف واپس آرہے تھے تو حضور انور کی رہائشگاہ سے باہر پریس اور میڈیا کے نمائندگان اور جرنلسٹ حضور انور کی آمد کے انتظار میں کھڑے تھے۔ ان سبھی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصاویر بنائیں اور حضور انور کی آمد کو ریکارڈ کیا اور اس کو اپنی Coverage کا حصّہ بنایا۔

ملاقاتیں

آج شام سینیگال، تاجکستان، لتھوانیا اور افریقن

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

ممالک سے آنے والے وفود اور مہمانوں کی اجتماعی ملاقات کا پروگرام تھا۔

سنگاپور کی ایک فیملی سے ملاقات

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ساڑھے سات بجے ملاقات ہال میں تشریف لائے اور سب سے پہلے سنگاپور سے آنے والی ایک فیملی نے ملاقات کی سعادت پائی اور حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔

سینیگال کے وفد سے ملاقات

بعد ازاں سینیگال سے آنے والے وفد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کا شرف پایا۔

سینیگال سے جلسہ جرمنی پر دو مہمان آئے تھے۔ ان میں سے ایک Alhaji Falou Silla صاحب تھے۔ موصوف سینیگال کے ایک بڑے شہر امبور کے میئر ہیں اور ''فرقہ مرید'' کے خلیفہ کے نمائندہ کے طور پر آئے تھے۔ دوسرے مہمان Mortall صاحب تھے۔ موصوف وہاں ایک NGO Madefs کے صدر ہیں اور صدر مملکت سینیگال کے قریبی ساتھی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعارف حاصل کرنے کے بعد مہمانوں سے دریافت فرمایا کہ آپ کو جلسہ کیسا لگا۔ اس پر موصوف الحاجی فالوسیلا صاحب نے عرض کیا کہ ہمیں جلسہ بہت اچھا لگا۔ مَیں جلسہ میں شامل ہو کر بہت خوش ہوں۔ جلسہ نے ہمیں بہت متاثر کیا ہے۔ میں نے حضور کا خطبہ جمعہ سنا ہے اور حضور کی اقتدا میں نماز پڑھی ہے۔ حضور نے جو امن اور محبت کا پیغام دیا ہے ہم اس کو آگے پہنچائیں گے۔ حضور نے عزت واحترام اور امن، بھائی چارہ کا درس دیا ہے۔ اسی کی آج دنیا کو ضرورت ہے۔ جلسہ میں اتنی بڑی تعداد اور ڈسپلن کو دیکھ کر بہت متاثر ہوا ہوں۔

الحاج فالوسیلا صاحب نے بتایا کہ ہم نے جماعت کو شہر کے وسط میں 700 مربع میٹر زمین مسجد کی تعمیر کے لئے دی ہے۔ یہ زمین خلیفہ مرید کی ملکیت ہے انہوں نے جماعت احمدیہ کے ساتھ بھائی چارہ اور اخلاص کے اظہار کے طور پر یہ زمین تحفہ میں دی ہے۔

موصوف نے کہا جماعت اس پر اپنی مسجد بنائے ہم مسجد کی تعمیر میں بھی مدد کریں گے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ مسجد کی تعمیر تو ہم خود کریں گے۔ یہ صرف اتنا کر دیں کہ مسجد کی تعمیر میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ یہی ان کی مدد ہے۔ اس پر موصوف فالوسیلا صاحب نے کہا کہ ہم سب لوگ مل جل کر رہتے ہیں اور ہمارے امبور شہر میں حضور انور کا ہر جمعہ خطبہ Live نشر ہوتا ہے اور ہم سب خطبہ سنتے ہیں۔ ہم نے ہسپتال کے لئے بھی جگہ دی ہے۔

دوسرے مہمان مورتال صاحب (Mortall) نے عرض کیا کہ وہ ہسپتال کی اجازت کے سلسلہ میں جماعت کی کافی مدد کر رہے ہیں۔ موصوف نے عرض کیا کہ وہ ایک عربی سکول حضور انور کے نام پر کھولنا چاہتے ہیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ میرے نام پر کھولیں، اپنے نام پر کھولیں کوئی بات نہیں۔ خدا تعالیٰ کرے کامیاب ہو۔ خدا تعالیٰ آپ کو زیادہ سے زیادہ خدمت کی توفیق دے۔

موصوف نے عرض کیا کہ میری خواہش ہے کہ جب افریقہ آئیں تو ہمارے سکول کا سنگ بنیاد رکھیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا میرا کب وہاں آنا ہوتا ہے اس کا پتہ نہیں۔ آپ اپنا سکول بنائیں کوئی مدد کی ضرورت ہو تو ہم کر دیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مربی سلسلہ سینیگال کو ہدایت فرمائی کہ وہاں ایک پرائمری سکول تو ہم فوراً شروع کروا سکتے ہیں۔ پرائمری سکول آغاز میں تین کلاس روم کے بلاک سے شروع ہو سکتا ہے پھر حسب ضرورت اس میں توسیع ہوتی رہے گی۔

موصوف نے بتایا کہ جب میں نے ہسپتال میں حضور انور کی تصویر دیکھی جو وہاں دیوار پر آویزاں تھی تو میں نے اسی وقت فیصلہ کر لیا تھا کہ میں نے اس ہسپتال کی اجازت کے حصول کے لئے کوشش کرنی ہے اور میں نے اس پر بہت کام کیا ہے۔

مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز کو سینیگال کا دورہ کرنے کی دعوت دی۔ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب افریقہ کا دورہ ہوگا اور کوئی موقع بنا تو دیکھ لیں گے۔ آپ کی دعوت کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ آپ کی خواہشات قبول فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا افریقہ کے پاس بہت وسائل ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ حکومت عدل وانصاف کے ساتھ اپنے ریسورسز استعمال کرے تو میں اس بات پر یقین رکھتا ہوں کہ افریقہ ایک دن دنیا کو Lead کرے گا۔

اس پر Mortall صاحب کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی گیس اور پٹرول دیا ہے تو اس پر حضور انور نے فرمایا خدا تعالیٰ اس کے صحیح استعمال کی توفیق دے۔ نائجیریا کے پاس بھی پٹرول ہے اور وہاں صحیح استعمال نہیں ہو رہا تو دیکھ لیں وہاں کا کیا اقتصادی حال ہے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو وسائل تو دیئے ہیں اب تقاضا ہے کہ یہ صحیح طور پر استعمال کریں۔

خلیفہ مرید کے نمائندہ الحاجی فالوسیلا صاحب نے عرض کیا کہ خلیفہ نے حضور انور کے لئے پیغام دیا ہے کہ جماعت احمدیہ یورپ میں جو اسلام کا پیغام پہنچا رہی ہے اور اسلام کی ایسی خدمت کر رہی ہے جو ہم نہیں کر سکتے۔ جماعت کا یہ کام دیکھ کر ہم جماعت کے ساتھ ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا اصل یہی ہے کہ عقائد کے اختلاف کے باوجود ایک ہو کر کام کیا جائے۔ مل کر کام کیا جائے تو ہم اسلام کے لئے بہت کام کر سکتے ہیں اور یورپ میں بھی کر سکتے ہیں۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ آئندہ سال جلسہ سالانہ یُوکے پر آنے کی کوشش کریں۔ اُس جلسہ کا اپنا ایک نظّارہ ہے۔ جنگل میں ایک شہر آباد ہو جاتا ہے اور وہ نظّارہ افریقہ میں رہنے والوں کو پسند آتا ہے۔

یہ ملاقات سات بجکر 55 منٹ تک جاری رہی۔

آخر پر دونوں مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

تاجکستان اور لتھوانیا کے وفود کی ملاقاتیں

بعد ازاں پروگرام کے مطابق تاجکستان اور لتھوانیا سے آنے والے وفود نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات پایا۔ تاجکستان سے گیارہ افراد آئے تھے۔ جبکہ لتھوانیا سے پچاس افراد پر مشتمل وفد آیا تھا۔ ان پچاس میں آج وہ دس افراد ملاقات کی سعادت پا رہے تھے جنہوں نے کسی وجہ سے جلدی واپس روانہ ہونا تھا۔

وفد کے ممبران نے باری باری اپنا تعارف کروایا اور جماعت کا شکریہ ادا کیا کہ ہمیں جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہونے کے لئے دعوت دی گئی۔ یہاں آ کر ہمیں بہت خوشی ہوئی۔ ان میں سے بعض لوگ ایسے تھے جو پہلی بار جلسہ سالانہ میں شامل ہو رہے تھے۔ ان میں سے بعض نے اپنے تاثرات کا اظہار بھی کیا۔

☆ ایک مہمان نے عرض کیا مجھے پاکستان کی تاریخ کا پتہ ہے، پاکستان میں جو آخری جلسہ 1983 میں ہوا تھا، بہت بڑی تعداد میں لوگ شامل ہوئے تھے۔ یہ ساری تنظیم کو فعال کرنے میں خلیفۃ المسیح کا بہت بڑا کردار ہے۔ دنیا میں مسلمان اپنے حقوق سے نا آشنا ہیں اور ہمیں اپنے حقوق مل نہیں رہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ حضور کا نقطہ نظر کیا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

نقطہ نظر یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں جب مسیح اور مہدی آئے گا، تمام مسلمانوں کو ایک ہاتھ پر اکٹھا کرے گا ''علیٰ امۃ واحدۃ'' اور دُنیا میں غیر مسلم لوگوں کو تبلیغ کر کے اسلام کا پیغام پہنچائے گا مسلمان بنائے گا، اس کو تو مانتے نہیں ہیں، امام تسلیم نہیں کرتے قرآن کریم میں جو کافروں کی حالت بیان کی گئی ہے کہ قُلُوۡبُہُمۡ شَتّٰی کہ اُن کے دل پھٹے ہوئے ہیں۔ تو آج کے مسلمانوں کے یہ حال ہو رہے ہیں، آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ مسلمان ایک ہو جائیں فرقہ بازیاں ختم کر دیں تو ٹھیک ہو جائے گا۔ اگر نہیں ماننا مسیح اور مہدی کو تو کم از کم حکومتیں ہی آپس میں ایک رہیں۔ اب کوئی بھی مسلمان حکومت ایسی نہیں ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر رہی ہو، سب ایک دوسرے کے خلاف ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:

اگر دنیا کے مسلمان ایک ہو جائیں تو ایک بہت بڑی طاقت ہے اور وہ جو اللہ تعالیٰ نے نظام جاری کیا ہوا ہے تو ایک ہاتھ پر جمع ہونے کے لئے اس کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ اِس نظام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ جمعہ میں بیان فرمایا اور آپ ﷺ نے اسے مختلف احادیث میں مزید کھول کر بیان فرمایا تو یہی ایک راستہ دنیائے اسلام کو متحد کرنے کا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے امام کو مان لیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اب ہم (احمدی) بہت تھوڑی تعداد میں ہیں ہمارے پاس طاقت نہیں ہے۔ ہمارے پاس دولت نہیں ہے۔ تیل کی دولت نہیں ہے سونے کی کانیں نہیں ہیں۔ سعودی عرب کے پاس تیل بھی ہے اور اسلامی ملکوں کے پاس بھی تیل ہے، دولت بھی ہے، حکومتیں بھی ہیں لیکن ان کو کسی کو بھی توفیق نہیں مل رہی کہ اسلام کی تبلیغ کریں اور اسلام کی صحیح تصویر دکھائیں۔ یہ توفیق اگر مل رہی ہے تو جماعت احمدیہ کو مل رہی ہے اور تھوڑے سے وسائل کے ساتھ ہم ساری دنیا میں یہ سارے کام کر رہے ہیں۔ یہ کیا چیز ظاہر کر رہی ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تائید ہے تو یہ کام ہو رہا ہے۔ بغیر اللہ تعالیٰ کی تائید کے یہ کام نہیں ہو سکتے تھے۔ جبکہ ہمارے خلاف مسلمان دنیا فتوے بھی دے رہی ہے اور ہمارے کاموں کو روکنے کی کوشش کرتے ہیں کہ یہ غیر مسلم ہیں ان کی بات نہ مانو۔ پس اللہ تعالیٰ کی آواز کو سنیں اس کے نبی کی آواز کو سنیں تو ہم ترقی کر لیں گے۔ یہی میرا جواب ہے۔

☆ ایک مہمان نے عرض کی میری ایک خواہش ہے جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں اس حوالہ سے کہ آج کل رشیا اور اس کے وسطی ایشیا کے جو ممالک ہیں ان میں پردے کے متعلق، داڑھی کے متعلق اور عموماً اسلام کی situation بہت خراب ہو رہی ہے۔ دو دن پہلے ہی تاجکستان میں کچھ بچیوں کو سکول میں اس لئے نہیں آنے دیا کہ انہوں نے حجاب پہنا ہوا تھا، انہوں نے ان کو داخل نہیں کیا۔ حضور سے دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ اس وقت dictator لوگ وہاں پر ہیں، وہ اب وہاں سے چلے جائیں اور اُس کی جگہ اچھے ذہن کے لوگ آئیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا:

اچھے ذہن کے لوگ آئیں گے تو تب بھی کوئی تبدیلی نہیں ہوگی۔ کیونکہ ان کے پاس علم نہیں ہے اور جرأت نہیں ہے، تو جب حکومت میں کوئی بھی انسان آتا ہے تو تھوڑی دیر بعد وہ بزدل ہو جاتا ہے تاکہ اس کی کرسی محفوظ رہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

آنا تو انہی لوگوں نے ہے جو سیاست میں ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کو یہ بڑی طاقتیں آشیرباد دیتی ہیں۔ اور یہ دجالی طاقتوں کی چال ہے کہ اور تو کوئی مذہب اپنی اصلی حالت میں رہا نہیں اور بائبل میں جو تبدیلیاں پہلے ہوئیں ہیں ان کے علاوہ اب تو تعلیم پر عمل کرنا بھی بالکل چھوڑ دیا ہے۔ gay marriages ہیں اور دوسری چیزیں ہیں جو اَب کہتے ہیں کہ جائز ہیں لیکن قرآن کریم کی تعلیم جو ہے اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ جس طرح ہماری تعلیمات بدل گئی ہیں اس طرح اسلام کی تعلیمات بھی بدل جائیں اس لئے پہلا قدم تو انہوں نے یہ اٹھایا کہ سکولوں کی لڑکیوں کے سروں سے حجاب اتارو پھر آہستہ آہستہ باقی چیزیں بھی کرتے رہیں گے اور یہ بھی شور مچ رہا ہے کہ قرآن کریم کو بھی نئے زمانہ کے ساتھ چلنا چاہئے۔ یہاں کا مغربی پریس بھی مجھ سے پوچھتا ہے تو میں ان کو کہتا ہوں کہ تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ تمہاری جو سوچ اور عقل ہے اس کے مطابق دین چلے حالانکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تعلیم آتی ہے اپنے پیچھے چلانے کے لئے آتی ہے نہ کہ انسانوں کے پیچھے چلنے کے لئے۔ یہ تو مسلمان ملک ہیں مسلمانوں کو چاہئے کہ کھڑے ہوں اور اپنی جو تعلیمات ہیں اور روایات ہیں ان پر قائم کرنے کے لئے struggle کریں۔ اب اسلام کی تعلیم کو محفوظ رکھنا ہر شریف مسلمان کا فرض ہے۔

☆ اس پر مہمان نے سوال کیا کہ اس صورت حال میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بچیوں کو حجاب کے بغیر سکول جانا چاہئے یا وہ گھر بیٹھ جائیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

نہیں، ٹھیک ہے عارضی طور پر کریں اور اس کے لئے struggle کریں۔ شور مچائیں کہ ہماری جو روایات ہیں اُن کو قائم رکھنا چاہئے اور یہ غلط چیز ہے کہ کسی کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنی مرضی پر نہ چلے۔

حضور انور نے فرمایا:

یہاں ان مغربی ممالک میں سکولوں میں جب کوئی پابندی لگاتے ہیں تو بعض دفعہ لوکل administration سکولوں کی action لیتی ہے۔ ہماری لڑکیاں وہاں سٹینڈ لیتی ہیں۔ اس کے بعد ان کے favour میں بھی کیس ہو جاتے ہیں اور پھر انتظامیہ مان بھی لیتی ہے کہ ٹھیک ہے کر لو۔ آپ اپنے علماء کو کہیں کہ آواز اٹھائیں اور اپنی حکومت کو سمجھائیں تمہارے علماء صرف پیسہ کھانے کے لئے رہ گئے ہیں؟

مہمان نے علماء کے حوالے سے عرض کیا کہ ہمارے وہاں کے جو مُلّاں ہیں انہوں نے خاص طور پر اہتمام کر کے Lenin کا جو مجسمہ ہے اس کو ٹھیک ٹھاک کیا ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا:

ماشاء اللہ ۔ اس کو تو ٹھیک ٹھاک کریں گے لیکن اپنی دینی حالت کو ٹھیک نہیں کریں گے۔

مبلغ سلسلہ کی اہلیہ نے عرض کیا کہ جہاں تک سٹینڈ

لینے کا سوال ہے وہاں تو پریذیڈنٹ کو یہ لوگ اتنی زیادہ اہمیت دیتے ہیں کہ لڑکیاں سوچ بھی نہیں سکتیں کہ اس بارہ میں سٹینڈ لیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

لڑکیاں نہیں سوچ سکتیں لیکن چاہئے کہ علماء کے ذریعہ آواز اٹھائیں اور president کو لکھیں!

موصوفہ نے عرض کیا کہ ان میں ہمت ہی نہیں ہے کہ پریذیڈنٹ کو لکھیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا۔

نہیں لکھتیں تو نہ جائیں سکول میں۔ آپ پاکستانی ہیں؟ آپ بچوں کو نہ بھیجیں!

بس۔ سٹینڈ لے لیں! لینا پڑتا ہے، قربانی تو کرنی پڑتی ہے۔

☆ ایک طالبعلم جو Psysiotherapy کا کورس کر رہے ہیں اُس نے سوال کیا کہ حضور نے ایسا کیا کیا کہ اِس مقام پر ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا:

میں نے تو کچھ نہیں کیا کہ اس مقام پر ہوں۔ یہ ایسا dilemma ہے جو ابھی تک میں حل نہیں کرسکا۔

☆ ایک مہمان نے عرض کیا کہ میں اپنے معاملات کے بارہ میں شک میں رہتا ہوں۔ اس پر حضور انور نے استفسار فرمایا:

کیا آپ خدا پر یقین رکھتے ہیں؟

اس پر مہمان نے عرض کیا بالکل رکھتا ہوں عیسیٰ علیہ السلام پر۔

اس پر حضور انور نے فرمایا جو بھی آپ کا یقین ہے۔ یقین تو ہے۔ خدا سے دعا کریں اور اگر آپ اپنے بارہ میں شک میں ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کا یقین متزلزل ہے اور اس کے لئے آپ کو خدا سے دعا کرنی چاہئے کہ وہ سیدھی راہ کی طرف راہنمائی فرمائے اور آپ کے ایمان کو مضبوط کرے۔ مجھے لگتا ہے کہ اگر آپ ثابت قدمی کے ساتھ کچھ دن دعا کریں تو آپ کا ایمان اور یقین مضبوط ہوجائے گا۔

☆ لتھوینیا سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نے عرض کیا کہ مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا ہے کہ میں نے حضور کے کچھ خطابات کا ترجمہ لتھوینین زبان میں کیا ہے اور میں اس سے ہمیشہ لطف اندوز ہوئی ہوں۔ میری کوشش ہوتی ہے کہ میں صحیح الفاظ کا چناؤ کروں تا کہ سامعین کو حضور انور کی باتیں سمجھ آسکیں لیکن ایسا شخص جس کا علم کم ہے اسے ترجمہ کرتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے تا کہ وہ کماحقہ حضور کے الفاظ کی عکاسی کرسکے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

تو آپ میرے خطابات کا انگریزی سے لتھوینین زبان میں ترجمہ کرتی ہیں؟ اور کچھ ان میں سے اردو زبان میں ہوتے ہیں اور ان کا انگریزی میں ترجمہ کیا جاتا ہے اور پھر آپ انگریزی سے لتھوینین زبان میں کرتی ہیں۔ تو کبھی کبھی پہلے انگریزی والے ترجمہ میں وقفہ پڑ جاتا ہے جو آپ کو کسی حد تک confuse کرتا ہوگا تو اس کے لئے میں تو یہی کہوں گا کہ آپ کو اردو سیکھنی پڑے گی تا کہ آپ میرے اردو زبان میں کئے گئے خطابات کا ترجمہ کرسکیں۔ مجھے اردو سے انگریزی کے ترجمہ کے معیار کا نہیں پتہ۔ وہ خطابات جو انگریزی میں ہوتے ہیں میرا اندازہ ہے کہ آپ کو لتھوینین زبان میں ترجمہ کرنا زیادہ آسان لگتا ہوگا۔ یہ آپ کا تجربہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مضمون نہیں ہے جو آپ کو confuse کر رہا ہے بلکہ زبان ہے۔

موصوفہ نے عرض کیا کہ حضور آپ کی تقاریر بڑی گہری ہوتی ہیں اور ان باتوں کا جو اثر لوگوں پر ہو رہا ہوتا ہے اب پتہ نہیں کہ آیا میں اس قابل ہوں کہ میں من وعن اس اثر کو دوسری زبان میں منتقل کرسکوں یا نہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا:

تقاریر کے کچھ الفاظ یا فقرے اتنے طاقتور ہوتے ہیں کہ آپ کو یہ خدشہ ہے کہ آپ انہیں ٹھیک طرح سمجھ نہیں پائیں گی اور اپنی زندگی میں لاگو نہیں کرسکیں گی؟ یا آپ کو لگتا ہے کہ لوگوں کو ان باتوں پر عمل کرنے میں مشکل ہوتی ہے؟

اس پر موصوفہ نے عرض کیا میں سمجھتی ہوں کہ ہر ایک ترجمان اپنے کندھے پر یہ بوجھ لئے ہوئے ہوتا ہے کہ اس نے بات کو من وعن دوسری زبان میں ترجمہ کرکے لوگوں تک پہنچانا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ تو ویسے بھی مشکل امر ہے۔ بندہ ویسے بھی مکمل طور پر بیان نہیں کرسکتا جب تک اصل زبان پر عبور حاصل نہ ہوجائے۔ آپ جس حد تک بھی کر رہی ہیں ٹھیک ہے۔

☆ ایک خاتون نے عرض کیا میرا نام اوکسے احمد ہے۔ میں ویسے لتھو ینیا سے ہوں لیکن اس وقت جرمنی میں مقیم ہوں۔ میری دعا کی درخواست ہے کہ میری فیملی کے لئے دعا کریں کہ ہمیں واپس لتھو ینیا جانے کی توفیق ملے۔ میری انگریزی اتنی اچھی نہیں ہے۔

اس پر حضور انور نے فرمایا:

مجھے لگتا ہے کہ آپ نے مجھے پہلے بھی یہ بات بتائی تھی۔

اس پر خاتون نے کہا میں نے آپ کو خط لکھا تھا۔

☆ ایک خاتون نے سوال کیا میرا نام اوریلیا ہے۔ میرا سوال ہے کہ مرد عورتوں سے ملنے سے کیوں احتراز کرتے ہیں؟ میں عورت کے وقار کو سمجھتی ہوں لیکن میں اس کی اصلیت اور وجہ جاننا چاہتی ہوں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ جہاں تھوڑا سا بھی خدشہ ہو کہ فلاں بات سیدھے راستہ اور صحیح فکر سے ہٹا دے گی تو انسان کو چاہئے کہ اس سے بچے۔ اسلام کہتا ہے کہ مرد اتنے با اعتبار نہیں ہیں۔ یہ مرد کی ذہنیت کی وجہ سے ہے کہ اسلام نے یہ حکم دیا ہے نہ اس وجہ سے کہ ہم عورتوں کو حقیر سمجھتے ہیں۔ اس لئے اسلام کہتا ہے کہ چاہے تم نیک ہو یا نہیں بہتر یہی ہے کہ میل ملاپ سے بچو سوائے خونی رشتوں میں۔ آج دیکھیں کہ دنیا نے اس بات کو سمجھ لیا ہے، Hollywood کو دیکھ لیں کہ کتنا شور مچا ہوا ہے مردوں کے خلاف۔ یہاں تک کہ برلن میں موسیقی کا فنکشن تھا جہاں عورتیں الگ تھیں۔

اب کئی فنکشن ہیں جو صرف عورتوں کے لئے منعقد ہو رہے ہیں۔ کیوں؟ کچھ خرابی تو ہے جس کی وجہ سے یہ رائے سامنے آئی کہ عورتوں کے فنکشن علیحدہ ہوں یہ صرف عورتوں کے وقار کے لیے ہے۔ ورنہ اگر آپ کسی مشکل میں ہیں اور مدد کی مستحق ہیں تو آپ مجھے یا دوسرے کسی حقیقی مسلمان کو دیکھیں گی کہ وہ مدد کے لئے صف اول میں ہوگا۔ اگر آپ زمین پر پڑی ہوں، بیمار ہیں، بے ہوش ہیں یا کوئی اور تکلیف ہے تو میں آپ کو اٹھاؤں گا، اور اُٹھانے کے لیے جسم کو اور ہاتھ کو چھونا پڑے تو چھوؤں گا۔ پس جہاں بھی ایسی ضرورت ہوگی ہم کریں گے لیکن بغیر مجبوری کے کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ہاتھ ملائے جائیں۔

☆ تاجکستان سے آنے والے ایک مہمان مرزا رحیم صاحب جو کہ سیاستدان ہیں نے اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے کہا۔ مجھے جلسہ میں پہلی دفعہ شامل ہونے کا موقع ملا اور جماعت احمدیہ کو قریب سے دیکھا ہے۔ تمام کارکنان کا جذبہ میرے لئے ایک مثال ہے کہ کس طرح سب مل کر دن رات کام کر رہے ہیں۔ میرے ذہن میں کئی سوالات تھے۔ حضور انور سے ملاقات کے دوران میرے ان سب سوالوں کا جواب مل گیا۔

حضور انور کی شخصیت بہت پُرنور ہے۔ حضور کو دیکھ کر اور جماعت احمدیہ کے افراد کو دیکھ کر پتہ چلا ہے کہ آج وحدت صرف جماعت احمدیہ کے پاس ہی ہے۔ حضور انور کو سیاسی امور اور دنیا کے حالات پر عبور حاصل ہے۔ مسلمانوں کی آج کے دور میں حالت زار کے بارہ میں مَیں نے سوال کیا تھا۔ حضور نے اس کا بہت جامع جواب دیا اور میں پوری طرح مطمئن ہوگیا۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ مستقبل میں تمام امت مسلمہ کو جمع کرسکتی ہے۔ مجھے جماعت اپنے مقصد میں بہت سنجیدہ لگتی ہے۔ مَیں اس جلسہ کو اور حضور انور کی خوشگوار ملاقات کو ہمیشہ یاد رکھوں گا۔

☆ ایک مہمان دل افروز رستمو ہ صاحبہ جو کہ یونیورسٹی میں لیکچرار ہیں بیان کرتی ہیں:

مَیں جلسہ کے انتظام سے بہت متأثر ہوئی ہوں۔ مہمان نوازی اور تعاون کی یہ مثال میں نے زندگی میں پہلی دفعہ دیکھی ہے۔ جماعت احمدیہ کو یہاں بہت آزادی ہے۔ حضور انور نے لجنہ میں جو خطاب فرمایا وہ آج کے مسائل کا حقیقی حل ہے۔ کاش ساری دنیا اس پر عمل کر سکے۔ مجھے حضور انور سے ملاقات کا موقع ملا۔ حضور انور کو صحافت اور آج کے میڈیا کے مسائل پر کافی عبور حاصل ہے۔ مَیں ملاقات سے قبل یہ سمجھتی تھی کہ حضور محض ایک روحانی شخصیت ہیں۔ لیکن ملاقات سے پتہ چلا کہ حضور کو روحانی شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ دنیا کے مختلف مسائل کے بارہ میں بھی معلومات ہیں اور حضور ان کا حل جانتے ہیں۔

حضور انور نے درست فرمایا کہ آج کی دنیا میں میڈیا فساد کو پھیلانے میں ساتھ شامل ہے۔ آج اگر میڈیا چاہے تو دنیا میں امن کا کردار ادا کرسکتا ہے۔ میری نیک خواہشات جماعت احمدیہ اور حضور انور کے ساتھ ہیں۔

☆ عزّت امان صاحب صدر جماعت تاجکستان بیان کرتے ہیں کہ جلسہ سالانہ جرمنی میں دوسری دفعہ شامل ہوا ہوں۔ سب انتظامات قابل رشک تھے۔ یہ سب خلافت کی برکات ہیں۔ حضور انور سے ملاقات کی سعادت ملی۔ حجاب کے بارہ میں حضور انور کا مفصّل جواب بہت اچھا لگا۔ مجھے لگتا ہے کہ حضور انور کو اِس زمانہ کی عورتوں کے حقوق کی بہت فکر ہے۔ آج جماعت احمدیہ ہی ہے جو حضور انور کی قیادت میں عورتوں کے حقوق اسلامی تعلیم کی روشنی میں اجاگر کر رہی ہے۔ حضور انور عورت کو باپردہ کر کے معاشرہ کو اور آئندہ نسل کو محفوظ کر رہے ہیں۔

☆ لتھوانیا (Lithuania) سے آنے والے وفد میں ایک خاتون Mrs. Aurelija Einoryte (آؤریلیا اینوریتے) صاحبہ شامل ہوئیں۔ موصوفہ نے بیان کیا جلسہ کا ماحول بہت محبت والا اور دوستانہ تھا۔ ہر ایک دوسرے کے ساتھ محبت کے ساتھ پیش آرہا تھا۔ میں ایک لمبے عرصہ سے زندگی کے مقصد کے بارہ میں سوچ رہی تھی۔ اس جلسہ میں شرکت کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ زندگی کا مقصد ہم خیال لوگوں سے مل کر دوسروں کی خدمت کرنا ہے اور دوسروں کے کام آنا ہے۔

☆ لیتھوانیا سے آنے والے ایک طالبعلم Mr.Emis Vengrauskas (ایمیس وینگراؤکسؔ) نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہ جلسہ دراصل اسلام کی اصل تصویر دیکھنے کا ایک ایسا موقع ہے جو کہ میڈیا دکھانے سے قاصر ہے۔ میرے لئے سب سے متأثر کن بات لوگوں کا باہمی تعلق اور محبت اور ان کے ہر وقت مسکراتے چہرے ہیں۔ آپ کے خلیفہ کی شخصیت نہایت متأثر کن ہے۔ وہ ایک مجسم محبت ہیں۔ ان کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ محبت کو جسم کی شکل میں دیکھ رہا ہوں۔

☆ Mrs. Saule Bulavaite (ساؤلے بُلا وائتے) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میرے لئے جلسہ میں شمولیت اور خلیفہ سے ملنے کا دوسرا موقع ہے۔ یہ جلسہ میرے پچھلے جلسہ سے بہتر ہے کیونکہ اس دفعہ میرے پاس اسلام کا علم پہلے سے زیادہ ہے۔ حضور انور کے خطابات کا لتھوانین زبان میں ترجمہ کرنے کے بعد میں کہہ سکتی ہوں کہ وہ ایک ہدایت کی روشنی ہیں اور جو جتنا چاہے اس نور سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

☆ لتھوانیا (Lithuania) سے آنے والی ایک مہمان خاتون Mrs. Dalia Umbrasiene (دالہ اُمبرَ اسی آنے) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: جلسہ میں شامل ہو کر مجھے آپ کی جماعت کی روایات کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ میں جلسہ کے پروگراموں سے اور انتظامات سے بہت متأثر ہوئی ہوں۔ آپ کے خلیفہ سے ملاقات نے بہت گہرا اثر چھوڑا ہے۔ میں سب کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کرتی ہوں۔

☆ لتھوانیا سے آنے والی ایک خاتون Mrs. Ausra Umbrasaite (آؤشر اُمبَر اسائتے) نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا: مَیں پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ جرمنی میں شامل ہوئی ہوں اور میں نے یہاں بہت کچھ سیکھا ہے۔ عصر حاضر میں اس طرح کے اجتماعات کی بہت اہمیت ہے کیونکہ عمومی طور پر لوگوں کے دلوں میں اسلام کے بارہ میں بہت سی غلط فہمیاں موجود ہیں۔ جماعت احمدیہ کا یہ حُسن ہے کہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کو بھی شرکت کی دعوت دیتی ہے۔ اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل ہوتا دیکھ کر اسلام کے بارہ میں مزید معلومات حاصل کرنے کا بھی حوصلہ پیدا ہوا ہے اور اس طرح مسلمانوں اور غیر مسلموں کی دوریاں ختم ہوسکتی ہیں۔ میرے لئے یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ مجھے جلسہ سالانہ میں بطور مہمان شمولیت کی توفیق ملی۔

تاجکستان اور لتھوانیا کے مہمانوں کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی یہ ملاقات سوا آٹھ بجے تک جاری رہی۔ آخر پر وفد کے ممبران نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

افریقن مما لک سے آنے وفود کی ملاقات

اس کے بعد افریقہ کے ممالک گیمبیا، نائیجر، غانا، سینیگال، کانگو برازاویل سے آنے والے مہمانوں اور وفود نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت پائی۔ اس ملاقات کا انتظام احمدیہ مسلم پان افریقن ایسوسی ایشن جرمنی نے کیا تھا۔

آغاز میں حضور انور نے جائزہ لیا کہ احباب وخواتین کا کن کن ممالک سے تعلق ہے۔ اس دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آج ادھر the Gambia کے افراد زیادہ موجود ہیں اور غانا کے کم ہیں۔ یہ پہلی بار ایسا ہوا۔ لیکن یُوکے جلسہ میں ایسا کبھی نہیں ہوتا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

نے تمام حاضرین کو سوالات کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

سب سے پہلے ایک غانین احمدی نے عرض کی کہ حضور نے مختلف مواقع پر اپنے خطابات میں ایک بات کا ذکر فرمایا کہ جو اساتذہ ہیں وہ بچوں کا رجحان اس طرف لے جاتے ہیں کہ خدا کی کوئی ہستی نہیں ہوتی۔ اس طرح سے وہ بچوں میں خدا کا تصور مٹانا چاہتے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

☆ اس کا مطلب ہے کہ آپ کو بچوں پر بہت محنت کرنی ہوگی۔ جب وہ گھر آئیں تو آپ لوگوں کو بہتر تربیت گھر میں کرنی ہوگی۔ بچوں کو زیادہ وقت دیا کریں تا کہ انہیں یقین ہو کہ ایک خدا کی ہستی ہے۔ اتنے مختلف ثبوت ملتے ہیں آجکل۔ social media میں ہی دیکھ لیں۔ ایک افریقن پروفیسر کہتا ہے کہ خدا کہاں پر ہے؟ ایک چھوٹی سی بچی اس کا جواب دیتی ہے۔ بے شک یہ ایک مذاق کی شکل میں ہیں لیکن یہ مذاق میں خدا تعالیٰ کی ہستی کی ہی ایک پختہ دلیل بیان کی گئی۔ لہٰذا آپ کو نہایت محنت سے اس بارہ میں کام کرنا ہوگا۔ اور ساتھ اپنے اساتذہ کو بھی سمجھائیں کہ اگر آپ لوگوں کا یہ خیال ہے کہ والدین اپنے بچوں پر اپنے مذہب کے مطابق اور اپنے مطلب کے مطابق تربیت کر رہے ہیں اور ان بچوں کا ذہن صحیح تعلیم کی طرف لے جا رہے ہیں تو وہ اساتذہ بھی وہی کام کر رہے ہیں اور بچوں کا ذہن متأثر کر رہے ہیں۔ لہٰذا آپ لوگ بھی انہیں کوئی آزادی نہیں دلا رہے۔ آزادی تو یہ ہوگی کہ انہیں کچھ بھی نہ کہا جائے۔ انہیں ان کے فیصلے خود کرنے دو جب وہ پختگی کی عمر کو پہنچیں۔ ایک بچہ تو مثبت ذہن کا مالک نہیں ہوتا۔ بچہ خود تو فیصلہ نہیں کر سکتا کہ کیا درست ہے اور کیا غلط۔ بہرحال اس ضمن میں پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ بچوں کے ساتھ زیادہ وقت گزاریں۔ پھر دوسری بات یہ کہ اساتذہ سے بھی بات کریں۔ بہت سے ایسے والدین ہیں جنہوں نے اساتذہ سے بات کی۔ بلکہ مجھے یہ بھی یاد ہے کہ جب میں غانا میں تھا تو میرے بچے عیسائی سکولوں میں پڑھا کرتے تھے۔ ایک دن میرا بیٹا یہ الفاظ منہ سے بولنے لگا کہ عیسیٰؑ خدا تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ میں نے اس کو بتایا کہ نہیں۔ وہ خدا کے بیٹے نہیں ہیں بلکہ خدا کے نبی ہیں۔ ایسی بات نہیں تمہیں کہنی چاہئے۔ ایک دن جب سکول میں کچھ نظمیں بچوں کو پڑھنے کا کہا تو اس میں بھی کچھ ایسے الفاظ تھے کہ گویا عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں۔ میرے بیٹے نے یہ الفاظ کہنے سے انکار کر دیا۔ تو انہوں نے اس بارہ میں میری بیٹی کو بھی کہا۔ آپ کو third world کے سکولوں کے نظام کا تو پتہ ہی ہوگا۔ اس پر ان دونوں کو سزا دی گئی اور مارا گیا۔ تین دن تک انہیں یہ سزا دی گئی۔ چوتھے دن مَیں ادھر گیا اور انہیں بتایا کہ ہمارا ایمان تو یہ ہے کہ عیسیٰؑ خدا کے بیٹے نہیں بلکہ اس کے نبی ہیں۔ آج کے بعد میرے بچے بہرحال یہ نہیں کہیں گے کہ عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں۔ یا تو وہ اس موقع پر خاموش رہیں گے یا پھر یہ کہیں گے کہ وہ خدا کے نبی تھے۔ اس پر سکول والوں نے کہا ٹھیک ہے۔ آج کے بعد انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ ہر ماحول میں ہر جگہ کوئی نہ کوئی مشکلات ہوتی ہیں جن کا والدین کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن یہ مشکلات آپ نے حل کرنی ہوں گی۔

☆ ایک مرد نے پوچھا کہ بہت سے لوگوں نے یہ محسوس کیا کہ جب ان کی حضور انور سے ملاقات ہوتی ہے تو وہ جب ملاقات کے لئے انتظار کر رہے ہوتے ہیں تو سوچ رہے ہوتے ہیں کہ حضور انور سے کیا باتیں کرنی ہیں اور کیا سوال کرنے ہیں۔ لیکن یہ باتیں وہ ملاقات کے دوران بھول جاتے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

یہ میری غلطی تو نہیں ہے۔ اگر آپ نہیں بھولے جو آپ نے ملاقات سے پہلے میرے سے بات کرنی تھی تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ جو کچھ بھی لوگ کہتے ہیں وہ غلط ہے۔ بعض اوقات کچھ لوگ اتنے جذباتی ہو جاتے ہیں کہ وہ اپنے خیال کا اظہار نہیں کر پاتے۔ خاص طور پر وہ افراد جن کی پہلی بار ملاقات ہوتی ہے۔ یہ اس موقع پر ان افراد کے جذبات کی وجہ ہوتی ہے نہ کہ کوئی خوف۔ میں بھی ایک انسان ہوں۔ ایک بار ایک شخص آنحضور ﷺ سے ملا اور کانپ رہا تھا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ خوفزدہ مت ہو۔ میں بھی ایک انسان ہوں اور ایک عورت کا بچہ ہوں جسے کھانے کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ بہرحال ہم سب انسان ہی ہیں۔ لیکن اگر احترام کی وجہ سے کوئی جذبات کی وجہ سے اپنی بات نہ بیان کر سکے تو یہ ایک الگ بات ہے۔ ورنہ میرے سے خوفزدہ ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

☆ ایک افریقین دوست جن کا تعلق لنڈن سے تھا سوال کیا کہ کیا ایک احمدی لڑکی ایسے سکول میں پڑھائی کر سکتی ہے جو کے غیر احمدیوں کے تحت چلایا جا رہا ہو؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

اس کی ممانعت ویسے تو نہیں ہے۔ اگر ایک احمدی لڑکی ایک ایسے girl اسکول میں جو غیر احمدی کے تحت ہے بہتر رنگ میں تعلیم حاصل کر سکتی ہے اور وہ وہاں محض سیکولر تعلیم دیتے ہوں تو اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ ایسے اسکول میں تعلیم حاصل کی جائے۔ آپ کا تعلق تو لندن سے ہے۔ تو ادھر کیا کوئی احمدی اسکول موجود ہے؟ آپ کے تمام بچے یا تو حکومتی سکول میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں یا پھر چرچ اسکول میں؟ اگر وہ چرچ سکول میں تعلیم حاصل کر سکتے ہیں تو پھر ایک غیر احمدی سکول میں تعلیم حاصل کیوں نہیں کر سکتے۔

☆ ایک غیر از جماعت خاتون نے سوال کیا کہ میں احمدی تو نہیں ہوں۔ میرے والدین بھی ساتھ ہیں جو میرے ساتھ موجود ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ آپ دنیا میں تبدیلی کس طرح لانا چاہتے ہیں؟ کیونکہ آج کل بہت سے ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو احمدی مسلمانوں پر حملے کرتے ہیں اور اس طرح سے احمدی مسلمان محفوظ نہیں ہیں۔ تو آپ اس صورتِ حال کو کس طرح سے بدلنا چاہتے ہیں۔ یورپ میں بھی اور تمام دنیا کے ممالک میں بھی احمدی کس طرح تبدیلی لا سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا

احمدیہ مسلم جماعت ایک مذہبی جماعت ہے۔ جو مذہبی جماعتیں ہوتی ہیں وہ صرف ایک رات میں ہی نہیں دنیا میں غالب آجاتیں۔ اور نہ ہی اپنے تمام علاقہ میں پھیل جاتی ہیں۔ بہت سے انبیاء اب تک آچکے ہیں۔ ہمارے ایمان کے مطابق ہر ملک میں نبی گزرا ہے۔ کیا ان انبیاء نے تمام دنیا میں تبدیلی کی؟ یا پھر اپنے تمام علاقہ میں تبدیلی لائے؟ اتنے انبیاء گزرے ہیں جن کو ان کی قوم نے قبول نہیں کیا۔ ان کے پیغام کا انکار کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ ان پر ظلم ہوا۔ آخر کار خدا تعالیٰ نے ان کی قوموں کو سزا دی۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت ایک مذہبی جماعت ہے۔ آنحضور ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق امام مہدی کا ظہور آخری زمانہ میں ہونا تھا اور اس نے آکر اسلامی تعلیم کو دوبارہ سے زندہ کرنا تھا اور اسلام کا پیغام پھیلانا تھا۔ ان دنوں میں چونکہ میڈیا نے بھی بہت ترقی کر لی ہوگی تو آپ لوگوں کو اس ذریعہ سے دنیا کے ہر کونے تک کامیابی حاصل ہوگی۔ تو ہم بالکل یہ کام کر رہے ہیں۔ ایک فرد جس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے وہ ایک دور دراز کے علاقہ قادیان میں رہتا تھا جو ہندوستان کے ایک صوبہ پنجاب میں واقع ہے جدھر کوئی سڑک نہیں جاتی تھی اور نہ ہی کوئی ٹرین۔ اس نے اس زمانہ میں دعویٰ کیا اور اس کا پیغام اس چھوٹے سے گاؤں سے باہر پھیلا اور ہندوستان کے بڑے شہروں تک پہنچا اور پھر برّصغیر تک جا پہنچا اور پھر یہ پیغام تمام سرحدیں پار کر کے دور جگہوں تک پہنچا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہی یہ پیغام امریکہ اور یُوکے تک بھی پھیل گیا تھا۔ اس وقت سے احمدیہ مسلم جماعت مسلسل پھیل رہی ہے اور اب تو ہم دنیا کے 212 ممالک میں پھیل چکے ہیں۔ ہر سال افریقہ اور دنیا کے دیگر حصوں میں بھی ایک بڑی تعداد میں احمدی ہو رہے ہیں اور ہم دن بدن بڑھ رہے ہیں۔ اور امید ہے کہ انشاء اللہ ایک دن اسلام کا حقیقی پیغام پوری دنیا تک پھیل جائے گا اور اکثریت اس پیغام کو مان بھی لے گی۔ اور یہ سب احمدیہ مسلم جماعت کے تبلیغی کام سے ہوگا۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ ایک رات میں پوری دنیا میں تبدیلی لائیں گے لیکن ہم یہ کام جاری رکھیں گے اور ہم اپنا کام نہیں چھوڑیں گے اور انشاء اللہ ایک دن لوگوں کے دل جیت کر ہم فتحیاب ہوں گے۔ ہم نے اس طرح سے لوگوں کو اسلام کے جھنڈے کے نیچے جمع کرنا ہے جو پھر وحدہٗ لاشریک خدا کے سامنے جھک جائیں گے اور اسلام کے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کو قبول کر لیں گے۔

☆ ماریشس سے تعلق رکھنے والے صاحب نے عرض کیا کہ حضور، جب آپ کا اگلا افریقہ کا دورہ ہو تو ماریشس کو بھی یاد رکھیے گا۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا

ماریشس تو افریقہ کے اس علاقہ میں ہے جو ایشیا کے قریب ہے۔ تو اگر میں افریقہ جاؤں گا بھی تو ماریشس نہیں جا سکوں گا۔

☆ ایک مہمان نے عرض کیا کہ اس کا تعلق کانگو برازاویل سے ہے اور وہ ایک صحافی ہیں اور احمدی نہیں ہیں۔ خلیفہ کو دیکھ کر نہایت ہی حیران ہوں کہ خلیفہ ہمارے درمیان بیٹھے ہیں اور یہ بالکل بھی وہ خلیفہ نہیں لگ رہے جس اسلام اور خلیفہ کے بارہ میں ہم سنتے آئے ہیں۔ یہ تو بالکل مختلف ہیں۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ اصل اسلام تو آپ کے پاس ہے۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بھی کتب کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ اسلام جس کے بارہ میں حضور ہمیں بتا رہے ہیں وہ تو امن اور پیار والا ہے۔ اب ہم دنیا کو کس طرح تبدیل کر سکتے ہیں۔ ہم ہر جگہ جنگ و جدال دیکھ رہے ہیں۔ ہمیں ان جنگوں کے پیچھے مغربی ممالک کے ہاتھ نظر آ رہے ہیں۔ خواہ وہ افریقہ میں ہوں یا middle east میں ہوں۔ ہر جگہ بڑی طاقتیں پیچھے ہیں۔ آپ اب کس طرح دنیا میں تبدیلی لانا چاہتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بناسرہ العزیز نے فرمایا

پہلی بات تو یہ ہے کہ جو خلافت کے بارہ میں آپ کہہ رہے ہیں، تو اس بارہ میں واضح ہو کہ خود کسی کو اجازت نہیں کہ وہ کہے مَیں ایک خلیفہ ہوں۔ خلافت کے نظام کے لئے ایک باقاعدہ اصول ہے جو کہ رسول کریم ﷺ نے بیان فرما دیا ہے۔ اور وہ یہ کہ آخری زمانہ میں امام مہدی اور مسیح موعود آئے گا اور وہ اسلام کی اصل تعلیم کو دوبارہ زندہ کرے گا۔ اس کے بعد خلافت کا نظام دوبارہ سے قائم ہوگا۔ تو یہ وہ سچی خلافت ہے اور اس کے ساتھ حضور ﷺ نے یہ ضمانت بھی دی کہ یہ خلافت کامیاب ہوگی اور دنیا پر فتحیاب ہوگی لوگوں کے دلوں پر بھی غلبہ پائے گی۔

جیسا کہ میں نے پہلے بھی اس خاتون کو جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ یہ کامیابی کچھ وقت چاہتی ہے۔ اب وہ ایک فرد جس نے ہندوستان کے ایک دور دراز علاقہ میں ہوتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ وہ مسیح موعود ہیں۔ اُس وقت اُدھر نہ تو کوئی ٹرانسپورٹ کے ذرائع تھے اور نہ ہی کوئی اور ایسی سہولتیں تھی۔ لیکن پھر بھی آپ کی وفات کے وقت ان کے پیروکاروں کی تعداد چار لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اور ان کے بعد بھی اب دیکھ رہے ہیں کہ جماعت احمدیہ پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ اس ایک گاؤں سے پیغام پھیلا اور آج تک دنیا کے 212 ممالک تک پھیل گیا۔ اور افریقہ میں بھی بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ ہر سال لاکھوں لوگ جماعت احمدیہ میں داخل ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ اس لئے امید ہے کہ انشاء اللہ ایک دن ہم دنیا کی اکثریت کے دل جیت لیں گے اور وہ لوگ اسلام کی حقیقی تعلیم جان لیں گے۔ اور وہ تعلیم یہ ہے کہ امن، پیار اور ہم آہنگی۔

ہمارا اسلام کوئی نیا اسلام نہیں ہے۔ ہمارا اسلام وہی اسلام ہے جو آنحضرت ﷺ لائے تھے۔ اور وہ پیار و امن اور ہم آہنگی والا ہے۔ آپ ﷺ کے زمانہ کے دوران بھی وہ ابتدائی تیرہ سال تک نہیں پھیلے تھے۔ جب آپ ﷺ نے مکہ سے ہجرت فرمائی اور مکہ والوں نے مدینہ کے قلیل تعداد مسلمانوں پر حملہ کیا تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مسلمانوں کو اپنے دفاع کی اجازت دی کہ اب آپ لوگ ان کے مظالم کا جواب دے سکتے ہو اور اپنا دفاع کر سکتے ہو۔ اگر وہ ایک حملہ کریں تو اب ان کے خلاف لڑ بھی سکتے ہو۔ یہ وہ پہلا حکم تھا دفاعی جنگ کا جو کہ حضرت محمد ﷺ کو دیا گیا تھا۔ ساتھ یہ بھی واضح کر دیا اور قرآن کریم میں یہ ذکر ملتا ہے کہ اگر تم نے ان کے مظالم کا جواب نہیں دیا جو کہ نہ صرف مسلمانوں کو مٹانا چاہتے تھے بلکہ اس مذہب کو بھی صفحۂ ہستی سے مٹانا چاہتے تھے، تو پھر کوئی بھی مندر یا synagogue یا چرچ یا مسجد نہ بچے گی۔ یہ جنگ کا پہلا حکم تھا جو دیا گیا تھا۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ جو حکم مسلمانوں کو دیا گیا تھا وہ یہ تھا کہ دشمنوں کو اسی طرز سے جواب دیں جس طرز سے وہ حملہ کر رہے ہیں۔ اور اس کا مقصد یہ تھا کہ مذہب کو بچایا جائے۔ تو حقیقی اسلام یہ تھا۔ اور آج جو اسلام کے دشمن ہیں وہ اسلام کے خلاف جنگ نہیں کر رہے۔ اب اسلام پر حملہ کرنے کی طرز بدل گئی ہے۔ اس لئے ہمیں بھی اسی طرح جواب دینا ہوگا جس طرح دشمن اسلام پر حملہ آور ہے اور بالکل یہ کام جماعت احمدیہ کر رہی ہے کہ اسلام کا حقیقی پیغام دنیا بھر میں پھیلایا جائے اور اسلام کی امن پسند تعلیم دنیا کے سامنے رکھی جائے۔ ہم اس طرح تبلیغ کر رہے ہیں کہ لٹریچر شائع کر رہے ہیں اور electronic میڈیا کے ذریعہ سے بھی پیغام پہنچا رہے ہیں۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہر سال لاکھوں لوگ ہماری جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ انشاء اللہ ایک دن ہم اکثریت میں ہوں گے۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی جس کے ساتھ یہ ملاقات کا پروگرام اپنے اختتام کو پہنچا۔

بعد ازاں 9 بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لا کر نماز مغرب و عشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزی اپنی رہائشگاہ پر تشریگ لے گئے۔

..........................(باقی آئندہ)

☆...☆...☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت حکیم میر حسام الدین صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 5 اور 6 ستمبر 2012ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب نے اپنے ایک مضمون میں حضرت حکیم میر حسام الدین صاحب سیالکوٹیؓ کی سیرت و سوانح پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنے مامورین کی صداقت کے نشانوں میں ایک نشان اُن کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی کو بھی رکھا ہے (سورۃ یونس آیت 17)۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ نے اسی آیت کی روشنی میں فرمایا:

’’…تم کوئی عیب افتراء یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افتراء کا عادی ہے یہ بھی اُس نے جھوٹ بولا ہوگا۔ کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نقطہ چینی کرسکتا ہے۔ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اس نے ابتدا سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین)

حضرت اقدسؑ پر ابتدا میں ایک طبقہ وہ بھی ایمان لایا تھا جو آپؑ کی ابتدائی زندگی کی نیک عادات وخصائل کا گواہ تھا۔ انہی میں حضرت حکیم میر حسام الدین صاحبؓ ولد میر فیض صاحب تھے جن کے بارہ میں حضور اقدسؑ نے ’’لیکچر سیالکوٹ‘‘ میں فرمایا:

’’میں اپنے اوائل زمانہ کی عمر میں سے ایک حصہ اس (سیالکوٹ۔ ناقل) میں گزار چکا ہوں اور شہر کی گلیوں میں بہت سا پھر چکا ہوں۔ میرے اس زمانہ کے دوست اور مخلص اس شہر میں ایک بزرگ ہیں یعنی حکیم حسام الدین صاحب جن کو اُس وقت بھی مجھ سے بہت محبت رہی ہے، وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ وہ کیسا زمانہ تھا اور کیسی گمنامی کے گڑھے میں میرا وجود تھا…‘‘۔

حضرت مسیح موعودؑ اپنی ابتدائی عمر میں جب والد محترم کے اصرار پر ملازمت کے سلسلے میں سیالکوٹ میں مقیم ہوئے تو آپؓ کے مطب کی متّصل بیٹھک میں ہی فروکش ہوئے جہاں حضورؑ کی عملی زندگی کو آپؓ نے بچشم خود مشاہدہ کیا۔ یہ تقریباً 1864ء کی بات ہے۔ اس زمانے میں آپ کو حضورؑ سے قانونچہ اور موجز کا بھی کچھ حصہ پڑھنے کی سعادت ملی۔ آپ نے حضور کو عین عنفوان شباب میں دیکھا تھا اور حضور کی متقیانہ زندگی کا آپ پر خاص اثر تھا۔ حضورؑ کی نیم شبی دعاؤں اور قرآن مجید کے ساتھ عشق و محبت کے نظارے آپ کے دل کو تسخیر کر چکے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ دعویٰ ماموریت کا اعلان سنتے ہی حضور کے غلاموں میں شامل ہوگئے۔

حضرت بابو برکت علی صاحبؓ جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ گجرات بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حکیم حسام الدین صاحب سے پوچھا کہ آپ باوجود اتنے مغلوب الغضب ہونے کے جبکہ آپ کی یہ حالت ہے کہ آپ کسی کی بات بھی نہیں سن سکتے تو آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کو کیسے مان لیا؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے بات تو معقول کی ہے، مَیں تو کبھی بھی نہ مانتا اگر میں ان کے چال چلن سے پوری طرح واقف نہ ہوتا کیونکہ جبکہ حضرت مرزا صاحب سیالکوٹ میں ملازم تھے اور اس وقت آپ عالم شباب میں تھے تو مَیں نے اُس وقت آپ کو دیکھا کہ آپ سوائے کچہری کے اوقات کے ہر وقت عبادت میں رہتے تھے اور کوئی ایک آیت قرآن مجید کی سامنے لٹکا لیتے تھے۔ مَیں اکثر آپ کے پاس آیا جایا کرتا تھا، جب آتا تو کوئی نہ کوئی آیت سامنے لکھ کر لٹکائی ہوتی تھی۔ آخر میں نے ایک دن دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ میں مختلف اوقات میں مختلف آیات لٹکی ہوئی دیکھتا ہوں، تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ اسلام اور آنحضرت ﷺ پر دس ہزار اعتراض ہوا ہے۔ تو میں نے کہا کہ کیا ہوا، آپ کو اس سے کیا غرض؟ اگر دشمنانِ اسلام نے اعتراض کئے ہیں تو وہ مولوی جانیں، آپ کو اس سے کیا غرض؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں تو برداشت نہیں کرسکتا۔ تو میں نے کہا پھر آپ کیا کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں وہ آیات جن پر مخالفین نے اعتراضات کیے ہیں اُن میں سے ایک ایک آیت کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں، جب تک اس کا جواب نہیں ملتا تب تک اسے نہیں چھوڑتا، جب اُس کا جواب مل جاتا ہے تو دوسری آیت لٹکا دیتا ہوں۔ پس جتنا عرصہ وہ سیالکوٹ میں رہے ہیں اسی طرح کرتے رہے۔ پھر جب آپ سیالکوٹ سے چلے گئے اور دعویٰ کیا تو اس وقت میں نے آپ کو مان لیا اس لیے کہ آپ کی جوانی کی زندگی بالکل پاک تھی اور قرآن مجید خدا سے سیکھا تھا۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی تو ابتدا دعوئ مسیحیت سے ہی بیعت میں داخل ہوگئے تھے مگر اُن کے والد حکیم حسام الدین صاحب جو بڑے طنطنہ کے آدمی تھے، وہ اعتقاد تو عمدہ رکھتے تھے مگر بیعت میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ سے وہ بڑے تھے اور سیالکوٹ کے زمانہ کے دوست بھی تھے۔ میر حامد شاہ صاحب ہمیشہ ان کو بیعت کے لئے کہتے رہتے تھے مگر وہ ٹال دیتے تھے، ان کو اپنی بڑائی کا بہت خیال تھا۔ ایک دفعہ شاہ صاحب ان کو قادیان لے آئے اور سب دوستوں نے ان پر زور دیا کہ جب آپ سب کچھ مانتے ہیں تو پھر بیعت بھی کیجیے۔ خیر انہوں نے مان لیا مگر یہ کہا کہ مَیں اپنی وضع کا آدمی ہوں، لوگوں کے سامنے بیعت نہ کروں گا، مجھ سے خفیہ بیعت لے لیں۔ میر حامد شاہ صاحب نے اسے ہی غنیمت سمجھا۔ حضرت صاحب سے ذکر کیا تو آپؑ نے منظور فرمالیا اور علیحدگی میں حکیم صاحب مرحوم کی بیعت لے لی۔

فروری 1892ء میں حضرت مسیح موعودؑ سیالکوٹ تشریف لے گئے تو حضرت میر حسام الدین صاحبؓ کے گھر پر ہی فروکش ہوئے۔ اس موقع پر دیگر احباب کے علاوہ حضرت میر صاحبؓ کے خاندان کی خواتین کو بھی بیعت کی سعادت نصیب ہوئی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے کتاب ’’لیکچر سیالکوٹ‘‘ میں حضرت میر حسّام الدین صاحبؓ کا ذکر اپنی ابتدائی زندگی کے گواہ کے طور پر کیا ہے۔ نیز کتاب ’’نزول المسیح‘‘ میں اپنی صداقت کے طور پر اپنی پیشگوئیوں کے پورا ہونے کا ذکر فرمایا ہے جہاں پیشگوئی نمبر 60 بابت مقدمہ ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک میں اور پیشگوئی نمبر 121 بابت مولوی عبداللہ غزنوی صاحب کے گواہوں میں بھی آپؓ کا نام درج فرمایا ہے۔ اسی طرح عربی تصنیف ’’حمامۃ البشریٰ‘‘ میں حضورؑ نے اپنے ایک مخلص عربی مرید حضرت محمد بن احمد المکیؓ کے خط کا ذکر فرمایا ہے جس میں انہوں نے حضرت حکیم صاحبؓ کے نام بھی سلام بھجوایا ہے۔ پھر حضورؑ نے اپنی کتاب ’’کتاب البریہ‘‘ میں گورنمنٹ کے نام اپنی پُرامن جماعت کے بعض معززین کی فہرست درج فرمائی ہے جس میں 162 نمبر پر ’’حکیم سید حسام الدین صاحب رئیس سیالکوٹ‘‘ کا نام شامل فرمایا ہے۔

حضرت حکیم صاحب جب قادیان حاضر ہوتے تو یہاں بھی خدمات بجالاتے، حضورؑ آپ کو بھی مشوروں میں شامل کرتے۔ آپ کو تعمیرات کا ذوق تھا، منارۃ المسیح کی تعمیر کا کام جب شروع ہوا تو حضور نے آپ کو سیالکوٹ سے بلوایا اور آپ کو ہی اس کا اہتمام دیا گیا اور آپؓ نے اپنے صاحبزادے حضرت سید محمد رشید صاحبؓ کو اس کام پر مامور کیا۔ حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت مسیح موعودؑ نے لوگوں کو جمع کر کے مینارہ کے متعلق مشورہ کیا تو حضرت میر حسام الدین صاحبؓ نے تقریر کی اور کہا اگر یہ بنوانا ہے تو اس پر دس ہزار روپیہ لگے گا اور اس سے کم میں یہ تیار نہیں ہوسکتا۔ حضور نے فرمایا کہ اتنا روپیہ بہت ہے، اتنا روپیہ یہ غریب جماعت کہاں سے لاوے گی، کچھ کم تخمینہ کرو۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ کپورتھلوی فرماتے ہیں: حضرت مسیح موعودؑ کی عادت تھی کہ مہمانوں کے لئے دوستوں سے پوچھ پوچھ کر عمدہ عمدہ کھانے پکواتے تھے۔ حکیم حسام الدین صاحب سیالکوٹی ضعیف العمر آدمی تھے، اُن کو بلایا اور فرمایا کہ میر صاحب کوئی عمدہ کھانا بتلائیے جو مہمانوں کے لئے پکوایا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مَیں شب دیگ بہت عمدہ پکوانی جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا! اور ایک مٹھی روپوں کی نکال کر ان کے آگے رکھ دی، انہوں نے بقدر ضرورت روپے اُٹھا لئے اور آخر انہوں نے بہت سے شلجم منگوائے اور چالیس پچاس کے قریب کھونٹیاں لکڑی کی بنوائیں، شلجم چھلوا کر کھونٹیوں سے کوچے لگوانے شروع کئے اور ان میں مصالحہ اور زعفران وغیرہ ایسی چیزیں بھروائیں، پھر وہ دیگ پکوائی جو واقعہ میں بہت لذیذ تھی اور حضرت صاحب نے بھی بہت تعریف فرمائی اور مہمانوں کو کھلائی گئی۔

حضرت مسیح موعودؑ پرانے تعلقات کی وجہ سے آپ کو نہایت محبت اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور آپ کی دلجوئی فرماتے۔ حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ ایک دفعہ سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اتفاق سے جماعت نے آپ کے قیام کے لئے جو بالا خانہ تجویز کیا وہ بغیر منڈیر کے تھا، آپؑ کو چونکہ اس بات کا علم نہیں تھا کہ اس مکان کی چھت پر منڈیر نہیں اس لئے آپؑ مکان میں تشریف لے گئے مگر جونہی آپؑ کو معلوم ہوا کہ اس کی منڈیر نہیں، آپؑ نے فرمایا کہ منڈیر کے بغیر مکان کی چھت پر رہنا جائز نہیں اس لئے ہم اس مکان میں نہیں رہ سکتے۔ پھر آپؑ نے مجھے بلایا اور فرمایا ابھی سید حامد شاہ صاحب کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم کل واپس جائیں گے کیونکہ ایسے مکان میں رہنا شریعت کے خلاف ہے۔ وہ بڑے مخلص اور سلسلہ کے فدائی تھے انہوں نے جب یہ سنا تو ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے مگر کہا کہ بہت اچھا، حضرت صاحب سے عرض کر دیجئے کہ ہم انتظام کر دیتے ہیں۔ جماعت کے دوستوں کو معلوم ہوا تو ایک کے بعد دوسرے دوست نے آنا شروع کر دیا اور انہوں نے کہا کہ حضرت صاحب سے عرض کیا جائے کہ وہ ہماری اس غلطی کو معاف فرمادیں، ہم ابھی آپ کے لئے کسی اور مکان کا انتظام کر دیتے ہیں، وہ خدا کے لئے سیالکوٹ سے نہ جائیں۔ مگر شاہ صاحب نے فرمایا میں اس بات کو پیش کرنا ادب کے خلاف سمجھتا ہوں۔ جب حضرت صاحب نے فرما دیا ہے کہ اب ہم واپس جائیں گے تو ہمیں حضورؑ کی واپسی کا انتظام کرنا چاہیے۔ اتنے میں اُن کے والد میر حسام الدین صاحب مرحوم کو اس بات کا پتہ لگ گیا، وہ حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ بہت بے تکلفی کے ساتھ گفتگو فرما لیا کرتے تھے اور تھے بھی حضور کے پرانے دوستوں میں سے۔ سیالکوٹ میں حضرت مسیح موعودؑ کا جو زمانۂ ملازمت گزرا ہے اُس میں میر صاحب کے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ دوستانہ تعلقات رہ چکے تھے اِس لئے وہ بے تکلفی سے گفتگو کرلیا کرتے تھے۔ وہ یہ سنتے ہی مکان پر تشریف لائے اور بڑے زور سے کہا بلاؤ مرزا صاحب کو۔ میرا چونکہ اُن سے کوئی تعارف نہیں تھا اس لئے میں تو نہ سمجھ سکا کہ یہ کون دوست ہیں۔ خیر میں گیا اور حضرت مسیح موعودؑ سے کہا کہ ایک بُڈھا سا آدمی باہر کھڑا ہے اور وہ کہتا ہے کہ بلاؤ مرزا صاحب کو، نام حسام الدین ہے۔ حضرت مسیح موعود یہ سنتے ہی اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیڑھیوں سے نیچے اُترنا شروع کر دیا۔ ابھی آپ آخری سیڑھی پر نہیں پہنچے تھے کہ میر صاحب نے رو کر اور بڑے زور سے چیخ مار کر کہا کہ اس بڈھے واریں مینوں ذلیل کرنا ہے، ساڈا تے نک وڈیا جائے گا۔ یعنی کیا اس بڑھاپے میں آپ مجھے لوگوں میں رُسوا کرنا چاہتے ہیں میری تو ناک کٹ جائے گی اگر آپ واپس چلے گئے۔ حضرت مسیح موعودؑ پر اس کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ آپ نے فرمایا سید صاحب! ہم بالکل نہیں جاتے، آپ بے فکر رہیں۔ چنانچہ فوراً جماعت نے کیلے گاڑ کر قناتیں لگا دیں اور شریعت کا منشا بھی پورا ہوگیا اور حضرت مسیح موعودؑ کو جو شکایت تھی وہ دُور ہوگئی۔

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ بھی حکیم صاحب سے بہت محبت رکھتے تھے۔ حکیم صاحب مرحوم تیز طبیعت واقع ہوئے تھے لیکن حضرت اقدسؑ کے سامنے وہ بہت مؤدب اور محتاط ہوتے تھے۔ حضورؑ کو بھی حکیم صاحب کی دلجوئی اور خاطرداری ہمیشہ ملحوظ رہتی تھی۔

مارچ 1901ء میں رسالہ ریویو آف ریلیجنز کا اجراء ہوا تو ایک مستقل فنڈ کی بنیاد رکھی گئی۔ اس تحریک پر لبّیک کہنے والوں میں حضرت میر حسّام الدین صاحبؓ اور آپؓ کے بیٹے حضرت میر حامد شاہ صاحبؓ بھی شامل تھے۔

اسی طرح کتاب تحفہ قیصریہ کے آخر میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی 1897ء کے شرکاء اور ان احباب کے نام درج ہیں جنہوں نے چندہ دیا۔ آپؓ اس جلسے میں شامل تو نہ ہوسکے لیکن ایک روپیہ چندہ بھجوایا، آپ کا نام اس فہرست میں 269 نمبر پر درج ہے۔

ستمبر 1898ء میں آپؓ کے داماد حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحبؓ کی وفات ہوئی تو حضرت اقدسؑ نے قادیان میں نماز جنازہ غائب پڑھائی اور آپؓ کے نام تعزیتی مکتوب تحریر فرمایا جس کا آغاز یوں فرمایا:

’’مجی مکرمی اخویم حکیم سید حسام الدین صاحب سلمہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس وقت یک دفعہ دردناک مصیبت واقعہ وفات اخویم سید خصیلت علی شاہ صاحب مرحوم کی خبر سن کر وہ صدمہ

دل پر ہے جو تحریر اور تقریر سے باہر ہے، طبیعت اس غم سے بے قرار ہوئی جاتی ہے،...‘‘

حضرت حکیم میر حسام الدین صاحبؓ نے اگست 1913ء میں وفات پائی۔ آپؓ کی وفات پر آپؓ کے بیٹے حضرت میر حامد شاہ صاحبؓ نے فارسی زبان میں ایک حمدیہ نظم بھی لکھی جس میں یہ بھی لکھا:

’’تیرا فضل و احسان اس طرح ہوا ہے کہ اگرچہ تُو نہاں ہے مگر میں تجھے عیاں دیکھتا ہوں۔ تُو نے مجھے عدم سے زندگی عطا کی تا کہ میں اس جہان کا نظارہ کروں۔ طفولیت میں میری ماں کی گود میں تُو نے اپنا دارِ جنت دکھا دیا۔ تُو نے مجھ بے دست و پا کو پالا پوسا، مجھے عقل و ذہانت بخشی۔ میری عمر کے 53 سال گزر گئے، ہر مشکل میں مَیں نے تیری مہربانی کا مشاہدہ کیا۔ تُو نے میرے باپ کو اتنا جاہ و اقبال عطا کیا کہ دین و دیانت میں انہیں شہرت ملی۔ مجھے اُن کی خدمت کی توفیق دی، مَیں نے اُن سے ادب و متانت سیکھی۔ اب میرے سر سے وہ سایۂ پدرم جاتا رہا تا کہ تیرے دوسرے نشانات ظاہر ہوں۔... اے خدائے ذوالعجائب! والد کی وفات پر مَیں تجھ سے ہی استعانت چاہتا ہوں۔ پہلے بھی جو کچھ ہوا، تیری ہی مہربانی سے ہوا۔ مَیں تیرے کرم کے بحرِ بیکراں سے ہرگز مایوس نہیں۔ اپنے فضل و کرم سے میرا دستگیر بن کہ مَیں ایک لحہ بھی تجھ سے گریزاں نہیں ہوسکتا۔ تُو اپنا آپ اپنے حامدؔ پر عیاں فرما کہ اس سے تُو غائب و نہاں ہے۔‘‘

حضرت میر حسّام الدین صاحبؓ کی اہلیہ بھی جذبۂ ایمان سے پُر اور مخلص خاتون تھیں اور رؤیا صالحہ کے درجہ سے مشرف تھیں۔ 1907ء میں جب حضرت اقدسؑ کے بیٹے حضرت مرزا مبارک احمد صاحب کی وفات ہوئی تو اُن کی وفات کے متعلق آپؓ کی ایک خواب کا ذکر ملفوظات میں اس طرح محفوظ ہے: ’’سید میر حامد شاہ صاحب نے عرض کی کہ حضور میری والدہ نے آج صبح کو خواب میں دیکھا تھا کہ حضور کے چار روشن ستارے ہیں، ایک اُن میں سے ٹوٹ کر زمین کے اندر چلا گیا ہے‘‘۔ حضرت میر صاحبؓ کی اس بیوی کی وفات حضرت مسیح موعودؑ کے دَور میں ہی ہوگئی تھی جس کے بعد حضورؑ نے آپؓ کی دوسری شادی کا بھی اظہار فرمایا تھا۔ اس وقت حضرت میر صاحبؓ بہت معمّر تھے اور غالب گمان یہی ہے کہ یہ شادی عمل میں نہیں آئی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت میر صاحبؓ کو نہایت نیک اور صالح اولاد سے نوازا تھا جو آپ ہی کی طرح خادم دین اور مخلص تھی۔ معلوم اولاد درج ذیل ہے:

(1) حضرت سید حامد شاہ صاحب تقریباً 1859ء میں پیدا ہوئے، 1877ء میں سکاچ مشن سکول سیالکوٹ سے مڈل کا امتحان پاس کیا اور ڈی سی آفس میں ملازم ہو گئے۔ آپ نے 29 دسمبر 1890ء کو بیعت کی۔ آپ نظم و نثر میں کمال رکھتے تھے، متعدد کتابیں لکھیں۔ حضرت اقدسؑ نے اپنی کتاب ’’ازالہ اوہام‘‘ میں آپ کی نسبت تحریر فرمایا: ’’سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی۔ یہ سید صاحب محب صادق اور اس عاجز کے ایک نہایت مخلص دوست کے بیٹے ہیں جس قدر خدا تعالیٰ نے شعر اور سخن میں اُن کو قوت بیان دی ہے وہ رسالہ قول فصیح کے دیکھنے سے ظاہر ہوگی۔ میر حامد شاہ کے بشرہ سے علامات صدق و اخلاص و محبت ظاہر ہیں اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ وہ اسلام کی تائید میں اپنی نظم و نثر سے عمدہ عمدہ خدمتیں بجالائیں گے۔ اُن کا جوش سے بھرا ہوا اخلاص اور ان کی محبت صافی جس حد تک مجھے معلوم ہوتی ہے، میں اس کا اندازہ نہیں کرسکتا۔ مجھے نہایت خوشی ہے کہ وہ میرے پُرانے دوست میر حسام الدین صاحب رئیس سیالکوٹ کے خلف رشید ہیں۔‘‘

حضور علیہ السلام نے اپنی دیگر تحریرات و ملفوظات میں بھی آپؓ کا ذکر فرمایا ہے۔ 15 نومبر 1918ء کو قریباً 60 سال کی عمر میں وفات پائی، حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ہدایت پر جنازہ سیالکوٹ سے قادیان لایا گیا اور بہشتی مقبرہ قادیان میں مدفون ہوئے۔

(2) حضرت میر محمود شاہ صاحبؓ بھی حضرت مسیح موعودؑ کے 313 صحابہ میں سے تھے۔ 27 مارچ 1891ء کو آپؓ نے بیعت کی توفیق پائی۔ آپؓ ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے دفتر میں نقل نویس تھے۔ 1892ء کے جلسہ قادیان میں بھی شامل ہوئے۔ 313 صحابہ کی فہرست میں 93 نمبر پر آپؓ کا نام ہے جہاں نام کے ساتھ مرحوم لکھا ہے جس کا مطلب ہے آپ نے 1897ء سے پہلے وفات پائی۔

آپؓ کی اہلیہ محترمہ حضرت صغریٰ بیگم صاحبہؓ نے 7 فروری 1892ء کو حضورؑ کے سفر سیالکوٹ کے موقع پر بیعت کی توفیق پائی تھی۔

(3) حضرت سید محمد سعید صاحبؓ بھی ابتدائی احمدیوں میں سے تھے۔ حضرت بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانیؓ بیان کرتے ہیں کہ بیعت (1895ء) سے قبل جب اسلام اور احمدیت کا مطالعہ کر رہا تھا اسی دوران سیالکوٹ میں حضرت میر حسام الدین صاحبؓ کے قریبی رشتہ دار حضرت بشیر حیدر صاحبؓ کی بیٹھک میں ٹھہرا۔ ان دنوں عبداللہ آتھم کی پیشگوئی کا چرچا تھا اور تقریباً روزانہ اس مسئلہ پر بحث ہوتی تھی، اس پیشگوئی کی صداقت کے حق میں دلائل دینے والے سادات فیملی کے نوجوان تھے جن میں حضرت سید محمد سعید صاحب بھی شامل تھے۔ انہوں نے 1907ء میں وفات پائی۔

(4) حضرت سید محمد رشید صاحبؓ محکمہ انہار میں کلرک تھے۔ آپؓ منارۃ المسیح کے ابتدائی کام کے انچارج رہے، اینٹیں تیار کروائیں۔ آپؓ مع اہل و عیال آئے تھے اور آپؓ کے قیام کی خاطر بک ڈپو کے اوپر کا چوبارہ اور اس کے جنوبی جانب کا کمرہ جو گلی کے اوپر ہے تیار کروایا گیا تھا۔ آپ اور آپؓ کے بڑے بھائی حضرت سید محمد سعید صاحبؓ دونوں کی بیعت کا اندراج اخبار الحکم 10 نومبر 1899ء میں موجود ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب ’’حقیقۃ الوحی‘‘ میں اپنی ایک پیشگوئی کی تصدیق میں آپؓ کا تصدیقی خط بھی درج فرمایا ہے۔

(5) حضرت سیدہ حمیدہ بیگم صاحبہ کی شادی 1877ء میں حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحب (یکے از 313۔ بیعت 9 جولائی 1891ء۔ وفات 15 ستمبر 1898ء) کے ساتھ ہوئی۔ حضرت سیدہ حمیدہ بیگم صاحبہؓ نظام وصیت میں شامل تھیں۔ آپؓ نے 22 جولائی 1945ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئیں۔ آپ کی اولاد میں تین بیٹیاں شامل تھیں۔

(6) حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہؓ نے بھی 7 فروری 1892ء کو حضورؑ کے سفر سیالکوٹ کے موقع پر بیعت کی توفیق پائی تھی۔ آپؓ کی شادی حضرت سید امیر علی شاہ صاحبؓ سارجنٹ پولیس (یکے از 313۔ بیعت 29 مئی 1891ء) جو حضرت سید خصیلت علی شاہ صاحبؓ کے بھائی تھے، کے ساتھ ہوئی تھی۔

...❁...❁...❁...

مکرم مبارک محمود صاحب مربی سلسلہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 14 ستمبر 2012ء میں مکرم مظفر احمد درّانی صاحب کے قلم سے مکرم مبارک محمود صاحب مربی سلسلہ کا ذکر خیر شامل اشاعت ہے۔ قبل ازیں 22 جنوری 2016ء کے الفضل انٹرنیشنل کے اسی کالم میں مرحوم کا ذکر خیر کیا جاچکا ہے۔

مضمون نگار رقمطراز ہیں کہ مکرم مبارک محمود صاحب مربی سلسلہ ابن مکرم سیف علی شاہد صاحب امیر ضلع میرپورخاص سے خاکسار کا تعلق بہت پرانا ہے۔ 1989ء میں بطور مربی ضلع جھنگ میری تقرری ہوئی تو اُن دنوں عنایت پور بھٹیاں میں مکرم مبارک محمود صاحب تعینات تھے جہاں آپ سے میرا باقاعدہ تعارف ہوا۔ ہم دونوں نے ایک سائیکل پر بیٹھ کر اُن کے حلقہ کی جماعتوں کے دورے کئے۔

ایک ہی حلقہ میں مکرم مبارک محمود صاحب کے ساتھ کام کرنے سے معلوم ہوا کہ آپ بہت شریف النفس، بے ضرر، ہمدرد اور دوسروں کے خیرخواہ تھے اور جماعتی خدمت کے مواقع تلاش کر کے ذاتی لگن اور بہت محنت سے وقف کی ذمہ داریاں نبھاتے تھے۔ بعد ازاں ٹھٹھہ شیریکا میں متعیّن ہوئے۔ ہر دو جگہ مسجد کے ساتھ والے کمرہ میں آپ کی رہائش تھی، مسجد میں درس و تدریس کے علاوہ آپ کے کمرہ میں بھی چھوٹوں اور بڑوں کا ہر وقت آنا جانا لگا رہتا تھا۔ ڈیروں، زمینوں اور دکانوں پر جا کر بھی آپ احباب جماعت سے رابطہ رکھتے۔ اور اپنی تمام مفوّضہ ذمہ داریوں کو باحسن سرانجام دیتے۔ آپ کی شرافت و ہمدردی اور دوسروں کی خیرخواہی کی وجہ سے اس حلقہ کے احباب ہمیشہ آپ سے رابطہ میں رہے۔

20 فروری 1993ء کو خاکسار کینیا گیا جس کے چند سال بعد آپ تنزانیہ تشریف لے گئے۔ اپریل 1999ء میں جب خاکسار کا تقرر تنزانیہ کے لئے ہوا تو مکرم مبارک محمود صاحب تنزانیہ میں اکیلے مقیم تھے۔ فیملی پاکستان میں تھی۔ آپ کا سنٹر عروشہ شہر تھا اور آپ کے حلقہ میں ہی افریقہ کا سب سے بڑا پہاڑ Kilimanjaro واقع تھا۔ آپ نے اپنے حلقہ میں تبلیغ و تربیت کے کام کو خوب جاری رکھا اور میدان عمل میں ہی سواحیلی زبان بھی سیکھتے رہے۔ اس سنٹر میں بہت چھوٹی جماعت تھی جس کی وجہ سے ایک دشمن نے آپ کو ذہنی اور جسمانی دکھ میں مبتلا کئے رکھا حتی کہ آپ کو اسیری کے دن بھی کاٹنے پڑے مگر آپ نے خدا کی خاطر یہ وقت بھی نہایت حوصلہ، ہمت اور صبر سے گزارا۔

جب عروشہ میں آپ کی جگہ پر دوسرے مبلغ کا تقرر ہوا تو انہوں نے روٹی پکانے کے لئے توے کا مطالبہ کیا۔ جب مکرم مبارک محمود صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ توے کے بغیر کیسے گزارہ کرتے رہے تو آپ نے جواب دیا کہ دو سال کے عرصہ قیام میں خاکسار نے کبھی روٹی پکائی ہی نہیں۔ اس عرصہ میں چاول اور ڈبل روٹی کھا کر گزارہ کرتے رہے۔ بعدازاں مختلف مقامات پر متعیّن رہے جہاں بڑی جماعتیں تھیں اور ذمہ داریاں بھی زیادہ تھیں۔ 2001ء میں ایک ماہ کے لئے تنزانیہ کے قائم مقام امیر اور مربی انچارج بھی رہے۔

کینیا کی سرحد پر تنزانیہ کا آخری شہر تاریمے (Tarime) ہے۔ سرحد کے دونوں طرف دونوں ملکوں میں بکثرت احمدی جماعتیں قائم ہیں۔ مقامی لوگوں کے لئے آر پار آنے جانے کے لئے کوئی پابندی نہیں۔ اس لئے تاریمے میں دومنزلہ بڑی مسجد کی تعمیر کا فیصلہ کیا گیا جس میں بالائی منزل پر معلّم کی رہائشگاہ بھی شامل تھی۔ اس منصوبہ کی تعمیر کی نگرانی کے لئے مکرم مبارک محمود صاحب کو وہاں بھجوا دیا گیا۔

آپ نے بہت محنت سے سارا سارا وقت موقع پر کھڑے ہو کر اپنی مرضی کا تسلی بخش کام کروایا۔ جماعت احمدیہ تنزانیہ کی یہ پہلی دومنزلہ مسجد تھی۔

مکرم مبارک محمود صاحب کو شروع سے ہی ٹائپنگ کا شوق تھا اس لئے انہیں ایک ٹائپ رائٹر مہیا کر دیا گیا جس پر آپ چھوٹے چھوٹے پمفلٹس تیار کر کے اپنے داعیان اور زیرتبلیغ دوستوں میں تقسیم کیا کرتے تھے۔ تقریباً ہر ماہ چند دلائل پر مشتمل ایک نیا پمفلٹ تیار کر کے اس کی کاپیاں کروا کے مہیا کیا کرتے تھے۔ آپ جہاں جہاں بھی رہے ڈش انٹینا کا باقاعدہ خیال رکھتے تا کہ MTA کی مسلسل دستیابی میسر رہے۔ MTA سے خطبات اور دیگر معلومات حاصل کر کے اس کا خلاصہ اور سواحیلی ترجمہ احبابِ جماعت تک پہنچایا کرتے تھے۔

آپ Mbeya میں مقیم تھے کہ بیمار ہو گئے اور ابتدائی آپریشن وہیں ہوا۔ 2006ء میں بیماری کی حالت میں ہی پاکستان تشریف لائے اور بقیہ علاج کراچی میں ہوا۔ صحت کی بحالی پر 2007ء کے آخر میں وکالتِ تصنیف تحریک جدید ربوہ کے سواحیلی ڈیسک میں تعیناتی ہوئی جبکہ آپ سے دو ماہ قبل خاکسار بھی سواحیلی ڈیسک میں تعینات ہو چکا تھا۔ بیماری اور کمزوری کے باوجود بہت محنت سے کام کرتے رہے۔ انٹرنیٹ سے سواحیلی زبان سیکھتے اور نیٹ پر سواحیلی ریڈیو بھی سنا کرتے تھے۔ اس طرح آپ نے سواحیلی محاورات کا ایک کتابچہ بھی تیار کیا اور نیٹ سے ہی عام استعمال کے قواعد مع امثلہ تلاش کر کے پرنٹ کر لئے۔ الغرض سواحیلی زبان میں ترقی کرنے کا جذبہ رکھتے تھے۔ اور خواہش رکھتے تھے کہ مکمل صحت یابی کے بعد اپنے خرچ پر چند ماہ کے لئے تنزانیہ جا کر سواحیلی زبان میں بہتری پیدا کریں گے۔ مگر اللہ کو اور ہی منظور تھا۔ پانچ سال کی تکلیف دہ بیماری کاٹنے کے بعد بالآخر 4 مئی 2011ء کو وفات پا گئے اور بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ کا اپنے بیوی بچوں کے ساتھ بہت ہی ہمدردانہ اور احترام والا سلوک تھا۔ آپ یقین، لگن اور امنگ سے لبریز تھے۔

13 مئی کے خطبہ جمعہ میں حضور انور ایدہ اللہ نے آپ کا ذکرِ خیر فرمایا اور نمازِ جنازہ غائب پڑھائی۔

...❁...❁...❁...

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 3 اکتوبر 2012ء میں مکرم مبارک احمد ظفرؔ صاحب کی ایک غزل شاملِ اشاعت ہے۔ اس غزل میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

جب صداقت کا کبھی اونچا عَلَم ہونے لگے
تو عساکر شمر کے محو ستم ہونے لگے
آسمانوں پر بلندی کی طرف پرواز ہو
جب بھی طاعت میں سرِ تسلیم خم ہونے لگے
جانبِ یثرب میری جب سوچ کا طائر اُڑے
رابطہ دربارِ مولیٰ سے بہم ہونے لگے
کہہ رہی ہے کب سے دنیا ہم کو مرُدودِ حَرم
اب تو مولیٰ ہم پہ وا بابِ حَرم ہونے لگے
یا الٰہی دسترس تیری میں ہیں کون و مکاں
تُو جو کُن کہہ دے تو پھر یہ لاجَرم ہونے لگے
عدل کا جس قوم میں ہونے لگے فقدان جب
خاک پھر اس قوم کا جاہ و حَشم ہونے لگے
خاکساری کا مقدّر یہ ظفرؔ ہے بالیقیں
آسماں سے فضل اور لطف و کرم ہونے لگے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

October 05, 2018 – October 11, 2018

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 3875 6040

Friday October 05, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Yassarnal Qur'an
01:15	Huzoor's Jalsa Salana Address USA 2012
02:30	In His Own Words
03:00	Spanish Service
03:20	Ashab-e-Ahmad
03:50	Tarjamatul Qur'an Class
05:00	Qur'an Sab Se Acha
05:35	Prophecies In The Bible
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Beacon Of Truth: Recorded on March 18, 2018.
07:45	Noor-e-Mustafwi
08:05	Pakistan National Assembly 1974
09:05	Huzoor's Reception In Ontario 2012
09:30	History Of MTA In Mauritius
10:00	In His Own Words
10:30	The Prophecy Of Khilafat
10:55	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30	Tilawat [R]
13:50	Attractions Of Australia
14:30	Shotter Shondhane
15:30	Pakistan National Assembly 1974 [R]
16:30	Friday Sermon [R]
17:40	Noor-e-Mustafwi [R]
18:00	Live Arabic Service - Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05	World News
20:20	Tilawat
20:35	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:10	Noor-e-Mustafwi [R]
21:30	Friday Sermon [R]
22:40	Attractions Of Australia [R]
23:15	Husn-e-Biyan

Saturday October 06, 2018

00:00	World News
00:15	Rishta Nata Ke Masa'il
00:30	Tilawat
00:45	Masjid Aqsa Qadian
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Huzoor's Reception In Ontario 2012
02:00	MTA Travel
02:30	In His Own Words
03:00	Beacon Of Truth
03:45	Dars-e-Hadith
04:00	Friday Sermon
05:10	The Concept Of Bai'at
05:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel
07:05	Aao Urdu Seekhain
07:25	Open Forum
08:00	International Jama'at News
09:00	Friday Sermon: Recorded on October 05, 2018.
10:10	In His Own Words
10:45	Dua-e-Mustaja'ab
11:10	Indonesian Service
12:15	Tilawat [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:05	Shotter Shondhane
15:20	Rights Of Women In Islam
16:00	Live Rah-e-Huda
17:30	MTA Travel
18:00	Live Arabic Service - Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05	World News
20:30	Huzoor's Jalsa Salana Address UK 2008
21:35	International Jama'at News
21:50	Rights Of Women In Islam [R]
22:30	Friday Sermon [R]
23:30	MTA Travel [R]

Sunday October 07, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Jalsa Salana Address UK 2008
02:35	In His Own Words
03:10	Aao Urdu Seekhain
03:25	Open Forum
04:00	Friday Sermon
05:05	Rights Of Women In Islam
05:40	The Prophecy Of Khilafat
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Rah-e-Huda: Recorded on October 6, 2018.
08:30	Roots To Branches
08:55	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
09:55	In His Own Words
10:25	Jalsa Salana Speeches
10:55	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Hadith [R]
12:35	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 05, 2018.
14:05	Shotter Shondhane
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:10	In His Own Words [R]
16:45	Rang-e-Bahaar
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Story Time
19:00	Islamic Jurisprudence
19:35	Jalsa Salana Speeches [R]
20:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal 2016
21:05	In His Own Words [R]
21:50	Khazain-ul-Mahdi
22:25	Friday Sermon [R]
23:30	Roots To Branches [R]

Monday October 08, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Yassarnal Qur'an
01:20	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
02:20	In His Own Words
03:10	Rang-e-Bahaar
04:00	Friday Sermon
05:05	Jalsa Salana Speeches
05:35	Roots To Branches
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	Al-Tarteel
07:00	Rencontre Avec Les Francophones
08:00	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
08:20	Jalsa Salana Speeches
08:30	MTA Travel
09:00	Inauguration Of Aiwane Tahir
09:40	In His Own Words
10:15	Swahili Service
10:55	Friday Sermon: Recorded on April 27, 2018.
12:05	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Hadith [R]
12:20	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on November 2, 2012.
14:05	Shotter Shondhane
15:05	Inauguration Of Aiwane Tahir [R]
15:50	In His Own Words [R]
16:30	International Jama'at News
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Swedish Service
19:05	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as) [R]
19:25	Jalsa Salana Speeches [R]
19:35	MTA Travel [R]
20:05	Inauguration Of Aiwane Tahir [R]
20:50	In His Own Words [R]
21:25	Pakistan National Assembly 1974
22:30	Rencontre Avec Les Francophones [R]
23:30	Seerat Hazrat Masih Ma'ood (as) [R]

Tuesday October 09, 2018

00:00	World News
00:25	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Al-Tarteel
01:35	Inauguration Of Aiwane Tahir
02:20	In His Own Words
03:00	International Jama'at News
03:55	Rencontre Avec Les Francophones
05:00	Seerat Hazrat Masih Ma'ood (as)
05:20	Jalsa Salana Speeches
05:30	MTA Travel
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Liqa Ma'al Arab: Recorded on April 9, 1996.
08:05	Story Time
08:25	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
09:30	In His Own Words
10:15	Attractions Of Australia
11:00	Indonesian Service
12:05	Tilawat [R]
12:20	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 05, 2018.
14:00	Shotter Shondhane
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
16:00	In His Own Words
16:35	Pakistan In Perspective
17:10	Islamic Jurisprudence
17:40	Yassarnal Qur'an [R]
18:05	World News
18:20	Tilawat
18:30	Rah-e-Huda
20:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal [R]
21:10	In His Own Words [R]
21:50	Maidane Amal Ki Kahani
22:45	Liqa Ma'al Arab [R]

Wednesday October 10, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:45	Dars-e-Malfoozat
01:00	Yassarnal Qur'an
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Atfal
02:30	Pakistan In Perspective
03:15	Islamic Jurisprudence
04:00	Liqa Ma'al Arab
05:15	The Finality Of Prophethood
06:00	Tilawat
06:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:30	Al-Tarteel
07:00	Question And Answer Session
08:00	Quiz About The Holy Qur'an
09:00	Huzoor's Jalsa Salana Address UK 2008
10:05	Roohani Khazaa'in
10:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:00	Indonesian Service
12:00	Tilawat [R]
12:15	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein [R]
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 05, 2018.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Huzoor's Jalsa Salana Address UK 2008 [R]
16:05	The Significance Of Flags
16:30	Quiz About The Holy Qur'an [R]
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Tilawat
18:35	Lumière Sur Hadiths
19:10	The Significance Of Flags [R]
19:25	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
20:00	Huzoor's Jalsa Salana Address UK 2008 [R]
21:00	In His Own Words [R]
21:35	Quiz About The Holy Qur'an [R]
22:30	Question And Answer Session [R]
23:15	Moshairah

Thursday October 11, 2018

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
00:55	Al-Tarteel
01:30	Huzoor's Jalsa Salana Address UK 2008
02:30	In His Own Words
03:05	Quiz About The Holy Qur'an
04:00	Question And Answer Session
04:45	Roohani Khazaa'in
05:10	The Significance Of Flags
05:25	Moshairah
06:00	Tilawat
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:25	Yassarnal Qur'an
07:00	Tarjamatul Qur'an Class
08:05	Islamic Jurisprudence
08:40	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw)
09:00	Huzoor's Address At The European Parliament
10:00	In His Own Words
10:35	Islami Mahino Ka Ta'aruf
11:00	Japanese Service
11:15	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat [R]
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:25	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 05, 2018.
14:05	Islamic Jurisprudence [R]
14:40	Life Of The Holy Prophet Muhammad (saw) [R]
15:00	In His Own Words [R]
15:30	Persian Service
16:00	Friday Sermon [R]
17:00	Prophecies In The Bible
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:15	Tilawat
18:30	Islami Mahino Ka Ta'aruf [R]
19:00	Open Forum
19:35	Ashab-e-Ahmad
20:10	Friday Sermon [R]
21:10	In His Own Words [R]
21:45	MTA Travel
21:55	Prophecies In The Bible [R]
22:30	Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:35	Roots To Branches

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:info@alfazlintl.org

Vol 25 | Friday 05 October 2018 | Issue No. 40

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ جرمنی ستمبر 2018ء

خطبہ جمعہ کے ذریعہ جلسہ سالانہ جرمنی کا افتتاح۔ خطبہ جمعہ میں جلسہ کی غرض وغایت کو پیشِ نظر رکھنے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے مہمانوں اور میزبانوں کو نہایت اہم نصائح۔

جلسہ سالانہ کی پریس اور الیکٹرانک میڈیا میں کوریج۔ سینیگال، تاجکستان، لتھوانیا اور افریقن ممالک سے آنے والے مہمانوں اور وفود کے ساتھ ملاقاتیں اور مہمانوں کے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

... ...

7/ستمبر 2018ء بروز جمعۃ المبارک

... ...

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجکر پچاس منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے رہائشی حصّہ میں تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف نوعیت کے دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کے تینتالیسواں (43) جلسہ سالانہ کا آغاز ہورہا تھا اور آج جلسہ سالانہ کا پہلا روز تھا۔

پروگرام کے مطابق دوپہر ایک بجکر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پرچم کشائی کی تقریب کے لئے جلسہ گاہ کے چاروں ہالوں کے درمیان واقع ایک کھلے لان میں تشریف لے آئے۔ حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ امیر صاحب جرمنی نے جرمنی کا قومی پرچم لہرایا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ MTA انٹرنیشنل کی یہاں جلسہ گاہ سے Live نشریات صبح سے ہی شروع ہوچکی تھیں۔ پرچم کشائی کی یہ تقریب بھی دنیا بھر میں Live نشر ہوئی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کے ساتھ جلسہ کا افتتاح ہوا۔

خطبہ جمعہ

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

الحمدللہ آج سے جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ شروع ہورہا ہے اور ہمیں اللہ تعالیٰ ایک اور جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق عطا فرمارہا ہے۔ جلسہ سالانہ کیا ہے ہم سالوں سے سنتے آرہے ہیں بلکہ جب سے جلسہ سالانہ کے انعقاد کا آغاز ہوا ہے۔ سوا سو سال سے زیادہ عرصہ پہلے سے یہی سنتے آرہے ہیں کہ جلسہ سالانہ کا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیان فرماتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ یہ جلسہ کوئی دنیاوی میلہ نہیں ہے اور نہ ہی یہاں جمع ہونا کسی دنیاوی مقصد اور تعداد دکھانے کے لئے ہے یا دنیا پر کوئی دنیاوی اثر ڈالنے کے لئے ہے بلکہ یہاں آنے والوں کو، یہاں جمع ہونے والوں کو خالصۃً للہ جمع ہونا چاہئے تاکہ جہاں اپنی علمی اور روحانی پیاس بجھانے والے ہوں۔ اپنے علم اور روحانیت میں اضافہ کرنے والے ہوں وہاں اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق کے بارے میں علم حاصل کرنے والے اور ان حقوق کو ادا کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ لیکن مجھے یہ کہتے ہوئے افسوس ہے کہ یہاں بعض لوگ آتے تو ہیں جلسہ میں شامل ہونے کے لئے لیکن حاصل کچھ نہیں کرتے سوائے اس کے کہ کچھ دوستوں کو مل لیا اور کچھ شغل کی باتیں ہوگئیں۔ ایسے لوگ پھر مسائل بھی کھڑے کرتے ہیں۔ بعض نوجوانوں اور بچوں کے لئے ٹھوکر کا باعث بھی بنتے ہیں بعض بڑی کریہہ قسم کی حرکتیں بھی کرلیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ اور ہر وقت دیکھ رہا ہے۔ پس سب سے پہلی بات آج جو میں کہنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ ہر ایک کو ذہن میں یہ بات اچھی طرح راسخ کرلینی چاہئے کہ یہ جلسہ خالصۃً روحانی جلسہ ہے اس کا انعقاد اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ ہم تقویٰ میں بڑھیں اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کریں اور اس میں ترقی کریں۔ بعض غیر مہمانوں کے سامنے تو پردہ پوشی ہوجاتی ہے ان کے سامنے کچھ احتیاط بھی ہوجاتی ہے اور کچھ اللہ تعالیٰ بھی پردہ پوشی فرماتا ہے کہ چند ایک کے غلط رویّوں اور حرکات سے جماعت کی بدنامی نہ ہو پتہ نہیں لگتا تو بہرحال جیسا کہ میں نے کہا آج پہلی بات جس کی طرف میں توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ جلسہ کا مقصد کیا ہے تو وہ مقصد یہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تقویٰ پیدا ہو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے مدعا اور مقصد کو بیان فرماتے ہوئے شامل ہونے والوں کے لئے فرمایا کہ ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد و تقویٰ اور خداترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہمی محبت اور مؤاخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو۔ پھر آپ نے جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ ہر چیز کی جڑ ہے۔ تقویٰ کے معنی ہیں ہر ایک باریک در باریک رگِ گناہ سے بچنا۔ فرمایا تقویٰ اسے کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اس سے بھی کنارہ کرے۔ اس سے بھی بچو۔ اب ہر ایک اپنا جائزہ لے تو خود ہی اپنا محاسبہ ہوجائے گا کہ کیا اس تعریف کے مطابق ہم باریک در باریک گناہ سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں اور جس بات میں برائی کا شبہ بھی ہو اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں؟ اس بات کا ہر کوئی اگر محاسبہ کرے اور محاسبہ کرنے کے بعد یہ دیکھے کہ واقعی ہم عمل کرنے والے ہیں اور اس کے مطابق عمل کرنے والے ہوں تو تب ہمیں سمجھنا چاہئے کہ ہم نے جلسہ پہ آنے کے مقصد کو پورا کردیا یا پورا کرنے کی کوشش کررہے ہیں ورنہ تقریریں سننا اور وقتی جوش دکھانا اور نعرے لگانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

بعض نعرے لگا رہے ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کے تاثرات اور ہنسی سے یہ پتہ لگ رہا ہوتا ہے کہ کوئی دلی جوش نہیں ہے بلکہ صرف نعرہ برائے نعرہ لگ رہا ہے۔ پہلے تو یہ تاثرات اور حرکات چھپ جاتی تھیں لیکن اب کیمرے کی آنکھ بغیر پتہ لگے، بغیر کسی کے علم میں لائے ان کی طرف جاکر ان کی حالتوں کے بارے میں بتادیتی ہے اور پھر یہ مستقل محفوظ ہوجاتی ہے۔ پہلے تو یہ پروگرام صرف ایم ٹی اے پر ہی ہوتے تھے اب سوشل میڈیا پر بھی ہوتے ہیں وہاں بھی شکلیں نظر آجاتی ہیں۔ نظر آرہا ہوتا ہے کہ کس کے چہرے پر کیسا تاثر ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

پھر ایک اور معیار انسان کی اندرونی حالت اور تقویٰ کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے بیان فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تقویٰ کا اثر اسی دنیا میں متقی پر شروع ہوجاتا ہے۔ یہ صرف ادھار نہیں نقد ہے۔ بلکہ جس طرح زہر کا اثر اور تریاق کا اثر فوراً بدن پر ہوتا ہے۔ زہر انسان پی لے یا کوئی دوائی کھالے اس کا اثر انسان پر ظاہر ہونا شروع ہوجاتا ہے اور بلکہ بعض دفعہ فوری ہوجاتا ہے فرمایا کہ اسی طرح تقویٰ کا اثر بھی ہوتا ہے تو یہ معیار آپ نے بیان فرمایا۔ پس یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ انسان تقویٰ پر چلنے والا ہو اور اس کا اثر ظاہر نہ ہورہا ہو۔ تقویٰ پر چلنے والا کبھی برائی کے قریب جا ہی نہیں سکتا۔ اس کے خیالات بھی پاک ہونا شروع ہوجاتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے ہر کوئی اپنا جائزہ خود لے سکتا ہے۔ آپ نے ایک موقع پر فرمایا میں یہ سب باتیں بار بار اس لئے کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے، اللہ تعالیٰ کی معرفت رہی نہیں دنیا میں گم ہوگئی دنیا کی چیزوں نے غلبہ پالیا اللہ تعالیٰ کی طرف رجحان کم ہو گیا۔ نعرہ یا عہد تو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا ہے لیکن بہت سارے ایسے مواقع آجاتے ہیں کہ دنیا مقدم ہوجاتی ہے اور دین پیچھے چلا جاتا ہے، فرمایا اور وہ حقیقی تقویٰ اور طہارت جو اس زمانے میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے۔ مقصد کیا ہے جماعت کا کہ وہ تقویٰ اور طہارت جو اس دنیا میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے۔ پس جو اللہ تعالیٰ کی منشاء کے مطابق تقویٰ اور طہارت کو قائم کرنے کی کوشش کرے گا وہی کامیاب ہوگا۔ وہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی نظر میں حقیقی احمدی ہے اور وہی اس جلسہ کے مقصد کو پورا کرنے والا ہے۔ جن دوسری دو باتوں کی طرف آج میں توجہ دلانا چاہتا ہوں ان پر عمل بھی اسی صورت میں ہوگا اور ہوسکتا ہے جب دلوں میں خوف خدا ہو اور تقویٰ ہو اور جلسے پہ آنے کے مقصد کو پورا کرنے کی خواہش ہو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر شامل ہونے والے میں کیا خصوصیات پیدا ہونی چاہئیں یعنی خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے بعد اس میں نرم دلی بھی پیدا ہو۔ ایک دوسرے کے لئے دل نرم ہوں۔ آپس کی محبت ہو بھائی چارہ ہو عاجزی ہو انکساری ہو اور سچائی کے اعلیٰ معیار قائم ہوں۔

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں